

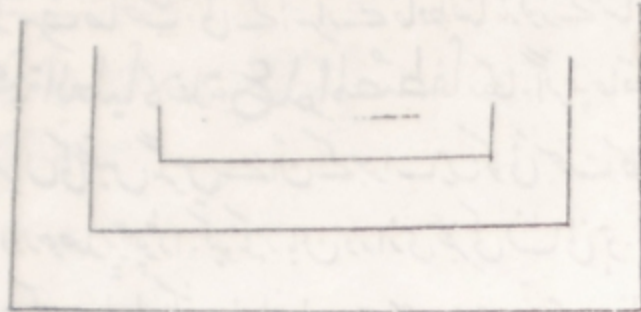
الْكَلِمَةُ الْعُلْيَا

لِاعْلَاءِ

عِلْمِ أَمِيرِ مَطْفِي
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَدِّقُ الْفَاضِلِ عَلَّامَةُ سَيِّدِ مُحَمَّدٍ نَعِيمُ الدِّينِ مُرَادُ آبَادِي عَالَمِهِ الرَّحْمَةِ

قَادِرِي كُتُبْ خَانَه، تَحْسِينِ اَزْ سَيَاكُو



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



الحمد لله الذي خلق الانسان وعلمه البيان والصلوة والسلام على سيد
 المرسلين محمد بن الذي علمه علوم الاولين والآخرين وعلى اهل العلمين بما كان
 وما يكون واصحابه الذين اختارهم الله لعلوم وفنون **اما بعد** بنده مسكين
 المعتمد بحبل الله المتين محمد نعيم آل بين خصة الله بنبريد الصدق واليقين ابن الفاضل الكامل حضرت
 مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب مازلہ العالی مراد آبادی صابہا اللہ الہادی عن کلیلہ الہی
 برادران اسلام کی عالی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
 افضل الصلوة والتسلیم علماء میں ایسا زیر بحث ہے کہ ہر طرف اُسی کا ذکر سنا جاتا ہے چنانچہ اسی بحث
 میں جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب مہسوی دام فیضہ نے جواہرہ فضلار اہل سنت میں
 سے ہر ایک سالہ سہمی **اعلامہ الرکب** کیا تالیف فرمایا جس کی حالت مصنف علامہ کی علم
 علمی کی شہرت کو باعث محتاج بیان نہیں۔ اس سالہ میں لکھنا صاحب شونے نبی کریم صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کیلئے علم ہا کاں دما کیوں کا اثبات کیا ہے اور کافی ثبوت دے رہے ہیں۔ بانیہمہ آپور کے ایک عالم مولوی
 حافظ واحد نور صانع اس سالہ کے جواب ایک سالہ لکھا جس کا نام علامہ رکتہ الحق ہے۔ حافظ صاحب موصوف نے
 اس سالہ میں لکھنا شاہ سلامت اللہ صدام فیضہ کی نسبت ایسی ہی سخت کلام کیا اور زیادہ گویاں کہیں علماء کی شان
 سوجی میں مسئلہ کی متعلق وہ ایک حق علامہ صاحب تقریریں کہیں عاقل و فہیم کی غیر متوقع ہیں اس سے جو چیز فی بات عامی احباب

بالخصوص سبیاں محمد اشرف صاحب ثانی کے اصرار سے حافظ صاحب نے کئی سال کا جواب لکھا اور اس کا نام **الکلمۃ العلیا کلام العلماء المصطفیٰ** رکھا۔ اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں سخت کلامیوں کی تھیں مگر میں نے ان کے جواب میں کوئی سخت کلامی نہ کی اور اس کام کو انہی کی ہمت اور جوصلہ پر چھوڑا۔ کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہے۔ حافظ صاحب اور ان کے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بڑبڑائیوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ غالباً یہ حضرات حضرت موصوف کیساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسی طرح ان کی سخت کلامی زیادہ کوئی فضل پرست کے جواب کی طرف بھی رخ نہیں کیا۔ البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں اور حافظ صاحب صوفیہ شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیے اور جوابات میں تحقیق کر دیکھ کر نظر رکھا۔ نا انصافی اٹھ تعصب کو پاس آنے دیا حتیٰ الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہوں چنانچہ مطبوعہ ذیل رسالے دستیاب ہوئے۔ سب پر نظر ڈالی مگر تقریباً سب کی تقریریں ملتی جلتی ہیں۔ نادر کسی میں کوئی بات کم و بیش ہو۔ تاہم میں نے اس سارے میں سب کے جواب دیے۔ اللہ جلّ ثناؤ اس کو میرے لئے کفارہ ثبات فرمائے۔ ناظرین سے دعا ہے کہ خیر خاتمہ رسول و نظر انصاف حاصل ہے۔

فخالفین کے وہ سارے و فتویٰ جن کا ہم نے بعونہ تعالیٰ جواب لکھا ہی نہیں

تقدیم لایان۔ فقیر المسلمین سید عالم غیب از مولوی محمد یحییٰ مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ غیبی رسالہ فتویٰ مولوی غلام محمد راندیری۔ فتویٰ علمائے دیوبند وغیرہ۔ مجموعہ مطبع صدیقی لاہور کشف الخطا عن ازالۃ الخفا مؤلف مولوی محمد سعید بنیادی بیہم الغیب فی کب اہل الریث لہ مولوی عبد الحمید یو ریو فیف علی سلمہ بالجیف۔ تشریح التوحید مؤلف مولوی محمد غلام نبوی۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان مؤلف مولوی اشرف علی تھانوی تحقیق حق تقریر مولوی محمد ادریس صاحب علم غیب فیصلہ مطبوعہ مطبع اہل حدیث امرتسر۔ اہل حدیث کا مذہب مصنف ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری۔ علامہ کلمۃ الحق۔

قبل اس کے کہ مخالفین کی تحریروں کو جواب میں قلم اٹھایا جائے مناسب یہ ہے کہ مسئلہ کو مختصر طور پر بیان
 تقریر مسئلہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم زکریاؑ کو فرمایا کہ اے زکریا! تمہارا بیٹا پیدا ہوگا جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم ہوگا۔ کہ جسے تمام کائنات میں تمام ممکنات حاضریہ و غائبہ کا علم عطا فرمایا۔
 بد الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر
 کر دکھایا۔ خود ارشاد فرمایا الرحمن علما القرآن اس آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہے
 کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان
 و نزولنا علیک الكتاب بتینا نالکلی شیء پس جب کلام پاک ہر چیز کا بیان اور سرور اکرم اس کے
 عالم تو بے شبہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حملہ اشیاء کے عالم ہوئے حکیمانہ سواف فی کتاب
 الاحجاز عن ابی بکر بن مجاہد انہ قال یوما من شیء فی العالم الا وہو فی کتاب اللہ فقیل لہ
 فاین ذکر الخانات فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونہ فیہا
 متاع لکم فی الخانات (العلقان صفحہ ۳۶) ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابو بکر بن
 مجاہد سے حکایت کی انھوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہان میں نہیں جس کا ذکر کلام اللہ
 شریف میں نہ ہو کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کب ہے فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح
 ان قد خلوا الخات اب ثابت ہو کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہوا اور حضرت اس کے عالم
 تو تمام اشیاء کے عالم ہوئے۔ قولہ تعالیٰ خلق الانسان علمہ البیان (دقی معالم التشریح)
 قال بن کيسان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی
 بیان ما کان وما سیکون (دقی التفسیر الحسینی) یا باوجود آورد محمد را دیبا موزا بند وے را
 بیان بود و ہست و باشد۔ آیتہ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیر دینی بموجبت ہو کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ
 نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیکر کے علم کا کائنات مایکون سے سر فراز ممتاز فرمایا یعنی گزشتہ و آئندہ اور فیض ہر
 سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نہ ہم جمیع غیوب غیر تنہا ہمیں کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات
 الہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کہ علم الہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور
 فطرہ کہ سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق مواظبت
 و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں۔ کوئی ہستی نہیں کہنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و کرامت

لیکن بایںہ عطاے الہی سے حضور نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع کائنات تمام ممالک یا ملک
 عدم حاصل ہیں۔ الحمد للہ ہم نہ مائلت مساوات کے قائل نہ عطاؤ الہی اور فضائل احمدی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے منکر مخالفین کا الزام مائلت و مساوات ہم پر اقرار ہے۔ حیرت یہ ہے کہ کذب
 جیسے بیچ عیب پر تو حضرت حق جل و علا کی قدرت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کے زور
 لگائیں اور ناکام کوشش کی جائیں اور حضور کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمانے سے خداوند عالم کو
 عاجز سمجھا جائے۔ تعجب۔ اللہ سبحانہ ہمارے بنی نوع کو ہدایت فرمائے۔

سرآمد مخالفین نے کس دلیری سے حق سبحانہ تعالیٰ کی نسبت یہ بیہودہ کلمات لکھ ڈالے۔

تردیکٹ ڈور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے۔ خداوند عالم کی جناب میں تردیک و دور کا لفظ

لکھتے شرم نہ آئی۔ افسوس۔ اس سے بڑھ کر اور بلا حفظ فرمائیے لکھتے ہیں کہ عزیز کا ریافت کرنا

اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کر لے۔ یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ د تقویۃ الایمان صفحہ

ان سادہ لوحوں کے خیال میں ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ جل شانہ کو بھی حاصل نہیں بلکہ جب

چاہتا ہے کسی چیز کا علم دریافت کر لیتا ہے۔ معاذ اللہ العلی العظیم علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانہ

اصحائے مسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے لکھے ہیں انکی نقل کر رہے

طبعیت پریشان ہوتی ہے۔ اس لٹو میں اللہ جل شانہ سے یہ دعا کر کے کہ دائی اپنی بندہ کو ہدایت فرمائے

اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں۔ حضرت سید کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانہ

نے جمیع اشیاء یعنی تمام ممکنات مادہ و پرہد کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیتوں اور

حدیثوں سے یہ امر ثابت ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کیلئے کسی قدر اور بھی تحریر میں لایا جاتا ہے یہ تو

دانش رہی کہ قرآن شریف اور احادیث رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت

میں اتنی کثیر موجود ہیں کہ ان سب کا اس مختصر کتاب میں نقل کر دینا ممکن نہیں۔ اچھے یہاں

نقل کیا جاتا ہے وہ شے نمونہ از خود اسے اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ وعلمک والہ فکن تعلم

لے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ جل شانہ نے تمہیں تعلیم فرمایا وہ جو کہ تم نہیں جانتے تھے

آیت (۲) وما کان اللہ لیطکم علی الغیب وکن اللہ یجتبیٰ من رسول من یشاء
 فامنوا باللہ ورسولہ وان توؤمنوا بتقوا فلکم اجر عظیم۔ وہ اللہ جل شانہ پورا نہیں

تقریرۃ الایمان کے لغزات کا ارد۔

مسئلہ لا ثبوت آیتوں سے

کہ تم کو مطلع کرے غیب پر اور لیکن اللہ جل شانہ جہانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو
 چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر ہو تم اور پر ہنر بھاری پر تو
 تم کو برا ثواب ہے۔ الفتوحات الالہیہ تبویح تفسیر الی الین للذی الق الحنفیہ المعروف
 بالجل مطبوعہ مطبعہ مرقسوی جلد اول صفحہ ۳۴ میں ہے۔ والمحققون لیکن اللہ مجتبیٰ ہی
 یصطفیٰ من دسلہ من یشاء فیطلع علی الغیب اور معنی یہ ہیں لیکن اللہ جل شانہ جہا
 نیتا ہے یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اُس کو غیب کے
 آیت (۲) عالم الغیب فلا ینظہر علی غیبہ احد الا من اراد فی من رسول
 اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو مرقسوی کر لے
 رسولوں میں سے۔ اہل تدقیق فرماتے ہیں کہ لا ینظہر علی غیبہ علی احد نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
 اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کیونکہ ظاہر غیب تو اولیائے کرام قدرت اسرار ہم پر بھی ہوتا
 ہے اور خیر انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا لا ینظہر علی
 غیبہ احد۔ اپنی غیب خاص پر کسی کو ظاہر وغالب و مسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو ان دونوں
 مرتبوں میں کیا فرق عظیم ہے اور یہ کیا مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے قرآن عظیم سے ثابت
 ہوا۔ تفسیر مجمع البیان جلد رابع صفحہ ۴۹ میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے۔ قال ابن السکیت انہ
 تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علی الا المرئی الذی یکون رسولاً وما
 یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول یعنی ابن شیح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی غیب خاص پر جو
 اُس کے ساتھ مختص ہے رسول مرقسوی کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اُس کے ساتھ
 خاص نہیں اُس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے آیت (۳) وما هو علی الغیب بضنین
 یعنی نہیں وہ غیب پر غیبی ہو گا مزج یا اللہ جل شانہ ہے یا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
 و صحابہ وسلم۔ یا قرآن شریف۔ ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کما سئلتی یہاں نصراً
 قدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور اب احادیث شریفہ کا جلوہ دکھاتا ہوں۔ حدیث (۱۸) عن
 عمر قال قام فبینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً فخرنا عنہ بدار الخلق حتی دخل
 اهل الجنة سائر لهم و اهل النار منازلهم یحفظونہ من حفظ و
 لیسۃ

من نسبه رواۃ البخاری) از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۶ سطر ۶ مطبوعہ مجتہائی، حضرت دمرضی اشرف
 تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائی آفرینش
 سے لیکر حقیقتوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور کہا اس
 کو جس نے یاد رکھا اس کو اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ حدیث (۲) عن عمرو بن الخطاب
 الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ما ان الفجر وصعد
 علی المنبر فخطبنا حجة حضرت النظم فنزل فصری ثم صعد المنبر فخطبنا حجة حضرت
 العصور ثم نزل فخطبنا ثم صعد المنبر حجة حضرت الشمس فاخبرنا بما هو کا ان
 الی یوم القيامة قال فاعلمنا احفظنا رواۃ مسلمہ از مشکوٰۃ شریف صفحہ
 سطر ۱ باب المعجزات) روایت ہے عمرو بن الخطاب انصاری سے کہا نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لئے یا وعظ
 فرمایا یہاں تک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر
 اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ آگیا وقت عصر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر
 اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ غروب آفتاب یعنی پس تمام روز خطبہ ہی میں گذلے پس خبر دی ہمارے ساتھ اس
 کو کہ جو نبی کی دنیا کے یعنی وفات اور حوادث اور عجائب غرائب قیامت تک کے محفل فیصل ہوا فرمادے ہیں اس میں بہت
 سے عجوبے ہوتے کہا عمرو نے پس وانا ترین ہمارا یعنی اب) بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے۔ یعنی
 اس دن کو ذکر الطیبی اور کہا سید جمال الدین نے ادلی یہ ہے کہ کہا ہادی بہت یاد رکھنے والا ہمارا
 اس قصہ کو وانا ترین ہمارا ہے یعنی اب نقل کی پسلم نے واز مظاہر الحق مطبوعہ مطبعہ نیکو شوریہ چہارم
 صفحہ ۱۱) مولوی محمد سعید صاحب بنارس کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا صفت میں لکھتے ہیں: حضرت
 مولف محبوب کی ذرا استعداد علمی کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ احفظنا اعلنا کا ترجمہ آخری پڑی حافظ
 والا کیلئے پس ایسی سمجھ اور اسی تعداد پر اہل حق کا مقابلہ میاں استعداد علمی نہ تھی تو مظاہر الحق دیکھ
 لیا ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یاد کروایا اور بتا دیا کہ کچھ تو شکر گریں احسان
 مانو گے۔ انتہی بلفظ: رخ چہ ولا در است و دوسے کہ بکج چراغ دارو۔
 مولوی محمد سعید صاحب بنارس کا جوش اور زبان درازی تو انہی چند الفاظ کی ظاہر ہے

مگر یہ دیکھنا ہے کہ یہ جوش اور اسنادی کا دعویٰ اور صاحب ازالہ الحفا کے ترجمہ کی تغلیط کہاں تک صحیح ہے۔ اول تو یہ قابل ملاحظہ صاحبان عقل ہے۔ مولوی بناری نے احفظنا علمنا کا ترجمہ جو بحوالہ مظاہر الحق ان الفاظ میں کیا ہے کہ حضرت نے ہم کو یاد کر دیا اور بتا دیا، مظاہر الحق میں کہیں بھی اس کا پتہ و نشان ہی نہیں۔ مگر مظاہر الحق کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے بحوالہ صفحہ نقل کی آپ ملاحظہ فرمائیے اسی میں ہی ترجمہ جو صاحب ازالہ الحفا نے کیا تھا اور جس پر بناری صاحب نے اعتراض کیا۔ بناری صاحب نے جو ترجمہ کیا مظاہر الحق میں اس کا پتہ تک نہیں۔ ثانیاً بناری صاحب نے صرف اپنی زبان کے زور سے ترجمہ نہ کر رہا بلکہ غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت عجب تو یہ ہے کہ خود ہی مظاہر الحق کا حوالہ دیا اور مظاہر میں اس کے برعکس جوہر بناری صاحب کا ترجمہ جو انھوں نے اپنی دل سے کھڑا غلط ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لغات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں فاعلمنا احفظنا یومئذ لتلك الاخبار لا مشتالها علم ووجه آخر ذکر کہ اہل حق کہا اور یہ پانت کہ فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ کیا اہل حق کے یہی فعل ہو رہے ہیں؟ کیوں خطاب کسی پانت و پانت پر اسناد بنے اور رسالے لکھنے کا شوق ہے؟ یہ متافرقی مخالف کے محدث لکھے ملتے ہیں۔ یہاں سے مخالفین کے عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کیا جاسکتی ہیں۔ وکلا حول ولا حوالہ الا باللہ العلی العظیم۔ اب مظاہر الحق کا پتہ یا بیت سزا فقرہ کہ پس خبری ہم کو ساتھ اس خبر کے کہ وہ ہونیوالی ہے تباہت تک یعنی وقوع اور حوادث اور عجائب و غرائب تباہت تک کے ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔ حدیث (۳) عن ابن جعفر قال قام فینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً اتواک مشبئاً یكون فی مقام ذلک الی قیام الساعة الاحد ثبہ حفظ من حفظ وتسیب من نسیب قد علمہ اھلبانی ہذا وہذا لیکون منہ الشئ قد نسیب فارادہ فاذا ذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا اذاع عرف متفق علیہ واز مشکوٰۃ شریف ص ۳۷ سطر ۳ کتاب الفتنہ فصل اول روایت ہونہ زلفی سے کہا کہ کھڑی ہوئی ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کھڑی ہوئی خطہ شہداء اور غلط کہا اور خبر وی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہوئے۔ نہیں ہوئی کوئی خبر کہ واقع ہونیوالی تھی اس سلم

میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اس کو یاد رکھا اس کو اس شخص نے کہ یاد رکھا اس کو اور
 بھول گیا اس کو جو شخص کہ بھول گیا یعنی بعض نے یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا کہا خدا فیہ کی تحقیق
 جانا اس فقہ کو یہ ان بار نے یعنی جو کہ موجود ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے لیکن بعض
 نہیں جانتے ہیں اس کو مفصل اس لئے کہ واقعہ ہے ان کو کہہ لیا کہ جو خواص انسان سے
 ہے اور میں بھی انہی میں سے ہوں کہ جو کہ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا ہے حال کہ اور تحقیق
 شان یہ ہے کہ البتہ واقعہ ہوتا ہے ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اس کو پس دیکھتا ہوں میں اس چیز کو پس دلاتا ہوں
 میں اس کو جیسے کہ یاد دلاتا ہے شخص چہرہ شخص کا یعنی بطریق اجمال و ابہام کے جبکہ غائب ہوتا ہو اس
 اور فراموش کرتا ہو اس کو ساتھ تفصیل و تشخیص کے پھر جبکہ دیکھتا ہو اس کو پہچان لیتا ہو اس کو شخص یعنی
 ایسے ہی میں وہ باتیں مفصل بھولتا ہوں لیکن جبکہ واقعہ ہوتی ہے کوئی بات انہیں سے تو پہچان
 لیتا ہوں کہ یہ وہی ہے جس کی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی نقل کی یہ بخاری و مسلم
 نے (منظاہر الحق صفحہ ۲۱ سطر ۱۳) حدیث (۴) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵ سطر ۲ فضائل سید المرسلین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
 ذوی الی الارض فرائیت مشارقہا و مغاربہا انتہی بقدر الحاجة روایت ہے ثوبان
 سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے بیٹھی میرے
 لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل تھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرق و
 مغربوں کو اپنی تمام زمین بھی (منظاہر الحق صفحہ ۵ سطر ۱) حدیث (۵) مشکوٰۃ شریف
 صفحہ ۲۲ باب المساجد) عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ایت ذی غروجل فی احسن صورة قال فیم یختصم الملاء الی علی قلت انت اعلم قال
 فوضع کفہ بین کتفی فوجد بردہا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض و تلا
 و کذلت تروی ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من المؤمنین رواہ الدک
 حرمہ۔ عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب کے ملائکہ کس بات

میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کے وصول فیض کی سرمدی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی دَكْذَلِكِ الْاٰخِرَةُ - یعنی ایسے ہی دکھائے ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کو تاکہ وہ ہو جائیں یقین کر نیا انہیں سے وضع کف کتاب ہے مزید فضل اور غایتہ تخصیص اور ابصال فیض اور عنایت کرم اور تکریم و تائید اور انعام سے اور سرمدی پائا گیا ہے وصول اثر فیض اور حصول علوم سے۔ اللہ الحمد کہ اس حدیث شریف سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم حجت ہوا مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۴ میں ہے۔ فعلت ای بسبب وصول ذلک الفیض مافی السموات والارض یعنی ما اعلمہ اللہ تعالیٰ مما فیہا من المثلکة والاشجار وغیرہا عبادۃ من سعة علمہ الذی فتحہ اللہ بہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات الثانی فی السموات بل وما فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ہی جمیع الجنس ای و جمیع مافی الارضین السبع بل وما تحتہا کما افادہ اخبارہ علیہ السلام من الثور والحوث الذین علیہا الارضون کلہا یعنی ان اللہ امری ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام من ملکوت السموات والارض وکشفہ ذلک بوقتہ علی

اس عبارت کا مامل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہر نیچے سب سے نیچے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ سبحانہ نے قیلم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان و زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہا میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت پر کھول دیا۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ان سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی پر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جبکہ تعدد مزاج سے استفادہ اور ارض بھی نہیں۔ یعنی وہ تمام چیزیں جو آسمانوں میں ہیں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں سب علوم پر گئیں جیسا کہ حضور کا وہ دعوت کی خبر و بیان پر سب زمینیں ہیں اس کو سفید ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آسمانوں اور زمینوں کے کھل سکھایا اس کو ان کی کھلی کشف فرمایا اور پھر پر دا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیض کے دروازے کھول دے

حضرت کی شان و شان میں کائنات کائنات کا علم حاصل ہوا

حضرت کی شان و شان میں کائنات کائنات کا علم حاصل ہوا

والارض كن ذلك فخر على ابواب الغيوب حتى علمت ما فيها من الذوات الصفا
والظواهر المغيبات. حدیث (۷) مشکوٰۃ المصابیح باب الساجد موافق الصلوة صفحہ ۲
میں ہر ایت مغاز بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فاذا انا
برہی تعادک وتعلی فی احسن صوۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قل فیما یختصم
الملاءمۃ قلت لا ادری قالہا ثلثا قال فرأیت وضع کفہ بین ۱۰ کتفے حتی فوجہ
بردا ناملہ بین ثدی فجعل لی کل شیء وعرفت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ
علیہ اشۃ اللغات صفحہ ۲۲ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں۔ پس ظاہر شد و
روشن شد میرا ضمیر از علوم و شنائم ہر را۔ حدیث (۸) موابہب اللدیۃ میں طرفی بربایت
ابن عمر مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد دفع
لی الدنیا فانما انظر الیہا وانی ما هو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذا
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں
دنیا کی طرف اور جو کچھ اُس میں تھا قیامت ہو میرا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسا کہ
تھیں کی طرف۔ علامہ زر تانی شرح موابہب قطلانی جلد ۱ صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں ان اللہ قد
دفع الی اظہر کشف لی الدنیا مجہد احطت بجمیع ما فیہا فانما انظر الیہا وانی ما هو کائن
فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذا اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفعہ بہ انہ
اس میں بالظہر العلم۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا اور
حضرت نے جمیع ما فیہا کا اعادہ کر لیا۔ اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اُس کو ادھر کچھ اُس میں مت تک
ہو میرا لاہر سب کے مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں یہ اشارہ جو اس طرف
کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی۔

۱۔ میں ناگاہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ چوں اچھی صورت میں فرمایا پروردگار نے دامن و عرض کی بیٹی مامر میں اور
پروردگار فرمایا اچھے کے ملازم علی کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا پروردگار نے تین مرتبہ بات
فرمایا خدا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود دیکھا میں نے کہ پروردگار نے اپنا ذات قدرت سجدہ میں کہنے کے لئے ہاتھ
رکھ کر ہاتھ کے نیچے اس پروردگار کی ستر کی اپنی دونوں چھائیوں کے درمیان بیٹھ کر چہرہ ظاہر ہوئی اور میں نے یہاں لکھا

حدیث (۷) مشکوٰۃ المصابیح باب الساجد موافق الصلوة صفحہ ۲
میں ہر ایت مغاز بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فاذا انا
برہی تعادک وتعلی فی احسن صوۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قل فیما یختصم
الملاءمۃ قلت لا ادری قالہا ثلثا قال فرأیت وضع کفہ بین ۱۰ کتفے حتی فوجہ
بردا ناملہ بین ثدی فجعل لی کل شیء وعرفت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ
علیہ اشۃ اللغات صفحہ ۲۲ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں۔ پس ظاہر شد و
روشن شد میرا ضمیر از علوم و شنائم ہر را۔ حدیث (۸) موابہب اللدیۃ میں طرفی بربایت
ابن عمر مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد دفع
لی الدنیا فانما انظر الیہا وانی ما هو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذا
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں
دنیا کی طرف اور جو کچھ اُس میں تھا قیامت ہو میرا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسا کہ
تھیں کی طرف۔ علامہ زر تانی شرح موابہب قطلانی جلد ۱ صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں ان اللہ قد
دفع الی اظہر کشف لی الدنیا مجہد احطت بجمیع ما فیہا فانما انظر الیہا وانی ما هو کائن
فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذا اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفعہ بہ انہ
اس میں بالظہر العلم۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا اور
حضرت نے جمیع ما فیہا کا اعادہ کر لیا۔ اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اُس کو ادھر کچھ اُس میں مت تک
ہو میرا لاہر سب کے مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں یہ اشارہ جو اس طرف
کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی۔

بہارِ شکرۃ الصالح باب العجرات ص ۲۳ میں موجود ہے۔ حدیث (۸) عن ابی ہریرۃ قال
 جاء ذنب الی راعی غنم فاخذ منها شاة فطلبہ الراعی حتی انتزعها منه قال فصعد
 الذئب علی نعلی فاقضی واستشفق فقال من عمدت الی رزق رزقنیۃ اللہ اخذ قہ
 ثم انتزعته منی فقال الرجل تانا اللہ ان ساربت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب
 اعجب من هذا اجل فی التحدیات بین المؤمنین یخبرکم بما مضی وما هو کائن بعد
 قال فكان الرجل یهودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ
 واسلم فصعد قہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ حاصل یہ کہ ایک بھیڑیا ایک
 کبوتر کے چر رہا تھا اس کی طرف آیا اور اس نے کبوتر کو لے کر یوں کہ ایک کبری کپڑی پہن چر رہا ہے
 نے اس بھیڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اس کبری کو اس سے چھڑا لیا۔ کہا ابو ہریرہ نے کہ
 بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بھیڑیا اور اپنی دم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں
 اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اس کو لے لیا پھر تو فرمیں
 چھڑا لیا۔ چر رہا ہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں تو آج کی طرح کبھی بھیڑیا کلام کرتی نہیں دیکھا
 بھیڑیے نے کہا کہ اس پاؤں تعجب انگیز ایک شخص کا حال جو دو سنت اذان کے درمیان کھجور کو ذوق
 یعنی دینیہ میں ہے کہ وہ شخص گذشتہ اور آئندہ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے لئے ہو گا
 دنیا اور عقبی اس سب کی خبریں دیتے ہیں۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ وہ چر رہا یا یہودی تھا۔ یہ
 واقعہ دیکھ کر خدمت آدم بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور کو اس
 تمام حال کی خبر دی اور اسلام لایا۔ حضور سید یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آلہ واصحابہ بار
 وسلم نے اس خبر کی تصدیق کی۔

بِسْمِ اللّٰہِ جانور اور جانور دل میں بھی درندے تو حضور کو عالم ناکانٹ ماہو کائنات میں
 اور بیان کریں مگر انسان کو ابھی ترہ دی رہے۔ علامہ علی قاری مرقاة الصالح جلد ۵ صفحہ ۴۷
 میں یہ خبر کہ عامضی وما ہو کائن کی شرح یوں کرتے ہیں یخبرکم بما مضی وما ہو کائن
 سبق من خبر الاولین منہ بلکہ وما ہو کائن بعد کما ہی من بناء الخلق فی الدنیا
 ومن احوال الصالحین فی العقبی اس کو معام ہوا کہ حضرت گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں

نقل کاظم علیہ السلام کے علم کی وسیع گنجینہ

اور تمہارے والدین کی دنیا اور عقبی کے جمیع احوال کی خبر تیری میں طہرانی میں حضرت ابوالدرداء اور سہمی
 حدیث (۹) لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما جرت طائر جناحہ
 الا ذکر لنا منہ علما یعنی نبی کریم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس حال میں غایت فرمائی کہ کوئی
 پرندہ ایسا نہیں کہ اپنی بازو کو بٹائے مگر حضرت مسلمی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا بھی بیان فرمادیا۔
 اب غالباً فی الفین کو تردد ہو گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے بدلے مال کیسے بیان فرمادیا اور
 کی حدیث میں لگنا کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک کے سب حالات بتائی یہ بات ضرور
 تعجب انگیز ہو گی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب کھایا ہوا غور فرمائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم کا سچوہ تھا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرمائیے
 اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قدرت مرحمت ہوئی تھی۔ عمدۃ القاری
 شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ میں ہے فیہ دلالت علیٰ انہ اخبر فی المجلس الواحد
 لجمیع احوال المخلوقات من ابتدا احوالی انتھا انتھا و فی ابراد ذلت کلمہ
 فی مجلس واحد او عظیم من خواص العادة کیف وقد اعطی مع ذلک جوامع
 الکلم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے انتہا تک حالات کی خبر دی اور ایک ہی مجلس
 میں سب بیان فرمادینا ایک بڑا سچوہ ہے اور کیونکر نہ ہو جبکہ حضرت کو حق تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا
 فرمائے۔ مشکوٰۃ المصابیح باب بالخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلام صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔ حدیث داود
 ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خفف علی داود القرآن فکان یا مری
 بدوہ فترجم فیہ القرآن قبل ان تسجد و ابہ ولا یأکل الا من عمل ید بہ
 دھاۃ الجفادی ابو ہریرہ سے مروی ہے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داود
 علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنی جانور و پرنسین کسے کہ حکم فرمائی پس بن کس حاتی
 آپ پڑھنا شروع کرتے اور زمین کس چکے سے پہلے آپ بوجھم کر لیتے اور اپنے کسے کھاتے یعنی وہ
 فذہ بنا کر اسی حدیث کے تحت مظاہر الحق جلد چہام صفحہ ۱۱۱ میں اللہ تعالیٰ اپنا اچھے بندوں کیلئے
 زمانہ کوٹھے و بطن کر رہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ توڑا ہوا رہتا ہے اور کبھی بخیر رہتا ہے۔ یہ حدیث

حضور نے ایک دن دنیا کے تمام حالات بتائی ہیں

حضرت سرور علی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ میں اپنے رب سے ملوں اور وہ دعا قبول ہو تو میں اسے دیکھوں گا

امیر المؤمنین علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بھی منقول ہے کہ کتاب میں پادل رکھے اور دوسری
 رکاب میں پادل رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک ایت میں ہر مترم کعبہ سراس کے دروازہ تکٹ کی میں پڑھ
 لیتے۔ ایسا ہی مراقبۃ المفاتیح جلد ۲ صفحہ ۲۲ میں ہے۔ قال النور لبشتی یزید بالقرآن الزبوس لانه
 فصل اعجازہ من طریق القراءة وقد دل الحدیث علی ان اللہ تعالیٰ یطوی الزمان
 لمن یشاء من عبادہ کما یطوی المکان لہم وھذا باب الاسبیل الی ادراکہ الاموال فیض
 الربانی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نفحات الانس فی حضرات القادس میں نقل کرتے ہیں
 عن بعض المشائخ انه قرأ بقرآن حین استلم الحجر الاسود والوکن الاسود الی
 حین یوصل محاذات باب الکعبۃ الشریفۃ والقبلة المنیفة وقد سمعہ ابن الشیخ
 شہاب الدین السہروردی منہ کلمۃ حکمۃ وحر فاحرفا من ادلہ الی آخرہ قد اس
 اللہ تعالیٰ اسوارہم ونفعنا ببرکۃ النور اھم یعنی شائع سے منقول ہے کہ انھوں نے حجر اسود
 کے اسلام سے دروازہ کعبہ شریف پہنچنے تک تمام قرآن شریف پڑھ لیا اور ابن شہاب الدین
 سہروردی نے کلمہ اور حرف حرف اڈل سے آخر تک جب حضرت سرپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے نیاز سند کا پال ہو تو حضرت کو ایک مجلس میں جہاں حوال کی خبر کیا گیا حال۔ چونکہ اخصیاً
 متصور ہے اس لئے اتنی ہی امارت پر گفتگو کر کے مفسرین محدثین کا براہ امت فقہاء علماء شائع کی تصریح
 پیش کرتا ہوں مگر کتاب بزرگ سے اپنے نسخے نقل فرماتے ہیں دا قوی الاہوا حرفی ذلک
 ردحہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخالم یحجب ہما شیء من العلم فہی مطلعة علی عرشہ
 وعلومہ وسفلہ ودمیاء وآخرۃ وفارۃ وجنتہ لان جمیع ذلک خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فتمیز علیہ السلام خارق لہذہ العوالم باسرها فعندہ تمیز فی اجرام
 السفوات من ابن خلقت وھمت خلقت ولم خلقت والی ابن تصیر فی جرم کل
 سماء وعندہ تمیز فی ملکۃ کل سماء وابن خلقوا حتی خلقوا والی ابن بصائر
 و تمیز اختلاف مراتبہم ومنقہی در جاتہم وعندہ السلام تمیز فی الجب
 السبعین و ملکۃ کل حجاب علی الصفۃ السابقۃ وعندہ السلام تمیز
 فی اجرام النیرۃ النی فی العال العلوی مثل النجوم والشمس والقمر والبرق

والا حوالہ الی فیہ علی الوصف السابق وکنا عندنا علیہ الصلوٰۃ والسلامہ تمیز
 فی الجنان ودرجاتها وعدد سکانها ومقاماتهم فیہا وکذا اما البقی من العوالم لیس
 فی ہذا احاطۃ للعلماء القدام الاذنی الذی لانہایہ لمعلوماً وذلک لان ما فی
 العلماء القدام یخص فی ہذا العوالم فان اسرار الربوبیۃ واصل الوہیۃ الی
 لانہایہ لہا البست من ہذا العالم فی شئ مختصر کہ اس امتیاز میں سب زیادہ توی
 روح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شے پردہ میں نہیں رہے
 پاک عرش اس کی بلندی دہشت دنیا و آخرت جنت و دوزخ سب مطلع ہے کیونکہ یہ سب اشیاء
 جمع کمالات کیلئے پیدا کی گئی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آلہ وصحبہ بارک وسلم آپ کی تمیز ان جملہ
 عالموں کی خارق ہے آپ کے پاس اجرام سموات کی تمیز ہے کہ کہاں پیدا کئے گئے کیوں پیدا کئے گئے
 کیا ہو جائیں گے۔ اور آپ کے پاس ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اسکی بھی کہ وہ کہاں
 اور کب پیدا کئے گئے اور کہاں جائیں گے اور ان کے اختلاف مراتب اور تنہائی درجات کی
 بھی تمیز ہے اور شریر و دل اور ہر پردہ کے فرشتوں کی جملہ حالات کی بھی تمیز۔ عالم علوی کی اجرام تیرہ
 ستاروں کی طرح ہاں مذہب و قلم برزخ اور اس کی ارواح کی بھی ہر طرح تمیز ہے۔ اسی طرح ساتوں میں
 اور ہر زمین کی مخلوقات کی اتنی جملہ موجودات کا بھی ہر حال معلوم ہے اسی طرح تمام جنات
 اور ان کے درجات اور ان کے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب معلوم ہیں ایسے ہی باقی
 تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی کو جس کے معلومات بڑا انتہا
 ہیں کوئی مزاحمت نہیں کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس عالم میں مختصر نہیں ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت
 اوصاف الربوبیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔ انتہی۔ صاحب کتاب الامور
 کی یغیب تفریح الغیب کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے وہ صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کی
 روح اقدس عالم کی کوئی چیز عیسیٰ ہر یا فرشتہ دنیا کی ہر یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے
 عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے بانیہم حضور کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں
 کیونکہ علم الہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی اور متناہی کی نسبت متناہی سے
 نسبت ہی کیا۔ غافلین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کی وسعت علم کو واقف نہیں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے

درست علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب کتاب الامور کی ہر چیز کا علم

علم کی عظمت کیا جانیں۔ جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبر جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ
 اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا۔ پس خدا در رسول کو برابر کر دیا۔ یہ انکی نادانی ہو کہ وہ علم
 الہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم متناہی کی برابر شہرائیں۔ یہ مسلمان ان دنوں نہیں صرف کہتے ہیں
 حضور کے علم کو اس کی وسعت کیساتھ تسلیم کرتے اور عطاے الہی کا اقرار کرتے ہیں اور علم الہی کو
 اس کی بے مثال عظمت کیساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں۔ حقیقت علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا انکار کرنا بڑے جواہل سنت پر مسادات ثابت کرنیکا الزام لگاتے ہیں علم الہی کو متناہی سمجھنے
 میں مبتلا ہیں اور خداوند عالم کے علم کی تقیص کرتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اللہ سبحانہ کے علم و قدرت سے
 واقف ہوتے تو حضور کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے۔ حضور کے کمالات کا انکار وہی کرے گا
 جو خداوند عالم کی قدرت و عظمت سے بخبر ہے۔ امنوا بالله ورسوله وان تؤمنوا و
 تنفقوا فلکم اجر عظیمہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے
 النبوة عبادة عما يختص به النبى ويفارق به غيره وهو يختص بانواع من الخواص
 انه يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله تعالى وصفاته وملئكتك والداد الاخرة
 علما مخالفان علم غيره بكثرة المعلومات وزيادة الكشف والتحقيق وثانيها ان له
 في نفسه صفة بها تتم الاعمال المخارقة للعادة كما ان لنا صفة تتم بها الحركات
 المقرونة بارادتنا وهي القدرة نالها ان له صفة بها يصور الملائكة و
 يشاهد هم كمالات البصير بصفة بها يفارق الاعشى والبعثان له
 صفة بها يدرك ما سيكون في الغيب نبوة اس خير من عبارت ہو کہ جس کے
 ساتھ نبی مخلص ہے اور غیر دل سے متاثر ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ اور اسکی صفات
 اور فرشتوں اور آخرت کیساتھ متعلق ہیں۔ نبی ان کی حقائق کا عارف ہوتا ہو اور دوسرے کو کثرت
 اور زیادتی کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوم یہ کہ ان کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے
 جس سے افعال فارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل
 ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل
 ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور انکا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح کہ نبی کو ایک وصف حاصل ہے

جس کے باعث دو نابینا سے ممتاز ہیں۔ چہاں یہ کہ جس کو ایک یا دو صف حاصل ہو جس سے وہ غیب
 کی آئندہ باتوں کو احکام کر لیتا ہے۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے انبیاء
 علیہم السلام کو قائل ہی کیا علم و طاقت فرمایا اور کثرت معلومات زیادتی کشف و تحقیق میں
 اور سب سے ممتاز فرمایا۔ افعال خالق کی ایسی صفت و طاقت فرمائی جیسے ہمیں ممکنات اور ادب کی
 کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں ایسے ہی وہ جب چاہیں۔ انہیں طاقت ظاہر فرمائی۔ ایک صفت دی
 جس سے وہ ملائکہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح بینا۔ ایک صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے
 وغیرہ کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاة المفاتیح جلد ۱ ص ۵۵
 میں تحریر فرماتے ہیں ان للغیب عبادی ولو احق ضیاء یحلا یعلم علیہ السلام ملک حق فی نفس
 ورسول واما اللو الحق فہو الظہر اللہ تعالیٰ علی بعض اجابہ لوحہ علیہ صخر
 بظاہر من الغیب المطابق و صار غیبا انما یدخل اذا شئت الروح القدس
 وادخل اذا شئت وادخل اذا شئت من قلمہ عالم الحس و تجلیہ القلب عن صلا طبیعہ
 الساطیة علی العلم و العمل و فیضان ہوا فی الارواح النور و یسط
 فی فضاء قلبہ و تنعکس فیہ فی القوش بالترتیب فی اللوح المحفوظ و یطلع علی المغیبات
 و یصوّر فی عالم السفلی بل تجلی حیث ان فیاض ہوا قدس بمعرقۃ النور و اشرف
 العطا یا فکیف بغيرہ خلاصہ یہ کہ غیب کے عبادی پر کوئی ملک مقرب و نبی مرسل مطلع نہیں
 البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اجاب کو مطلع فرمایا ہے جس کے علم میں سے
 ایک لوح کا علم بھی ہے اور غیب اضافی ہے اور اس لئے کہ جب روح قدسہ منور ہوتی ہے اور عالم
 کی خلقت امتداد کی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم و عمل پر مداخلت کرنے اور انوار الہیہ کے
 فیضان کے باعث اس کی نورانیت و اضافات زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں ترقوی اور
 جنبط ہو جاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہو جاتے ہیں اور یہ غیبات پر مطلع ہو جاتا
 ہے اور عالم سفلی میں تصرف کرتا ہے بلکہ اس وقت خود فیاض باقدس جل شانہ اپنی معرفت کے ساتھ
 تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عطیہ ہے جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ گیا اس عبارت سے یہ تو
 صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے اجاب کے دلیں یا روشن نور عطا فرماتا ہے جن میں

علم غیبی
 علم حسی
 علم حسی
 علم حسی

علم غیبی کے اجاب کے سبب اس کی اعانت حاصل ہوتی ہے اور انوار الہیہ کے

لوح محفوظ اس طرح منکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت، اس نور پاک سے اللہ جل شانہ کے احباب
 غیبیوں پر مطلع ہوتے ہیں۔ عالم میں تعریف کرتے ہیں، بلکہ خود حق جل جلالہ اُنکے دلوں میں تجلی فرماتا ہے
 ہمارے نزدیک تو انبیاء (صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم) و اولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسیرارہم) ہی اللہ جل شانہ
 کے احباب ہیں اور یہ رتبہ انہی کو حاصل ہیں۔ مگر برآہین قاطعہ مولفہ خلیل الرحمن فیضی، مصدقہ
 مولوی رشید محمد نگوی کے معکلا میں یہ لکھا ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت
 ہوئی فقیر عالم کی وسعت علم کوئی نفس عقلی ہے۔ عبارت سطورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر یہ عبارت پر ہی
 تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ) سید عالم تو اللہ کے احباب میں سے
 نہیں ہیں جو انہیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔ اگر میں تو شیطان و ملک الموت اللہ جل شانہ کے احباب
 میں ہیں جسکی وسعت علمی نفس سے ثابت ہے استغفر اللہ العلی العظیم۔ علامہ علی قاری کی عبارت سے
 صاف ظاہر ہے کہ یہ علوم حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے اور برآہین قاطعہ میں صراحت
 کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نفس سے ثابت تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے
 دوستوں میں کیوں نہیں۔ استغفر اللہ شیطان لعین دشمن خدا اور رسول کیلئے اثبات علوم کرنا
 اور سید عالم حبیب کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم کا ناپاک آتے ہی منکر ہو جانا کیا ایمان ہے
 مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ہی کیا خوب فرمائے ہیں ۵

ما حسبہ برآہین کی تقریر پر شیطان لعین کا اللہ تعالیٰ کے احباب کے ہونا لازم آتا ہے۔

از نبی برخواں کہ دیو و قوم او	مے برند از حال انساں طغیہ بو
از رہ کا نساں ازاں آگاہ نیست	زانکہ زین محسوس وزین اثبات نیست
چوں شیا طین یا پید ہائے خویش	واقفند از ستر ما در فکر و کیش
پس چرا جانہائے روشن در جہاں	بخیر یا شند از حال نہاں
در سرایت کمتر از دیہاں شدند	روحہا کہ خمیہ بر گزہاں زدند
دیو و دزدانہ سوئے گردوں رود	از شہاب او محرق و مطعون شود
آن ز رشک روحہائے دل پسند	از فلک شاں سرنگوں می افکندند
تو اگر شقی و لنگ و کور و کر	این گساں بر روحہائے مہر مبر
شرم دارد لاف کم زن جان من	کہ بے جاسوس ہست از سوئے تن

<p> این طبیبان بدن دانشور اند تا ز قاروره بھی میشند حال هم ز نبض و هم ز رنگ و هم ز دم پس طبیبان الهی در جہاں هم ز نبض و هم ز چمٹ هم ز رنگ تفسرہ آن بول رنجور اں بود و اں طبیب روح در ہانش رود ہست پیش سر ہر اندیشہ حاجتش بود بفعل و قول خوب این طبیبان نو آموزند خود کا ملاں از دور نامت بشنوند بلکہ پیش از زادن تو سالہا حال تو دانند یک یک موبو </p>	<p> بر مقام تو ز تو واقف تر اند کہ نہ دانی تو ازاں روعات ال بو برند از تو بعد گو نہ قسم چون نہ دانند از تو اسرار نہاں صد قسم بینند از تو پیر جم کہ طبیب جسم را بریں بود و ز روجاں اندر ایمانش رود چون چراغ در درون شیشہ احذر ہم ہم جو سیر القلوب کہ بدیں آیات شاں حاجت بود تا بقعر تار و پودت در روند دیدہ باشندت بچندین حالہا زانکہ پرمہستند از اسرار ہو </p>
--	--

علامہ ابویری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بردہ میں فرماتے ہیں
 فان من جودك الدنيا وضررتها ومن علومك علم اللوح والقلم
 اے فی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ کے دریا عطیہ و غامیں سے دنیا و عقبی ہے، اور فضل آپ کے
 علوم کے لوح و قلم کا علم ہے۔ اور قرآن شریف میں وارد ہے وکل مغیر وکبیر مستطیر لوح محفوظ
 میں ہر چوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ علامہ شیخ ابوالخیر عجمی جوہری شرح بردہ مطہر میں فرماتے ہیں
 فان قيل اذا كان علم اللوح والقلم لبعض علومه صلى الله عليه وسلم فما البعض الاخر
 عجیب بیان البعض الاخر هو ما اخبره الله تعالى عنه من احوال الاخر
 لان القلم انما كتب في اللوح ما هو كائن الى يوم القيمة فقط يعني اگر شبکیا ہوگا
 کہ جب علم لوح و قلم حضور کے علوم کا بعض مشہر اتو اور حضور کے علوم میں باقی کیا گیا تو
 جواب دیا جاوے کہ باقی احوال آخرت میں جنکی اللہ جل شانہ نے حضور کو اطلاع فرمائی کیونکہ

قلم نے لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں علامہ علی قاری حل العقدہ شرح البردة میں فرماتے ہیں۔ وكون علومهما من علومه صلى الله عليه وسلم ان علومه متنوع الى الكليات والجزئيات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلومها يكون نهما من بحور علم هو حوافر من سطور علمه يعني علوم لوح وقلم كراپ کے علوم میں سے ہونیکا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں کلیات وجزئیات وحقائق وعوارف وحوارف کی طرف جو ذات و صفات سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے علوم آپ کے علم کے سمنہ ودر میں سے ایک نہرا وکراپ کے علوم وسیع کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں علامہ زندقانی شرح مواہب اللعینہ میں فرماتے ہیں۔ وقد اتوا تواتر اخبارنا تفقت معانيها على اطلاعه صلى الله عليه وسلم على الغيب ولا نفي في الآيات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله لان المنفى علمه من غير واسطة اما اطلاعه عليه باعلام الله فحق بقوله تعالى الا من انقضوا من رسول اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اخبار متواتر ہیں اور ان کے معانی اس پر متفق ہیں کہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں اور یہ مضمون آیات نافیر غیب میں غیر اللہ کے متنافی نہیں کیونکہ جہاں نفی ہے وہ اہم ذاتی کی ہے جو بیجا سطر پر لیکن حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باعلام الہی مطلع ہونا آامن النقی من رسول سے ثابت ہے روح البیان میں ہے وقد انعقد الاجماع على ان نبينا صلى الله عليه وسلم اعلم الخلق وافضلهم يعني اس پر اجماع ہو گیا ہے کہ ہمارے نبی مکرم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے زیادہ علم اور فضیلت رکھتے ہیں۔ علامہ علی قاری شرح شفا جلالہ صفت میں لکھتے ہیں فصل لا من تعجز انہ الباصر ہا ای آیات الظہرۃ (ما جعدہ اللہ من المعارف) ای الجنئیۃ (والعلوم) ای الکلیۃ والمدركات الظنیۃ والیقینیۃ او الاسرار الباطنیۃ والافانوار الظہرۃ (وخصه من الاطلاء علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتبع به اصلاح الامور الدنیویۃ والاخریۃ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات اور فائز آیات میں سے وہ ہے جو اللہ پاک جل شانہ نے آپ کے لیے عطا فرمایا معلوف جنیۃ علوم کلید رکاز حنفیہ یعنی اسرار باطن افانوار ظاہرہ میں سے اور آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع کے

لوح قلم کے علوم اس کے علم کے سمنہ ودر میں سے ایک حرف ہیں

نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ و افضل خلق ہونے پر اجماع

سابقہ خاص کیا۔ روح البیان جلد ثالث صفحہ ۱۷ میں ہے وفي الحديث سألتني ربی اے
یہا تمہارا علم اجماع قلہ استطع ان احیہ فوضعیہ بین کتفی بلا تکیف ولا تحدید ہی
یہ قدرہ اللہ سبحانہ منہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاخاورتہنی علیہ الاولین والآخرین
وعلفی عاوما شقی فعملہ اخذہ عینہ اصل کتہ وهو علم لا یقدر علی حدہ غیرہ
وعلہ خیر فی فیہ وعلہ ادر فی تبلیغہ الی الخالص الامام عن امتی جیہ الانس
والجن والملک والکافی الانسان العیون۔ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی رحمہ اللہ علیہ بدیع النبۃ
میں اسی حدیث کا مضمون یوں ادا فرمایا ہے۔ ترجمہ یہ ازمن ہر دور و ہر گاہ میں چیزے پس خود اہم کیوں
گویم پس ہمارا دست قدرت خود دیوانہ و شانہ من بے تکلیف ہے تحدید پس یا قسم ہر آن وارد ہوتا
خود پس دوم را علم اولین و آخرین تعلیم کرد و انواع علم ہا علمی ہو کہ عہد گرفت از من کتمان کن را کہ
ہا کہ کس نہ کہ ہمہ یکس طاقت برداشت آن ندارد جز من و علی بدو کہ خبر گردانیدہ اور انبار و کتمان آن
علمی ہو کہ اگر ہر را تبلیغ کن بخاص و عام از امت من۔ ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ
سورہ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب عراج میں مجھ سے میرے پروردگار تبارک تعالیٰ نے
کچھ دریافت فرمایا میں جواب دے رکھا تو اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے
درمیان بے تکلیف و تحدید رکھا کہ جو حق سبحانہ تعالیٰ جو ارجم سے منزہ اور پاک ہے۔ پھر تحدید
و تکلیف کیسی۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کی سردی اپنے سیدہ میں پائی
پس مجھے اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور تسلیم فرمائے جنہیں سے ایک علم وہ ہے
جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اُسکے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ایک علم وہ
جسکا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علم جسکی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے ہر خاص عام کو پہنچاؤں
اور حضرت کی امت انسان اور جن اور فرشتے ہیں۔ ایسا ہی انسان العیون میں ہے۔ تفسیر
باب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد الرابع ص ۱۷ میں ہے وقولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فوضعیہ بین کتفی جملہ وحدت بردھا بین ثدیی فتاویہ ان المراد
بالید المنۃ والرحمۃ وذلک شائع فی لغۃ العرب فیکون معنای علی ہذا الاخبار
بالکمال اللہ تعالیٰ ایاہ و انعامہ علیہ بان شرح صدرہ لا ولور قلبہ وعرفہ کلا یعرفہ

صغیر کو قین طح کے طح عطا ہوئے۔

انسان اور مہربان اور فرشتے سب غیر خدا کے امتی ہیں۔

اُحد حشّی و جد بر النعمۃ و المعرفة فی قلبہ و ذلک لما نور قلبہ و شرح صدرہ
 فعلم ما فی السموات و ما فی الارض باعلام اللہ تعالیٰ ایاہ و انما امرہ اذا اراد شیئاً
 ان یقول لہ کن فیکون ؕ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے
 کرم سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کا سینہ مبارک کھول دیا
 اور قلب شریف کو منور فرمادیا اور حضور کو وہ معرفت عطا کی جو کسی ایک مخلوق کو بھی حاصل نہیں
 یہاں تک کہ حضور نے اُس نعمت و معرفت کی سردی اپنے قلب شریف میں پائی اور حب اُن کا
 دل منور ہو گیا اور سینہ مبارک کھل گیا پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں
 اور اُن کے مافیہا کا علم تعلیم الہی حاصل ہوا، فالحمد للہ حمد اکثیراً طیباً مبارکاً فیہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں:- ہرچہ در دنیا است
 از زمان آدم تا نفع اولی بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اور ازا اول
 تا آخر معلوم گردید و یارین خود را نیز بعضی از احوال خبر داد یعنی آدم علی نبیہ و آلہ الصلوٰۃ و السلام
 کے زمانہ سے نفع اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم پر
 منکشف فرمادیا تھا یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور
 نے اپنے اصحاب کو اُس میں سے بعض کی خبر دی، شیخ سلیمان جبل رحمۃ اللہ تعالیٰ افقوحاً احمدیہ
 میں امام ابو میری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاد

ومع العالمین علما و حلما فصومجرا لم تعیہ الا عیاء

کی شرح میں فرماتے ہیں ای ومع علمہ علما العالمین الا انس فی الجن والملائکۃ لان اللہ تعالیٰ
 اطعمہ علی العالم کلہ فعلمہ علم الاولین والآخرین ما کان وما یکون وحسبہ علمہ
 معلوم الاقران وقد قال اللہ تعالیٰ عاقرطانی الکتاب من شئ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا
 کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کا علم عظیم انسانوں جنوں اور فرشتوں
 کے سب کے علوم سے وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر مطلع فرمایا ہے۔ علوم
 الاولین و آخرین و ما کان وما یکون کے مرمت فرمائے۔ اور آپ کا تو علوم قرآن ہی کا عالم ہونا
 بہت کافی ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہ چھوڑی۔ اب ایسی ایسی تصریحوں

حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو تمام دنیا و مافیہا کا علم مرحمت ہوا۔

حضور کا علم ان جنوں فرشتوں سب سے وسیع ہے۔

کے بعد بھی جن دلوں میں شبہ رہیائیں اور اطمینان حاصل نہ ہو اُنکا کچھ علاج نہیں بجز اس کے کہ جناب باری عزّوجلّ سے دعا کی جائے کہ اے پروردگار الباقی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دلوں میں قبول حق کے مادے پیدا کر اور توفیق انصاف عطا فرما۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر صاحب کرم و سلیم کے نیاز مندوں کے علوم کا بھی ذکر کروں جس سے شانِ علی سیدِ رُسل علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی ظاہر ہو، اور یہ معلوم ہو جائے کہ جن کو بخیرِ علم سید کو نین صلوات اللہ علیہ وسلم کا ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کتر، اُنکی وسعتِ علمی کس درجہ کی ہے۔ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ ص ۱۷۱ میں فرماتے ہیں: قال القاضي الفقيه الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت و التصلت بالملاء الا على ولم يبق لها حجاب فتأري الكل كما تشاهد بنفسها او ياخبر الملك بما وفيه سر يطعم عليه من تيسر له انتهى۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نفوسِ زکیہ قدسیہ جب علائقِ بدنیہ سے عروج کر کے ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ متصل ہو جاتے ہیں اور اُن کو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے تو وہ سب کو مثل مشاہد کے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح صاحب کتاب الابریز نے صفحہ ۲ میں اپنے شیخ عارف عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اولیاء کا مخلوقاتِ ناطقہ و صامتہ و حوش و حشراتِ زمین و آسمان ستاروں وغیرہ تمام عالم کا مشاہدہ کرنا نقل کیا ہے، چنانچہ وہ عبارت یہ ہے: ولقد رأيت ولياً بلغ مقاماً عظيماً وهو انه يشاهد المخلوقات الناطقة والصامتة والاحوش والحشرات والسموات ونجومها والارضين وما فيها وكرة العالم بأسرها تستمد منه ويسمع اصواتها وكلامها في الحظائر والحدائق ويحد كل واحد بما يحتاجه ويعطيه ما يصلحه من غير ان يشغله هذا بل اعطى العالم ما سفله بمنزلة من هو في حيز واحد عند الامور والقاني شرح مواہب کی عبارت اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبدۃ الاسرار میں حضرت خواجہ پاک دینی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نفحات الانس سے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ کا ارشاد اور فقہ اکبر اور جامع کبیر اور طبری اور ابو نعیم سے طائیف ابن مالک انصاری کی روایت اور مشنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت

وسعتِ علمی کا ذکر

ادب کے لئے تمام عالم کے علوم

زید کا قفقہ اور امام شعرانی کی کبریت احمر کی عبارت اور حضرت محبوب سجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے قصیدہ حمیریہ کا شعر آئندہ آیت کریمہ و کذلک جعلناکم امة کلابہ کی بحث میں نقل کیے جائیں گے
 شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں
 چوں رفتہ رفتہ سخن بقا لوق غامض افتاد از اں حالت نیز مزے باید گفت چوں آب از سر گذشت
 چہ یک نیزہ و چہ یک مشت کمال عارف از تجربت بالاتر میرود و لغض کلیتہ بجائے جسد عارف میشود
 ذات عارف بجائے روح او ہمہ عالم رابطہ با علم حضوری در خود میند - ان عبارتوں سے تو
 اولیاء اللہ تعالیٰ کے لیے تمام جہان کا علم ثابت ہوا - مگر لطف کو جب ہے کہ منکر اقرار کرے ،
 مخالف مان جائے - اب ذرا مراط المستقیم مطبوعہ مطبع مجتہبی ص ۱۱۱ ملاحظہ ہو کہ اُس میں
 امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں افادہ (۱) برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات انہا
 و سائر مکتبہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند و طریش در فصل اول محفوظ
 مذکور شد پس باستغاثت ہاں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ
 سیراں مقام نماید و احوال آنجا دریافت کند و باہل اُن مقام ملاقات سازد - ان قدوة الخافین
 امام المنکرین مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا ہو گا اور شرم سے آنکھیں
 پٹی ہوئی جاتی ہو گی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے انکار
 کر رہی ہے اُسی کو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کیلئے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کر نیوالے کے لیے
 ثابت کر دیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور اُن کے مقامات اور مکتبہ زمین و آسمان
 جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لیے دورہ کا شغل کرے -
 اب لفظ انصاف کیجیے کہ دورہ کا شغل کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جا جس میں
 ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم رؤف و رحیم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا
 علم نہ ہو - افسوس دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے مریدوں معتقدوں تک کیلئے تو لوح محفوظ کا
 علم ثابت کرنا اور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کرنا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے
 کیوں صاحب یہ وہی لوح محفوظ کا علم ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ بارک وسلم کے لیے
 ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے آج وہی علم دورہ کا شغل کر نیوالوں کے لیے ثابت کیا جاتا ہے

امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا ہو گا اور شرم سے آنکھیں پٹی ہوئی جاتی ہو گی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے انکار کر رہی ہے اُسی کو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کیلئے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کر نیوالے کے لیے ثابت کر دیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور اُن کے مقامات اور مکتبہ زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لیے دورہ کا شغل کرے - اب لفظ انصاف کیجیے کہ دورہ کا شغل کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جا جس میں ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم رؤف و رحیم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہ ہو - افسوس دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے مریدوں معتقدوں تک کیلئے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کرنا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے کیوں صاحب یہ وہی لوح محفوظ کا علم ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ بارک وسلم کے لیے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے آج وہی علم دورہ کا شغل کر نیوالوں کے لیے ثابت کیا جاتا ہے

اور شرک نہیں ہوتا کیا غیبت مصطفیٰ، عظمت حبیب اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کا نام ہے، شرم! شرم!! شرم!!! پھر اسی موضوع سے یہ کہنا کہ زمین و آسمان بہشت و دوزخ کے جس مقام میں جبروت چاہیں متوجہ ہو کر سیر کریں، جب چاہیں وہاں کے حالات دریافت کر لیں، وہاں کے ساکنین سے ملاقات کر لیں جیسا کہ عبارت صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور اسی موضوع سے یہ کہہ دینا کہ:۔
 اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کہے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی فیلی بنی جن و فرشتے کو پروردگار کو، امام زمانے کو، بقوت و پوری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جو چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ (از تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲ اور ایسا ہی رسالہ غیبیہ کے صفحہ میں ہے)
 صاحبو! اپنے اس شخص کی حالت دیکھیں کہ وہاں نوجوت و دوزخ زمین و آسمان کی سیر و محفوظ کی اطلاع تک دور کا شغل کر فیہ اللوں کیلئے ثابت کر دی، وہاں کسی غیب کی بات کا دریافت کر لیا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے تعلیم الہی بھی مستمم نہیں۔ پھر صراط المستقیم کے صفحہ ۱۲ میں ملاحظہ فرمائیے جہاں اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے:۔ تا اینکه کمالات طرلق بخت ہندوہ علیائے خود رسید و الہام و کشف معلوم حکمت انجامید۔ عجب حال ہے ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم و سلامہ سے جس بات کے ثبوت کا اظہار کرتے ہیں اپنے پیر کیلئے وہی ثابت کرتے ہیں۔ پھر حال اگرچہ مخالفین نے اس مسئلہ میں بہت سی ہتھتیاں کی ہیں اور انکار میں بہت سرگرم ہیں مگر پھر بھی مجبور ہی کہیں کہیں آنکھی کھنی شرم ہی گئی ہے۔ اب میں دکھاتا ہوں کہ مخالفین نے کہاں کہاں اور کیسے کیسے اقرار کیے ہیں۔ براہین قاطعہ مؤلف مولوی خلیل احمد انیسوی مصدق مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب مدظلہ میں ہے۔ اسان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ انکو جو حضور علم حاصل ہو گیا۔ اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے، ممکن ہے، مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے کس نفس سے ثابت ہے؟ خدا ارباب عقل کو جو فرمائیں کہ اولیاء کے لیے تو کشف تسلیم کر لیا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کر دیا جس پر پہلے نفوس موجود اسے تو یہ کہہ دیا کہ کس نفس سے ثابت ہے اور اولیاء کیلئے ثبوت فعلی تسلیم کر لیا۔ یہ بھی غنیمت سمجھیے جو ممکن کہہ دیا ورنہ آج تک تو شرک ہی کہلاتے ہیں اب زبان سے ممکن نکلا ہے اور اولیاء کے لیے واقع مانا ہے کہ قدر شرم کی بات ہے کہ جو علم اولیاء کیلئے تسلیم کر لے پھر انبیاء اور انہیں سے بھی سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم کے لیے تسلیم نہ کیے۔ اللہ اعلم

مولا کا تخلص کا سلسلہ فضل و درود کی دست علی کا انوار اور حضور کے لیے انکار۔

اور ہدایت نصیب کرنے نصیر المسلمین صفحہ ۱۵۷ میں مولوی قمر علی صاحب لکھتے ہیں :-
سوال بے ننگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزوں کی خبر دی ہے کہ آگے یوں ہو گا، اگر علم غیب
 اُن کو نہ تھا تو خبر کیونکر دی اور اولیاء کا بھی اسی طرح حال ہے دیکھو فلاں بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلاں
 روز مرگے ویسا ہی ہوا اور کسی نے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اُسکا جواب یہ ہے کہ
 یہ انکوائش کے بتانے سے ہوا تھا اس کو علم غیب نہیں کہتے۔ اے صاحب یہ کون کہتا ہے کہ انبیاء کو
 بے تعلیم الہی خود بخود علم ہے۔ جو علم ثابت کرتے ہیں بتعلیم الہی ثابت کرتے ہیں۔ وہی ان مولوی صاحب
 نے تسلیم کر لیا۔ رہ اُن کا یہ فرمانا کہ اس کو علم غیب نہیں کہتے، یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہیں
 کہتے تو اور کچھ ہم رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کرو گے منے مانا کہ لفظ غیب منہادی چور ہی یوں تو کہو گے
 کہ نہیں جمع ممکن تھا وجد و بوجد کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا۔ رہ منکرین کا یہ دہم کہ غیب وہ ہے
 جو بے تعلیم حاصل ہو، فیخص خام خیال ہے جسکی آئندہ انشاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کی جائیگی۔
 ضمیر رسالہ کشف الغطاء مولوی محمد سعید محدث بنارسی رکت ۱۱ اور شرح عقائد مطبوعہ
 مطبع نوکشوہ ۱۳۲ میں ہے یہ وہ کتاب ہے جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے وبالجملة العلم بالغیب
 امر متغیر یا اللہ تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام او الہام بطریق المعجز او الکرامۃ
 اور ارشاد الی الامتداد لال بالاملاوت فیما یمکن فیہ ذلک ولعذا ذکر فی القضاۃ
 ان قول القائل عند ریتہ صالة القمر یکنی طرا امدعیا علما الغیب بعلامۃ کفر
 یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اُس سے مقرب ہے بندوں کو اُس کے
 حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامت کے استدلال کرنا علما
 سے نہیں ممکن ہو اس لیے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ چاند کے ہالہ کو دیکھ کر کوئی غیب کا مدعی بنکر کہے کہ
 پانی پڑے گا یہ کفر ہے انکی بلفظ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کا علم بالغیب کے حصول کا
 کوئی ذریعہ نہیں مگر اللہ جل شانہ کی تعلیم اور وحی و الہام کے ذریعہ سے بطریق معجزہ اور کرامت کے ہوتے
 ہیں جہاں متبتین یہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت کو یہ علم باعلام الہی حاصل ہوا اور یہاں حضرت کا معجزہ ہے
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ زنا سعید مولفہ مولوی عبدالکریم کو حیدر آباد ۱۳۲ میں ہے۔ پس علم باعلام الہام
 اور جبر یا کرامت کا اور علم بطریقات کا جو وقت اللہ نے معلوم کر دیا اسی وقت میں ہوا، اور جس مجلس میں

سارے عالم کے حالات بتائے اسی مجلس میں رہا نہ وایم دستمر پس جن جن واقعات کا آپ نے بیان
 کئے ہیں سرور عالم سرکار بنی آدم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سودہ بطریق معجزہ تعلیم الہی
 اوقات معینہ متعدد میں ہوئے ہیں جبکہ وادام واستمرار فی کل الاوقات نہیں ہے یہی قاعدہ سارے
 معجزات کا انبیاء علیہم السلام کے اور کرامات کا اولیاء و عظام کے ہے نہ فی سائر الاوقات ولا مکنتہ انتہی بلکہ
 صاحبان عقل و فہم اس عبارت پر غور فرمائیں اور یہ ملحوظ رکھیں کہ مولوی عبد الکریم جنکی
 عبارت ہے علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کے بچے منکر میں مگر یہاں اولیٰ ثبوت
 سے مجبور ہو کر صراحت سے اقرار کر رہے ہیں کہ علم ما کان وما یكون اور جزئیات و کلیات کا اور
 علم خواطر و نیات کا جو وقت اللہ تعالیٰ نے معلوم کر دیا اسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں
 سارے عالم کے حالات بتائے اسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھتے کہ یہ کیا صاف اقرار ہے مگر چونکہ
 منکرین میں سے ہیں اسوجہ سے ایک حیلہ بھی کر گئے کہ وہ ہمیشہ نہیں رہتا اور یہ صرف زبانی بات
 ہے اس پر نہ کوئی دلیل نہ شاہد کوئی پوچھے کہ آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر
 چھپین لیا جاتا ہے، بے دلیل محض تعصب سے یہ کہہ دیا کہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ میں کہتا ہوں کہ جب
 آپ نے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کیلئے مانا مگر اس سے آپ کے مذہب کی سب تار و پود ٹوٹ گئی
 کیونکہ جب اکابر طائفہ نے اثبات علم ما کان و یكون ہی کا شرک بتایا ہے اور آپ نے وہ تھوڑی دیر کیلئے
 ثابت کیا تو آپ کا مدعا یہ ہو گیا کہ تھوڑی دیر کیلئے تو شرک ہو سکتا ہے یعنی انبیاء و اولیاء (معلنا اللہ)
 خدا بن سکتے ہیں، استغفر اللہ۔ اے حضرت تو بہ کیجئے اگر علم ما کان و یكون کا اثبات کسی مخلوق کیلئے
 بتعلیم الہی شرک ہوتا تو ایک لحظہ کیلئے بھی شرک ہوتا۔ اور جب آپ تھوڑی دیر کیلئے مان رہے ہیں
 تو ہمیشہ کے لیے تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہو سکتا۔ پھر کسی طرح ممکن نہیں کہ آپ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ علم
 تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا اور اگر ممکن ہے تو حقا تو اب دھانکنا اور یہ تو عجیب تماشا کی کہی کہ سب
 معجزات کا یہی حال ہے کہ انھیں بقا نہیں ہوتی۔ کیا خوب! ابھی جناب کو معجزات کا حال معلوم نہیں
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ۔ ارک وسلم کا سایہ نہ تھا، تو آپ کے قاعدہ کے بموجب تو
 تھوڑی دیر کے لیے یہ معجزہ رہنا چاہیے تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر بھی نہ بیٹھتی
 تھی۔ ملاحظہ ہو ہمارا کتاب التشریل مطبوعہ میمنہ مصر صفحہ ۳۲۱۔ ان عسمر بنی اللہ تعالیٰ عنہ

نالیقین محفل سے تھوڑی دیر کیلئے شرک کا ماننا ہونا لازم آتا ہے۔

بلکہ ایسے کلمات وصف جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لانا جائز اور اکابر امت کا طریقہ ہے
چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة کے خطبہ میں فرماتے ہیں: صلاہ لاول
والاخر والظاہر والباطن دھوکہ لکھائی علیہم اس کلمات اعجاز سے ہم مشتعل رہنے لگے الہیت
تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود خواندہ وہم متعین نعت رسالت پناہی است
کہوئے بخندہ اور ابدال تسمیہ و توصیف فرمودہ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علمائے امت کا طریقہ ہے بلکہ خود
حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرمائے ہیں
پس اب نکرین جو ان کلمات کو جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں تاراج کرتے ہیں
خلع کریم مولائے رحیم پر کیا اعتراض نہ کرینگے کہ اُس نے خود حضرت کی شان میں یہ کلمات فرمائے
یگانہ زمانہ جناب الحاج مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی مقلد نے
اپنے رسالہ مبارکہ جزائر اللہ عددہ بابائے ختم النبوة صککات میں نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن
ابی جبر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہوا کر مجھے یوں
سلام کیا السلام علیک یا اقل السلام علیک یا اخر السلام علیک یا ظاہر
السلام علیک یا باطن میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ کسی لائق
ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں؟ جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر
یوں سلام عرض کروں، اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر
ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے و صماہ بلاول
لانک اول الانبیاء خلاق و صماہ بالآخر لانک اخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء الی
آخر الامم۔ حضور کا اول نام رکھا کہ حضور رب انبیاء سے افریش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر
نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں موخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا
کہ اُس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی شہرے نور سے سابق عرش پر افریش آدم
علیہ صلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے

حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔
 انوشجیری دیتا اور دے سنا اور اللہ کا طرف اسے حکم سے بلاتا اور جگہ جگہ سورت ج۔ حضور کو ظاہر نام
 عطا فرمایا کہ اُس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام
 اہل سموت و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجے ہوں۔ اللہ
 حضور پر درود بھیجے فریب محمود و مراد ^{و انھیں} الاول والاخر والظاہر والباطن و انت الاول
 والاخر والظاہر والباطن پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد۔ حضور کا رب اول
 والاخر والظاہر والباطن ہے، حضور اول والاخر والظاہر والباطن ہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و
 اصحابہ و بارک وسلم نے فرمایا الحمد لله الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی
 فی اسمی و صفتی سب خوبیاں اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی،
 یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔ انتہی

قولہ :- اس علم غیب کے باب میں دو فرق ہونگے جس سے عوام ظہان میں پڑ گئے۔ ایک گروہ
 جو پڑنے چال ڈھال پر جا ہوا ہے، یعنی جن کا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ علم غیب
 جس کا ایک قسم اس پر قسم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالیٰ مختص ہے۔ رہا دوسرا گروہ جن کو ایجاد و اختراع
 کی نعمتیں ملیں ان لوگوں نے تیرہ سو میں صدی میں اپنا خیال دگرگوں ظاہر کیا یعنی سوائے
 رب العزت دوسرے کے لئے بھی علم غیب کے قائل ہوئے۔

اقول :- مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے دونوں فرقوں کے اعتقادیان کرنے میں انصاف کا خون
 ناحق کیا ہے پہلے فرق کا عقیدہ پورا ظاہر نہیں کیا، فیہ اب میں دونوں فرقوں کے اعتقادیان کرتا ہوں
 فریق اقل یعنی وہابی، جس کو جانب مخالف یعنی مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے
 موافق بتایا ہے، اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا علم شیطان بعین کے علم سے
 بھی کم ہے (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ براہین قاطعہ میں جو اس فرق کی مایہ ناز کتاب ہے ص ۱۷ میں موجود ہے
 کہ کفر۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص ہے ثابت ہے مگر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے
 کہ جس سے تمام نفوس کو درک کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اے حضرت جانب مخالف صاحب
 آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اُس کی یہ تقریر بیان نہ کی

علم غیب کے شقائق و اقسام کے اعتقاد

براہین قاطعہ میں شیطان و ملک الموت کے کفر کا
 اقرار اور تمام ائمہ و علماء کا اتفاق ہے۔

اب ذرا انصاف تو فرمایا کہ شیطان اور ملک الموت کیلئے یہ وسعت نفس سے ثابت مان لی، اور فخر عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا اس کے کیا معنی اگر نفس محال
یہ وسعت غیر خود کے لیے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہے تو بھلا شیطان اور ملک الموت کے لیے تسلیم
کرنا کیوں شرک نہیں، اور اس پر طرہ یہ کہ وہ نفس سے ثابت کہہ رہا ہے یعنی اس کا مطلب ہے کہ شرک
نفس سے ثابت ہے (نعاذ اللہ) اب جانب مخالف سے سوال ہے کہ کیا وہ اپنے اس سلف صالح
کے موافق کو مسلمان کہہ سکتے ہیں جس نے نعوذ باللہ خدا کے پاک اور قرآن مجید دونوں کو شرک کہہ دیا
ظلم ہے کہ شرک نفس سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسی کا نام ہے اور آپ کے سلف
صالح ایسے ہی تھے تو خدا ہر کو اور سب مسلمانوں کو ان کی موافقت سے محفوظ رکھے۔ دوسرے
یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالہ اعلیٰ کلمۃ الحق کے ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اعلم المخلوق ہیں، یعنی مخلوقات میں سب سے بڑے عالم ہیں کیونکہ یہ بات
اولاً اجماع سے ثابت ہے۔ اقول، اب میں پوچھتا ہوں کہ جانب مخالف صاحب کے نزدیک
شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کہیے تب تو کیا ٹھکانا ہے، اور
اگر کہیے کہ ہاں مخلوق ہیں تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہے اس لئے کہ صاحب
براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور یہ حضرت تو
سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہیں اور سب سے بڑے عالم بتاتے ہیں تو اپنے سلف صالح
کے موافق اگر وہ کے نزدیک تو بچے مشرک ہوئے، اب جانب مخالف سے یہ سوال ہے کہ وہ اپنے سلف
صالح کے موافق اگر وہ کے حکم کے بموجب اپنا شرک ہونا تسلیم کرینگے یا ان کے سلف صالح کے
موافق ہونے سے انکار۔ صاحب انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولف اعلیٰ کلمۃ الحق کا فریق اول کو
سلف صالح کے موافق کہہ دینا اور فریق ثانی یعنی اہل سنت کو براہینا کیا انصاف کی گون بڑھ چری
پھر نہ نہیں ہے۔ ابھی اتنے ہی سے نہ گھبرائیے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور میثاق مولوی
اسماعیل دہلوی کی غیر مناسبت اور ان کا قول انصاف کی میزان میں تول کر خود اپنے انصاف پر
آفریں کیئے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسماعیل تقویۃ الایمان میں یہ لکھتے ہیں:- پھر خواہ یوں
کہیے کہ یہ بات انکوائی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض کہ اس عقیدہ سے ہر طرح شرک

سابقہ آئینہ شرک کی طرف سے ثابت ہوتا ہے۔

جانب مخالف کے قول سے قرآن مجید کا انصاف
میں سلف صالح کا نام لیا گیا ہے۔

جانب مخالف کے قول سے قرآن مجید کا انصاف
میں سلف صالح کا نام لیا گیا ہے۔

ثابت ہوتا ہے۔ از تقویۃ الایمان مثلاً مطبوعہ مجتہبی۔

جناب رسالت عظیم النظر یعنی نبی عظیم خیر کے عظیم مثل و نظیر ہونے کے انکار میں تو محالات تک تحت قدرت بتائیں۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک کے لیے جائز کہیں، اہل سنت کو منکر قدرت قرار دیں۔ معاذ اللہ! اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار میں اللہ جل شانہ کو تسلیم پر قادر نہ جائیں، اور آنجکیں بد لکھ صاف کہہ جائیں کہ اللہ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم نہیں ہو سکتا، جسکے یہ معنی کہ یا تو وہ عالم الغیوب تسلیم پر قادر نہیں لغوی اللہ یا اسکی تعلیم ایسی ناقص کہ جسکو تعلیم کرے اسے علم نہیں آ سکتا معاذ اللہ۔ ہمارے جانب مخالف صاحب کہ ان سب باتوں کو سلف صالح کے موافق بتا رہے ہیں، ذرا وہ اپنے سلف صالح مولوی اسماعیل دہلوی کے قول کے بموجب یہ ثابت کر دیں کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ لایکھم یا بھی شرک ہے پس مسئلہ تو صاف بتا رہا ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الہی بھی (نعموذ باللہ) عطائی یعنی کسی کی تعلیم سے ہے، اس لیے کہ شرک تو جب ہی لازم آئے گا کہ اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ ہو، ورنہ اتنا بڑا فرق ہونے پر کیسے شرک ہو سکتا ہے۔ ابھی تو علم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہمارے جانب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تنقیص علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درپے تھے کہ انکے سید الطائفہ سلف صالح مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ رہا (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ تقویۃ الایمان میں یوں لکھتے ہیں۔ "سو اس طرح کا غیب کہ جو وقت چاہے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے" اس صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں ہے بلکہ جب کبھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم کر لیتا ہے۔ اب ذرا جانچئے اہم غور کریں کہ انھوں نے انصاف کا حق کیا یا نہیں کہ جو

خانیقین کے اقوال سے لازم کہہ کر اس کو اصولاً منہ پر طبع ہوا
قائد نہیں یا اسے طرز تعلیم نہیں آتا۔ معاذ اللہ۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک
علم الہی بھی ذاتی نہیں۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بھی
تمام چیزوں کا ہر وقت علم نہیں۔

علم معلوم کر لیتا ہے۔ اللہ جل شانہ اگر کسی مسلم کر لیتا ہے، اگر وہ بھی اسماعیل سے دریا کیا جاتا تو شاید وہ بھی کہنے کہ میرے پروردگار سے
دریا کر لیتا ہے، انہی کی نسبت یہ خصوصیت ہے، اللہ میں اللہ تھا کہ کلام ہوتا ہے۔ ایسے ہی دیوبندیوں کے برآہین قاطعہ میں لکھا کہ
رسول اللہ کو اُمداد لو لہ دیوبند کے مدرس کے تعلق سے آگیا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاگرد بنا دیا انکے
پیشوا اللہ کے تعلق کو۔ پھر یہ کہہ گئے کہ اللہ رسول کیلئے اپنے آپ سے ذلیلہ علم تسلیم کر لیں۔ شاگردوں سے بھی
علم میں کم قرار پائیں معاذ اللہ! لا حول ولا قوۃ الا باللہ صلی علیہ وسلم الام اسلام ان یہودہ باتوں پر نظر تو ڈالیں۔ ۱۳

ذوقِ اللہ میں شائد کے علم بھی ناقص بتاتا ہے اس کو سلف صالح کے موافق بتادیا۔
 فریقِ ثانی - یعنی اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیمِ الہی
 جمیع کائنات کا علم ہے۔ اور وہ علم الہی کے دریا کے غطیم کا ایک قطرہ ہے۔ چنانچہ میثم بن ابیہ
 رسالوں میں شائع ہو چکا ہے۔

فریقِ اول یعنی - وہابی۔ اس کو شرک کہتے ہیں۔ جانبِ مخالف انصاف کریں کہ اس کو شرک
 کہنے کے یہ معنی ہیں کہ یہ بعینہ صفتِ خاصِ خدا کی تھی جو بندہ میں ثابت کیسکی تو ضرور معترض یعنی
 وہابی کے نزدیک (معاذ اللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہے اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور استاد
 ہے جس نے اس کو تعلیم کیا (استغفر اللہ) کیا جانبِ مخالف کے نزدیک فریقِ اول سلف صالح
 کے موافق ہے جو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ معظم محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کے
 علم کا انکار کرتا ہے جس کے نزدیک خدا کے لئے شاگرد بن کر علم سیکھنا ضروری ہے۔ رسول
 کے لئے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔ لاجل و لا قوۃ الا باللہ العظیم الہی
 جانبِ مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما۔

قولہ - اور بعض اہل علم نے غیب کی یوں تعریف کی ہے کہ غیب ہر جو اس با عقل
 معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو۔ خاص باب لغز
 ہی کو معلوم ہونے کو قول آپ کی لیاقت علمی بھی قابل تعریف ہے۔ وہ بعض علم کون سے ہیں
 جنہوں نے غیب کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ سوائے رب العزۃ کے اور کوئی اس کو نہ جانے اور
 نہ حق سبحانہ تعالیٰ نے کسی کو اس پر اطلاع ہو۔ غالباً یہ بعض اہل علم بھی دہے ہی ہونگے
 جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق گریہ والے تھے۔ اکثر جہلا یہ کہا کرتے ہیں کہ جب اللہ
 نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہاں رہا۔ چلتی اسی باعث سے ہوئی کہ یہ لوگ غیب کے معنی کو واقف
 اب غیب کے معنی سنئے۔ تفسیر بنیادی میں ہر دالمواد بہ الحنفی الذی کا پید سر کہہ الحسن
 ولا تقتضیہ بد اہۃ العقل یعنی غیب اس پوشیدہ چیز کا نام ہے جس کو حس و ادراک نہیں کرتی
 اور بد اہۃ عقل پانہیں لیتی اس میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ اس کی تعلیم نہیں ہو سکتی یا تعلیم کو غیب
 یہ غیب کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ مخالف صاحب نے اپنی طرف سے بے ثبوت محض غلط نظر کیا مفسرین

ذوقِ اللہ میں شائد کے علم بھی ناقص بتاتا ہے اس کو سلف صالح کے موافق بتادیا۔

جانبِ مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما۔

جانبِ مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما۔

اور کتب معتبرہ کی طرف اصلاح التفات نہ کیا۔ افسوس ہر دینی مسائل میں یہ ہوا بندہ یا اپنی طبیعت کے
چرچا یا کھد یا مباحثات فضاء عالم میں غفار علماء کی نظر میں پکایہ طرز عمل آپ کی کیا وقعت ہے یا اگر کچھ
تفسیر کبیر ملاحظہ ہو۔ آیت کریمہ جو مضمون بالغیب کے تحت مسطور ہے۔ قول جہلہ المفسرین
ان الغیب هو الذی یکون غائباً عن الحاشیہ ہذا الغیب ینقسم الی ما علیہ دلیل
والی ما لا دلیل علیہ یعنی جو مفسرین کا قول ہے کہ وہ غیب جو حواس سے غائب ہو۔ پھر
اس غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس پر دلیل نہ ہو جس غیب کی دلیل ہو وہ جناب حق سبحا
العالی کے ساتھ خاص ہے۔ دہا وہ غیب جس پر دلیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص کیونکہ اگر وہ
کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج ہی نہیں ہے ضرور اس قسم کا غیب بندوں کے ساتھ خاص ہوگا
اب فرمائیے کہ جناب کا یہ قول کہ حق سبحانہ نے کسی کو اس پر اطلاع نہ دی ہو کتنا اھلا باطل اور کتنا ضعیف
اور جو مفسرین کے خلاف ہے۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند عالم غیب کی تعلیم پر قادر نہیں ہوا اور اس
کسی کو مطلع نہیں فرما سکتا۔ آپ تو مانتے ہیں قرآن پاک سرور یافت کیجئے کہ اللہ سبحانہ اپنی بندوں کو
غیب پر اطلاع دیتا ہے یا نہیں۔ انا فرماتا ہے۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن
اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ دیکھئے اس آیت میں کیا صاف فرمادیا کہ مجتبیٰ رسولوں کو
غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ اس مضمون کی آیتیں بھی جائیں تو ذخیرہ ہو جائے مگر افسوس آپ ضائع
تعب کے جوش میں قرآن پاک کا خلاف کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اب تو فرمائیے کہ غیب بتایا
جاتا ہے یا نہیں۔ اللہ انصاف عطا فرمائے۔

قولہ۔ چنانچہ اس نفی غیر آیت کریمہ وعندہ ما فی الغیب لا یعلمہا الا ہو نافق ہے
قول۔ جانب مخالف ہے یہ آیت اس لئے نقل کی ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ سوا خدا کے کوئی
غیب کو نہیں جانتا۔ مگر ہم اور ہر غفارت بیان کر چکے ہیں کہ وہ غیب جس پر دلیل ہو اللہ جل شانہ
کے ساتھ خاص نہیں۔ آیت بیشک حق ہے لیکن اس سے یہ ثابت کرنا سراسر باطل ہے کہ حضرت حق
سبحانہ تعالیٰ نے کسی کو غیب کا علم تعلیم نہیں فرمایا۔ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت میں اس
غیب کی نفی ہے جس پر دلیل نہیں اور جس کو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہیں یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہو
اور اگر مراد نہ ہو بلکہ آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو غیب کا علم تعلیم اتنی ہی بھی

غیب کے معنی میں غیبیوں کی ممانعت

غیب پر اطلاع دینا

غیب پر اطلاع دینا

غیب پر اطلاع دینا

نہیں ہو سکتا تو اول تو اللہ جل شانہ کا عجز لازم آجگا دعوہ بالشد او ثانیاً آیہ وافی ہایہ و ما
 کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یختبہ من رسلہ من یشاء اور آیہ کریمہ
 علما الغیب فلا یطہر علی غیبہ احد الا من ارضے من رسول کے بالکل فلا ہوگا
 اس کے کان آئیں سے خوب ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبتی مرقضی رسولوں کو غیب سے مطلع
 فرما دیتا ہے۔ پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ یہ علم تعلیم الہی بھی حاصل نہیں بلکہ ضروری ہی مطلب کا کہ خود
 بنو دہنی ذات اور اشکال سے کوئی غیب نہیں جانتا البتہ تعلیم الہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں
 چنانچہ امام مناوی رحمہ الباری روض النضیر شرح جامع صغیر میں تحریر فرماتے ہیں :-
 فاما قوله لا یعلمہا الا هو فہمفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا
 هو لکن قد یعلمہ باعلام اللہ تعالی فان شئ من یعلمہا وقد وجدنا ذلك بغير
 واحد کما سرائنا جماعة علموا متی بموتون واعلموا ما فی الارحام حال حمل الموات
 وقبلہ یعنی آیہ وعندہ الایہ کی تفسیر ہے ۔ مفتح غیب کی کوئی خود بخود سوا خدا تعالیٰ کے
 نہیں جانتا اور اس کی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے اور ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا کہ جنہوں
 جان لیا کہ کہاں مریں گے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ میں
 کیا ہے ۔ ٹرکا یا لڑکی ۔ کیجیے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے ۔ اچکا آیت کو
 سند بنانا آیت کے معنی تک نہ پہنچنے کا ثمرہ تھا ۔ پہلے ہی تحقیق کر کے معنی سمجھ لئے ہوتے تو اس وقت
 شرمندگی نہ ہوتی ۔ لیکن خیال باطل کی تابندہ اور مذہب مردود کی حمایت آپ کو د... اللہ
 بھی ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کرے تو تعجب نہیں اس لئے مناسب ہے کہ میرا یہ جواب
 الطیفان والاول ملاحظہ فرمائیے تفسیر احمدی، اس میں ہے ۔ واک ان تقول : ہذا
 الخمسة وان کان لا یعلمہا احد الا اللہ لکن یحیی لان یعلمہا من یشاء من
 مجیدہ وادلیات بقرنیۃ قوله تعالی ان اللہ علیم خبیر جمعہ الطحطاوی اس تفسیر بھی
 ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے مجبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے اور غم کا علم بھی تعلیم فرماتے
 ان فرض صحتی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہیں جانتا سب میں یہی مقصود ہے کہ خود بخود
 بے تعلیم الہی نہیں جانتا ملاحظہ ہو جمع الہا یہ فی بدائع النور والغایہ ۔ علامہ شنوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

غیب کا علم اللہ جل شانہ کی انیم سے آیا ہے اور ان کو حاصل ہے

معنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب نہیں جانتا

فرماتے ہیں۔ لا یعلم منی تقوم الساعة الا الله فلا یعلم ذلك ملك مقرب لا نبی ورسول قال
 بعد المفسرین لا یعلم هذه الساعة خمس علماء نیاذا تباہلوا سطة الا الله فالعلم بهذه الصفة
 مما اختص الله تعالى بهاداما بواسطه فلا یختص به تعالى حاصل یہ کہ امور غیب کا علم ذاتی رنی
 ہے واسطہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو نہیں لیکن علم بواسطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محقق نہیں وہ سبحانہ
 جسے چاہے تعلیم فرمادے اور اس نے جسے چاہا تعلیم فرمایا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
 اشقہ اللغات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ و مراد آنت کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل بھی نہیں
 راندا نہ انداز امور غیب اند کہ جز خدا کے آفراندا نہ۔ مگر آنکہ دے تعالیٰ نے نزد خود کسے راہی
 والہام بدانا نہ۔ اب تو بالکل پردہ اٹھ گیا کہ مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الہی کوئی شخص ان امور کو اسٹکل اور
 قیاس سے نہیں جانتا کہ یہ امور غیب ہیں سوائے خدا کے کوئی اس کا جاننے والا نہیں مگر جس کو
 اللہ جل شانہ نے وحی والہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ آیہ شریفہ میں غیب کی
 نفی مطلق نہیں بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے۔ جانب مخالف ذی آیت کے معنی سمجھنے میں خطا
 کی اور غلط استدلال کیا۔ مذکورہ بالا جملہ روایات و تفاسیر کا خلاف کیا اگر ان پر نظر نہ تھی تو آیت
 سے استدلال کرتے نہیں جرات نہ کرنا چاہیے تعجب ہے کہ مخالف غلط فہمی کو اپنے باطل مدعا کی دلیل
 بنانا چاہتا ہے۔ قولہ ارہاسی معنی کے اعتبار سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فی شرح تفسیر
 میں تحریر فرمایا ہے۔ و ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض غیب الا الله
 اقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی غیب حکم تکفیر نقل کرتے ہیں کہ صریح دلیل ہو اور
 یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ غیب پر دلیل نہ ہو وہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کیساتھ فاضل جیسا کہ مذکور
 ہو چکا۔ راہ وہ غیب جس پر دلیل ہے وہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی حبیب پاک حضرت محمد
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہے۔ لطف توحیب ہے کہ میں اس مدعا پر خود ملا علی قاری رحمۃ
 تعالیٰ ہی کی شہادت پیش کروں جن سے جانب مخالف نے استدلال میں کیا ہے۔ ملا علی قاری
 رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح شفا جلد اول صفحہ ۱۱۱ میں فرماتے ہیں (ما اطلع علیہ من الغیوب) ای الامور
 الغیبیۃ فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال۔ مطلب یہ ہے

شرح فقہ الحنفی حاشیہ میں جانب مخالف اور صاحب کشف الظن و کرم الغیب
 و دالسیف کی غلط فہمی اور اس کا جواب۔

ملا علی قاری کی شرح شفا جلد اول صفحہ ۱۱۱ میں فرماتے ہیں کہ

کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امور غیبیہ بہ حال واستقبال پر مطلع فرمایا ہے۔ کیا یہی علامہ علی قاری خود اسی پر کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہیں۔ اسے مخالف صاحب ابوشم خردی کا مرتبہ ہے آپکا خیال کہاں ہے اور تماشہ دیکھئے پھر یہی علامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صفحہ ۳۳۱ مام ابن حجر عسقلانی کو نقل کرتے ہیں دل ذلک علیہ انہ اخبار فی المجلس الواحد جمیع احوال المخلوقات من المبدأ والمعاد المعاش میتسیر ابراد ذلک کلمہ فی مجلس احلام من انوار العالیہ اعظم یعنی حضور سید الہام النور صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مبادر اور معاش اور معاد دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے اور ابھی یہی نہیں کہا جاسکتا کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اسی میں منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درجہ ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات پاک واقف ہے جس نے عطا فرمایا۔

اب فرمائیے کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ جن کی عبارات میں سوال کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عطا فی نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہیں اور اس صاحت کو کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین اور دنیا کے سب سے واقف تھے بلکہ اس کی اطلاع بھی دی۔ کیا یہی علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتقاد والے کو کافر بتاتے ہیں؟ مجھے مخالفین کی عقلوں تعجب آتا ہے کہ وہ کس قسم کو لگتے ہیں اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی ہی اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں وہ عبارت جو جانب مخالف نے نقل کی اس میں اسی غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ جس کو دلیل نہیں یعنی ملا قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کے بالذات وہ تعلیم اتنی عام ہو نیکی اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا اور یہ بالکل صحیح اور ہائندہ ہے، جانب مخالف کی خوش بیاختیجیے یا جو شہر پہنچے کہ انھوں نے مشیتیں علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عبارت کو حکم تکفیر لگا دیا اور یہ کہ پوری عبارت بھی نقل نہیں کی جو مطلب واضح کر دیتی پوری عبارت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی یہ ہوشیار علم ان الانبیاء لہم یعلموا المغیبات من الامشیاء الا ما علمہم اللہ و ذکر الحنفیۃ تہی بحال التکفیر باعتبار عقول النبی علیہ السلام لہم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ فی الجان فی الاصل من فی السموات والارضون لغیب لا اللہ اس عبارت صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام غیب سے باخبر تھے اسی قسم کا تعلیم اتنی ہو اور حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بخود یعنی بوجہ تعلیم اتنی کے عالم الغیب ہیں اور یہ بالکل بجا ہے کس صاحب بات تھی جسکو عبارت کی قطع و برید چاہیہ کرنا چاہا ہے۔

قولہ پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور
خالق کو باطلاع تعالیٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہو (الی ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب العالمین
کے علم کے سادی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول اولاً۔ حافظہ باشد کا مضمون ہے۔ ابھی تو آپ یہ فرما چکے ہیں کہ غیب جو جو اس یا عقل سے معلوم
ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو خاص رب العزت کو معلوم ہونہ غیر کو
آپ اب یہ کیسے فرماتے ہیں کہ خالق کو باطلاع تعالیٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے۔ جب
غیب کا علم خاص رب العزت کے سوا غیر کو ہوتا ہی نہیں اور حق سبحانہ اس پر کسی کو اطلاع نہیں
دیتا تو مخلوق کو بعض مغیبات کا علم کس طرح عطا ہوا؟ یہ متناقض اقوال جناب نے کس مصلحت کے
تحریر فرمائے ہیں اور ان دونوں میں سے جناب اپنی کس قول کو سچا اور کس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔
مگر بات یہ ہے کہ آپ کا یہ قول کہ (غیب وہ ہے جو کسی کو بتایا نہ جائے) اس درجہ صریح البطلان
اور پادر ہوا تھا کہ آپ خود بھی اس پر قائم نہ رہ سکے اور حق کے مقابل تعصب سے جب کام
لیا جائے تو یہی انجام ہوتا ہے۔

ثانیاً ابھی آپ ملا علی قاری سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے غیب جانی کے اعتقاد پر کفر کا حکم
سنائے ہیں اور یہاں مخلوق کیلئے بعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرمائیے اس کفر
میں جناب کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس محرومی کا وجہ بیان کیجئے۔
اُجھا ہوا پاؤں بار کا زلف و باز میں دینا، آج آپ اپنے دام میں صیاد آگیا
اب فرمائیے ملا علی قاری علم ذاتی کے اعتقاد پر کفر فرماتے ہیں یا عطائی کے۔
دیدنی کہ خون حق پر فائدہ شمع را دیدن چندان امان داد کہ شرب سحر کند

ثالثاً اگر حقیقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطلان الہی جہلا شہادہ کا
علم حاصل ہوا اور اس کو بعض مغیبات سے تعبیر کرتے ہیں اور علم الہی کے مقابلہ میں یہ بہت قلیل ہے۔
اگرچہ یہاں خود تمام ملکوت سموات و ارض تک وسیع ہے تو تسلیم تھا مگر شکل نو ہے کہ آپ کا گردہ
علم کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے جہاں حضور کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کیا اور آپ کی گنجائش
کہ خدا کی ہدایت و باتو بات پر ہو کہ آپ خدا کے پاک علم اسی قدر سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا

علم حق کے سامنے جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہیں تو آپ کو حضور کیلئے ان کے ثابت ہونے کی ایسا
 تحریر اور وحشت نہ ہوتی اور آپ اس کو علم الہی کے مساوی نہ کہتے لیکن آپ اس غلطی میں تو اپنی بے علمی پر
 مبتلا ہیں تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ قال المفسرون لما نزلت بمكة وبسئلو نك عن الروح
 الاثية وما جرد رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المدينة انا انا اهل اليهود قالوا يا ابا محمد
 بلغنا انك تقول وما اذ تيقم من العلماء الا قليلا تعيننا ام قومك فقال عليه الصلوة
 والسلام كل قد عينت قالوا الست تنلوا فيما جئت انا اذ تبنا التوراة فيها علم كل شئ فقال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم هي في علم الله قليل الخ يعني مفسرین نے فرمایا کیا تجب آپ پر کہ یہ
 وبسئلو نك عن الروح الاثية کہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی آپ کی خدمت میں علمائے یہود نے حاضر ہو کر عرض
 کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں وما اذ تيقم من العلماء
 الا قليلا یعنی تم نہیں دے گئے علم سے کہ حضور کیا آپ ہم کو مراد لیتے ہیں یا اپنی قوم کو حضور نے
 فرمایا میں سب کو مراد لیتا ہوں۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس خدا کا کلام آیا ہے انہیں
 آپ پر نہیں پڑھتے کہ ہم کو توریت عطا ہوئی اس میں ہر چیز کا علم ہے حضور نے فرمایا کہ وہ علم
 الہی کے حضور قلیل ہے۔ فرمایا کیا اب بھی آپ اللہ سبحانہ کے علم پر نہایت کو جمیع اشیاء میں محدود
 منحصر سمجھ کر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنے والے کو یہ الزام
 دیں گے کہ مخلوق کا علم خالق کی برابر کر دیا۔ کیا اب بھی علم الہی کی عظمت سے آنکھیں بند کر لیں گے
 علم الہی کو جمیع اشیاء کی چار دیواری میں محدود سمجھنا کس قدر نادانی ہے۔ اور شہتین علم سرور عالم
 علیہ السلام کو تسادی اور خدا کی برابر کر دینے کا الزام دینا اسی بناء فاسد پر مبنی۔ لہذا اہل سنت نے
 بحمد اللہ حضور کو خدا کی برابر نہ کہا مگر آپ نے علم الہی کو گھٹا کر خدا کو رسول کی برابر بٹھھا دیا۔ بلکہ رسول
 سے بھی کم کر دیا۔ کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم بھی اس حد میں محدود نہیں عنایت الہی سے
 آسمانوں اور زمینوں کے ملک بھی حضور کی وسعت علی کے سامنے قلیل ہیں۔ اور حضور کا علم ان کو
 بھی اکثر و افضل ہے۔ تفسیر خازن جلد ثالث صفحہ ۱۸۸ میں ہے، قلت ملکوت السموات
 والارض من بعض آیات الله ايضا ولايات الله افضل من ذلك والذی اراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسی اشیاء کا علم الہی کے حضور قلیل ہے

حضور کا علم ملکوت سموات وارض

علیہ وسلم من آیاتہ وعجائب تلك الدلیلة كان افضل من ملکوت السموات والارض
 یعنی میں کہتا ہوں کہ ملکوت سموات وارض بھی آیات الہیہ میں سے بعض ہیں اور بیشک آیات الہیہ میں افضل
 ہے اکثر ہیں۔ اور شب معراج جو آیات وعجائب اللہ تعالیٰ نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عطا
 کرائے وہ ملکوت سموات وارض سے افضل ہیں۔ اب انصاف کیجئے کہ ملکوت سموات وارض جتنے
 علم کا بعض ہو کر حضور کیلئے ان کی ثابت کرنیکو یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کی برابر کردہ اصناف یعنی مکتوبات کیلئے
 اللہ سبحانہ کو اتنا ہی علم ہی مخالفین کس قدر غلطی میں مبتلا ہیں یسویوں کو الزام دینے اور سادات اہل بیت کیلئے
 شرق میں علم الہی کی عظمت گھٹانے کے درپے ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے اور ایسی خدا اور
 سے پناہ میں رکھے۔ ملکوت سموات وارض میں سے حضور انور کا علم بھی وسیع ہے اس میں علم الہی کو نقص
 کر دینا کس قدر ظلم ہے۔ اب فرمائیے کہ حضور کیلئے ملکوت سموات وارض کا علم ثابت کرنیکو خدا و رسول کا
 برابر ہونا کس طرح ممکن ہے؟ اگر خداوند عالم کے علم کی عظمت کا کچھ پتہ ہو تو مخالفین حق تعالیٰ اور
 اس کے رسول علیہ السلام کے نام میں فرق کر سکیں۔ علماء اہل سنت نے اس فرق کی تقریریں امیں
 خود اعداء اللہ کیلئے صحت پر اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم کی تقریر موجود ہے
 اس میں یہ جملہ بغور ملاحظہ کیجئے۔ بصیرت کے اندھوں کو اتنا نہیں جتنا کہ علم الہی ذاتی علم خلق عطا ئی وہ
 واجب ممکن وہ قدیم وہ حادث۔ وہ نامعلوم وہ معلوم۔ وہ نامقدور وہ مقدور وہ ضروری البقاہ
 جائز الفنا وہ متنع التفریق ممکن التبدل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال سرکٹ ہوگا۔ مگر کسی مجنون کو۔
 اب کہئے کہ باوجود اتنے تفرقوں کے کوئی عاقل مادی علم الہی کے کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر معلوم
 کیا ضرورت تھی جو اپنے ایک رسالہ لکھ دیا اور بہت سا خون جاری کیا۔ مگر حقیقت آپ کا اعتقاد تو یہ ہی
 جو آپ کی اور آپ کے فرق کی تقریروں سے ظاہر ہے کہ سرور عالم علیہ السلام کو گنہگار کی وہ چاقو
 بنادی گئیں باقی انھیں ہمارے بچے کا بھی حال معلوم نہیں چنانچہ ہمارے قاطعہ مطبوعہ ہاشمی پریس صفحہ
 میں لکھتے ہیں اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو ہمارے بچے کا بھی علم نہیں باوجود کہ حضرت شیخ
 مدارج شریف میں فرماتے ہیں وہ اس سخن اصیلہ ندارد روایت ہوا صحیح شدہ یعنی نہ اس بات کی پہچان
 نہ وہ اس کے ساتھ صحیح مگر باوجود اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ کے علم کی تنقیص کیلئے شیخ پر اتنا ہام دیا ہے
 آپ کا عقیدہ حضور کے علم کی نسبت اور یہ ہے آپ کی دیانت کا نمونہ کہ شیخ میں بات کو باطل و

بے اصل بتائیں آپ شیخ ہی کو اس مثبت بتائیں اور آپ کا یہ قول کہ وہ علم محیط نہیں رکھتے جس
 معنی پر کہ آپ گمان کرتے ہیں بالکل باطل ہے اور اس میں عا پر جواست لال آپ کے شاہ عبدالعزیز
 صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاطی اور بیجا تصرف کا نمونہ ہے
 بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپ نے اردو لکھی اور نسبت شاہ
 صاحب کی طرف کر دی اور بیجا تصرف یہ کہ بے موقع نقل کی اس سے مراد غلط کجی شاہ
 صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہیں دے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے چنانچہ تفسیر روح البیان جلد سادس صفحہ
 ۲۳۴ مطبوعہ مصر میں ہے وکذا اصابہ علمہ محیطاً بحمودة المعلومات الغیبة الملکوتیة
 کہا جاؤ فی حدیث اختصاص الملئکة انه قال فوضع کفہ بین کتفی فوجد بردها
 بین یدیهی فعلمت علما الاولین والآخرین و فی رواية علمها کانت وما سیکون
 حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مغیبات ملکوتیہ پر
 محیط ہوا۔ چنانچہ حدیث اختصاص ملائکہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے اپنا
 کف دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے
 وصول فیض کی سروری اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس مجھے اولین و آخرین
 حاصل ہو گیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ گزشتہ و آئندہ کا تمام علم حاصل ہو گیا۔
 مرقاة شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صفحہ ۱۲۲ پر تحت حدیث الی کا عرف اسماء
 حمدا و اسماء باء هم والوان خیر لہم سطور ہے فیہ مع کونہ من المعجزات
 دلالت علی ان علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محیط بالکلیات والمجزئیات
 من الکائنات وغیرہا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس خبر دینے میں
 بادبوہ و معجزہ ہونے کے اس پر بھی دلالت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کائنات
 وغیرہ کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 اشعۃ البہات شرح مشکوٰۃ میں حدیث اختصاص ملائکہ کے جملہ فعلیمت مافی السعوات
 والارض کو شریعت میں فرماتے ہیں۔ پس دانستم ہر چیز و آسمان ہر چیز و زمین ہر

حضرت کے علم پر کیا اطلاق درست ہے

بات اخیر کے کلیات و جزئیات ہر چیز

عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں۔ اور مدارج شریف کو خطبہ میں فرمائی
ہیں و دے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بر ہمہ چیز از شیونات ذات و صفات حق و اسماء و افعال
و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نموده است و مصداق ذوق کل ذی
علم علیہ شدہ بنصف کیلئے یہ چار گواہ کم نہیں۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو حضرت حق تعالیٰ نے کائنات و غیرہ کے تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر
جزوی و کلی پر محیط کر دیا ہے مگر جس کے دل میں انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہو اس کے
نئے ہزار بھی کم ہیں۔ آپ نے جو آیہ شریفہ و کلام محیطون بشی من علمہ الا بما
شکو نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعداد آپ نے اس کا ترجمہ تک غور
سے نہیں دیکھا۔ آیت بصرحت فرما رہی ہے کہ وہ علم الہی کا احاطہ نہیں کر لیتے اور
عبارت تفسیر کبیر نے جانب مخالف نے نقل کی ہے اس میں بھی ہوا ان یعلمہم
سے ظاہر ہے کہ نفی احاطہ علم باری سبحہ تعالیٰ کی ہے۔ یہ عین ہمارا مذہب ہے کہ علم الہی
محیط ہے محاط نہیں۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم قبیل ہے۔ یہ بیان ہر جگہ کہ جناب
باری عزائے کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قبیل ہے اور وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو
ذوہ کوا قباب اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ نے آیہ شریفہ و ما اوتینکم
من العلم الا قلیلا نقل فرمائی ہے اور نیز عبارتیں نقل کی ہیں اور بخاری شریف میں ہر
وقعہ مصفوع علی حرف السفینۃ فغمس منقارہ فی البحر فقال لحضرمی ینہ ما
علمک و علی و علم الخالق فی علم اللہ تعالیٰ الا مقدار ما غمس ہذا العصفو
و منقارہ الحدیث حاصل یہ کہ کشتی کے کنارے پر ایک چڑیا نے مچھلی کی چوخیچ دریا میں
شرکی تو حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور
تمام مخلوق کا علم جناب باری تعالیٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ
میں اس چڑیا کا چوخیچ نہ کر لینا۔ امام محمد غزالی رحمہ اللہ کہیں کسبائے سعادت میں لکھتے ہیں۔ و ہیج
سلیم دل نہ ہو کہ اس قدر نہ اند کہ علم فرشتگان و آدمیان و جناب علم حق ناچیز است و ہیج الفتنہ
کہ ما اوتینکم من العلم الا قلیلا اور تمام عبود آسمانوں اور زمین کے اللہ جل شانہ

آیہ کا تفسیر میں اس کے جانب مخالف کی غلط فہمی اور اس کا جواب۔

کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں۔ چنانچہ علامہ خفاجی حراشی سفیادی میں یہی سونقل ہوا ہے
ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایت لہا وغیب السموات والارض وما
بیدونہ وما یکتونه قطرة منها بمقابلة علم الہی تمام غیوب سموت و
ارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثیر نہ ماننا
جنون یا نابینائی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الہی سے ایک قطرہ ملا
ہوا اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سموت و ارض علم الہی کا ایک قطرہ ہی
پھر اُس جاہل پرانوس پر جواب بھی علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الہی کے سادی ہے
تمام غیوب سموت و ارض کا عالم ہو کر بھی کوئی خدا کے تعالیٰ جل شانہ کے علم کی برابر نہیں
ہو سکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کیساتھ ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے
وقد قل عظمی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرة فی حلقی قطرة فعلمت
ماکان وما سیکون در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ و حلق
رخینہ فعلت ماکان و ما سیکون۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ چکا یا گیا۔
اُس کے فیضان سے مجھے ماکان و سیکون کا علم حاصل ہو گیا۔ اب یہ معلوم ہونا چاہیو
کہ ماکان اور ما سیکون کا علم بھی علم الہی کا ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اُسکو بعض یا
قلیل کہہ سکتے ہیں۔ پس جہاں کہیں تفاسیر وغیرہ میں بعض یا قلیل کا لفظ یا اُس کا
ہم معنی استعمال ہوا ہے اُس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالیٰ کے سامنے
تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے اُن کے جمیع
اشیاء کے عالم ہونیکا انکار کرنا جہالت و سفاہت ہے۔ افسوس ہمارے ابنائے نوع
جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونیکے اعتقاد پر کفر
شرک کا فتوے دیدیا اور یہ خیال کر لیا کہ احاطہ خدا ہی کو ہے انہوں نے نبی کریم علیہ التمجید
والتسلیم کے ہی علم میں نقصان نہیں ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی قصور عاید کر دیا دونوں
باللہ من ذلک اور اُس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ معلوم ماکان یا کون

آسان اور خبروں کے نام نہیں ہے

فانہن زوالم باجائی انہی غیور ہی ہاں ساجد ہاں ہے

علم جناب باری تعالیٰ کے نام معلومات کے

اور غیوب سموات وارض سب کے سب اس کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہے جیسا کہ نفیر کی منقولہ عبارت ثابت ہوا۔ کاش یہ حضرات بھی توجہ فرمائیں اور ان عبارات پر غور کریں تو ہرگز مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دے کر شرک نہ بتائیں۔ خدا یا ہم کو اور ہمارے بنی نوع کو اپنے سید سے راستہ پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق مرحمت فرما۔

اس تقریر کے بعد مولف اعلاء کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کئے ہیں اور عمامہ شرعی و غیر شرعی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے کھا ہے اور حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب مہربان افلاک کی نسبت حرب عادت اپنی ہمت کے موافق کلمات کہے ہیں ہم کو ان سے بحث نہیں البتہ انھوں نے صفحہ پر یہ بحث کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے علم شعر عطا نہیں کیا۔ اس میں ماہر آئیہ کریمہ و ما علمناہ الشیخ و ما منبجی لہ سے استدلال کیا ہے۔ اور ملاکات الالہین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک میں شعر کیا تھا موات نہ کرتی تھی۔ اسی صفحہ کے آخر میں اپنی اجتہاد خانہ زاد سے قیاس ایجاد کیا ہے قولہ بھلا جو علم کے سراسر ربے ہیں ان کی قیامت اور برائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے علم سحر و طلسم اور کہانت وغیرہ۔ ان علوم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات کیونکر متصف ہو سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع اشیاء اور غیوب کے عالم ہیں۔ کیا ناقص اندیشی سے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہیں کہ جو شان نبوت کے بالکل متنافی بلکہ نفس ایمان کے بھی ضد ہیں۔

اقول جانب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں خود فرما چکے ہیں کہ ہر کس دنیا گننا حق شناس کا قیاس اصول دین میں سے نہیں ہو سکتا۔ پھر کس طرح ان کا احتساب تسلیم کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم سحر و کہانت سے غافل ہیں۔ لہذا ہم انہی سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ان کا یہ قیاس قابل قبول ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ کیا مجتہد ہونی کا یہ دعویٰ ہے۔ علاوہ بریں زبان مبارک کا وزن شعر کیا تھا موافقت نہ فرمانا انہوں نے کس طمع میں

نقل کہا ہے۔ آیا یہ خیال ہے کہ یہ فن شعری عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہو جا سکا۔ اگر ایسا
 ہے تو خیال باطل ہے۔ کتنے عروض و قوافی کے جاننے والے فن شعری کے ماہر ایسے ہیں کہ وزن
 شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انھیں شعر کے ردی و جید میں تمیز
 نہ ہو فن کے قواعد و مصطلحات سے بیخبر ہوں۔ ہاں شعر گوئی کا ملکہ نہیں علم سے بہت مرتبہ
 ملکہ مراد ہوتا ہے۔ ہمارے روزمرہ کے محاورے ہیں کہ فلان عالم کھانا نہیں جانتا۔
 اس کے یہ معنی نہیں کہ ملا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اس کو خبر نہیں
 سب کچھ جانتا ہے۔ گریکھنے کا ملکہ نہیں۔ آپ روٹی پکانا نہیں جانتے اس کے
 یہی معنی ہیں کہ پکانے کا ملکہ نہیں۔ ورنہ جانتے خوب ہیں کہ کس طرح بکیتی ہے۔ زید
 کہتا ہے کہ میں تیرا اندازی جانتا ہوں۔ آپ تیرا کان دیکر کہیے کہ نشانہ لگائے اور کسی
 طرح نشانہ نہ لگا سکے تو یہی کہا جائے گا کہ نہیں جانتا گو کہ وہ تیرا اندازی کے مفہوم و معنی
 کا خوب واقف ہے لیکن یہاں مراد تو علم سے ملکہ ہے۔ کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر
 نہیں ہر ملک اور ہر زبان میں علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے۔ تلویح میں ہر دلائل تسلیم ان
 لادلالة للفظ العلم على التهيؤ والمخصوص فان معناه ملكة يفقد سربها على ادراك
 جزئيات الاحكام واطلاق العلم عليها شائع في العرف كقولهم في تعريف
 العلوم علم كذا فان المحققين على ان المراد به هذه الملكة ويقال لها
 الصبغة ايضا لنفس الاذراك مسلم الثبوت میں ہے واجب بانہ لا یتصور ادراک
 لان المراد الملكة مولانا عبدالحق خیر آبادی اور ملا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہما اپنی اپنی شرحوں میں
 فرماتے ہیں۔ لان المراد بالعلم الملكة مودة المتألفين مولوی بشیر الدین اپنی شرح
 کشف البہم میں لکھتے ہیں لان المراد بالعلم في قولهم العلم باحكام الملكة ابتو
 آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ علم ملکہ کے شائع و ذائع ہے۔ احادیث میں بکثرت علم بمعنی ملکہ
 آیا ہے۔ مسند الفردوس میں بکر بن عبداللہ بن ربیع سے مروی ہے عن النبي صلى الله عليه وسلم
 علوا اولادكم الحسب والرواية ويلي نے جابر بن عبداللہ سے بایں الفاظ روایت کی علوا
 بنتمكم الرعي فانه فكأية العدو وخصونه اولادكم تیرا اندازی اور شاد و تعلیم کرنا حکم فرمایا تو

کیا جانب مخالف شخص شادری اور تیر اندازی کے مفہوم معنی کا ذہن نشین کرنا اور زبانی طور پر اس کی
 پروری کیفیت سنا اور سمجھا دینا اور تیر اور تیر اندازی کرنے والوں کا دکھا دینا تعمیل ارشاد کیلئے کافی
 سمجھے ہیں یا شن و محنت کرا کے تیر اندازی اور شادری پر قادر کروں یا مراد لیتے ہیں۔ فرمایا ہے علم
 ملکہ مراد ہوا یا کچھ اور؟ خود قرآن پاک میں وارد ہے۔

علمنہ صنعة لبوس لکم لخصنکم من بارئکم فہل انتہر مشاکرون فرمایا اس
 آیت میں ملکہ مراد ہی یا صرف اور اک؟ آیت و علمناہ الشعر میں بھی علم سے بلکہ مراد ہے اور ملکہ
 ہی کی نفی ہے نہ یہی کہ حضور کو شعر کا علم ہی نہ تھا۔ تفسیر آیت کے معنی میں ملکہ ہی کی نفی کر رہی
 ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے۔ ای مایسہل لہ ذلک وما یصلہ منہ بحیث لو اسرا دنظم
 شعر لہ بیتات لہ ذلک تفسیر مذاکر میں ہے ای جعلناہ بحیث لو اسرا دقرض الشعر
 لہ بیتات لہ ولم یيسهل تفسیر کبیر میں ہے قال قوم ما کان متاقی لہ و اخرون مایيسهل
 لہ حتی انہ ان تمثل بیت شعر سمع منہ و احفا علامہ ابو السعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں
 و مایصلہ الشعر و لا متاقی لہ لو طلب ای جعلناہ بحیث لو اسرا دقرض الشعر
 لہ بیتات لہ۔ تمام مفسرین آیت کی یہی تفسیر فرما رہے ہیں کہ حضور پر شعر کی نظم و ادا و سوار
 تھی یعنی ملکہ نہ تھا اور آیت میں ملکہ کی نفی ہے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضور کو شعر کا علم و ادراک تھا
 اس کے صحیح و سقیم ردی و جید کو نہ جانتے تھے بلکہ اس کے جاننے کی تصریح فرمائی۔ تفسیر روح
 البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۲ میں ہے و فی التہذیب البغوی من ائمتنا قبل کان علیہ
 السلام بحسن الشعر و لا یقولہ و لا یحکم انہ کان لا یحسنہ و لکن کان یحیی بین
 جید الشعر و ہدئیہ و لعل المراد بین الموزون منہ و غیر الموزون۔ اس کے معلوم ہوا
 کہ حضور شعر جید و ردی اور موزوں و غیر موزوں میں امتیاز فرماتے تھے۔ فرمائی آیت
 میں علم شعر کی نفی کہاں ہے اور کس مفسر نے بیان کی۔ یہ آپ کو کہیں نہ ملے گا اور اس کے
 خلاف مفسرین کی تصریحات کثیرہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس سے اور واضح تر
 ملاحظہ کیجئے تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۲ میں ہے و لما کان الشعر ہما
 لا ینبغی لا تنبیاء علیہ السلام لہ یصلہ من النبی علیہ السلام بطریق التشاء و

الانشاد الاماكان بغیر قصد منه وكان كل كمال بشري تحت علمه الجامعة
 فكان يحيب كل فصيح و بليغ و شاعر و شاعر و كل قبيلة بلغاتهم و عباداتهم
 وكان يعلم الكتاب علما الخط و اهل الحرف حرفهم و لذا كان رحمة اللعالمين
 يعني چونکہ شعرا و انبیاء کی شان کے لائق نہیں ہے اس لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 سے بطریق انشاء صادر نہیں ہوا۔ الا بلا قصرا و در حقیقت حال یہ ہے کہ ہر بشری کمال آپ کے
 علم جامع کے تحت میں ہے۔ اسی وجہ سے حضور ہر فصیح و بلیغ اور شاعر و شاعر کو اور ہر قریب
 کو ان کے لغات اور انہی کی عبارات میں جواب دیتے تھے اور کا تبوں کو علم خط اور اہل حرفت
 کو ان کی حرفت تسلیم فرماتے تھے اسی لئے تو رحمة اللعالمین میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم۔ اب تو بحمد اللہ تعالیٰ کوئی پردہ و حجاب نہ رہا اور مراد کلام خوب واضح
 کہ آیت میں نفی ملکہ کی ہے علم کی نہیں۔ شعر کے علم کا انکار جانب مخالف کا تراشیدہ و طبع
 اور تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے۔ عبارات مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ ہر بشری کمال
 حضور کے تحت علم ہے۔ کچھ بھی ہو تو استدلال جانب مخالف کا باطل ہوا۔ لیکن اگر ابھی تک
 مخالف کے قلاب میں کوئی دوسرے باقی ہو تو رفع کیجئے۔ تفسیر روح البیان جلد ثانی
 صفحہ ۳۳۳ میں ہے۔ والظاهر ان المراد ما ينبغي له من حيث نبوته و صدق و توحته
 ان يقول الشعر لان العلم من عند الله لا يقول الا حق و هذا الایمانی کو نہ فی
 نفسه قادر على النظم والنثر و يدل عليه قیضہ بین جید الشعر و دثیب ای
 موزون و غیر موزون علی ما سبق و من كان حمیذا کيف لا يكون قادرا علی
 النظم فی الالهیات و الحکم لکن القدرة لا تسلف الفعول فی هذا الباب صواعن
 اطلاق لفظ الشعر و الشاعر الذی یوهم الخفیل و الکذب و من كانت العرب یعرون
 فصاحة و بلاغة و غزوة لفظ و حلا و نه منطق و حسن سرود و الحاصل ان
 كل كمال انما هو ما خوذ منه۔ یعنی یہ ظاہر ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حضور کیلئے بحیثیت
 نبی اور صادق البیان جو علم کے شعر کوئی مناسب حال نہیں۔ کیونکہ اللہ کا سکھا یا جو با
 کہتا ہے حق ہی کہتا ہے اور یہ آپ کے فی نفسہ نظم و شعر پر قادر ہو نیکی سنائی نہیں اور

اس پر حضور کا شعر کے جید و ردی اور موزوں و غیر موزوں میں تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے اور جو مینر ہو کہ پیکر الہیات و حکم میں نظم پر قادر نہ ہوگا لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر گوئی کرنا کیو متزئم نہیں تاکہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے امن ہو۔ کیونکہ یہ لفظ تخیل و کذب کا موبہم ہے اور بیشک عرب آپ کی فصاحت و بلاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیریں گفتاری اور خوبی روش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے۔ مخالفین اب تو خاموش ہوئے۔ تفسیر روح البیان نے شعر کا علم در کنار کلام موزوں پر حضرت کی تصدیق کئے مرتجع الفاظ میں ثابت کی۔ اگر مخالفین آیت پیش کرنے سے پہلے تفاسیر و چٹکے کلام پاک کا مطلب سمجھ لیتے تو انھیں ہرگز اس آیت کے پیش کرنے کی جرأت نہ ہوتی جو کسی طرح اُنکے مدعا کو ثابت نہیں کرتی۔ اب دوسرے طریق پر کلام کروں وہ یہ کہ شعر و دوسری میں مستقل ہے اول کلام موزوں میں جس وزن کا نقشہ کہا گیا ہو تفسیر کہہ رہی ہے۔ الشعر هو الکلام الموزون الذی قصص الی وزن۔ یہ تو معنی عربی ہیں دوسرے معنی منطقی قدما و حکماء کے نزدیک وزن و قافیہ شعر کا رکن نہیں ہے بلکہ رکن شعر صرف مقدمات نمونہ کا ایراد ہے جو قیاس کہ مقدمات نمونہ سے مرکب ہو اُس کو شعر کہتے ہیں۔ اور بعض علماء شعر منطقی اُس کو کہتے ہیں۔ مقدمات کا ذہبی مرکب ہو تفسیر روح البیان جلد ثالث ص ۱۸۷ میں ہے والشعر عند الحكماء القدمات ليس على وزن وقافية ولا الوزن والقافية ركن في الشعر عند هبل الركن في الشعر ايراد المقدمات المخبلة فحسب فيد ايضا قال بعضهم الشعر اما منقطع وهو المولف من المقدمات الكاذبة اب سمجھنا گئے کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعر وارد ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں کیونکہ قرآن پاک کا اسلوب شعر و شاعری سے پاک اور علیحدہ ہونا ایسا بین و ظاہر ہے کہ اُس میں کسی بے زبان عجمی کو کبھی تردد نہیں ہو سکتا۔ یہ جاسیکے عرب کے بلغا اور فن شاعری کے ماہر اُس کو اس معنی میں کہہ سکیں یہ کسی طرح معقول نہیں تو بلا محالہ شعر سے اُس کے معنی منطقی مراد ہوئے اور کفار عناداً شاعر مجھے کاذب کہتے تھے اُس کی قرآن پاک نے نفی فرمائی۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں سکھایا نہ یہ اُن کی شان کے

شایاں اور منصب کے لائق۔ اب تو مخالفین کو محبت حیرانی ہو گئی۔ مگر بات یہ ہے کہ فہم قرآن اُن سے
 بہت دوسرے۔ آیت کے ظاہر الفاظ دیکھ کر جو معنی خیال میں آئے اُن سے استدلال کر لیا۔
 تفسیر نظر ڈالنے کی تکلیف کون برداشت کرتا۔ میں دیکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیے تفسیر
 روح البیان جلد ۳ ص ۲۵۲ والمراد بالشعر الواقع فی القرآن الشعر المنطقی سواء کان
 مجرداً عن الوزن ام لا والشعر المنطقی اکثر ما یروج بالاصطلاح قال الراغب قال
 بعض الکفلاء للنسبی علیہ السلام انه شاعر فقیل لسا وقع فی القرآن من الکلام
 الموزون والقوافی وقال بعض المحصلین اساد به انه کاذب لان ظاہر القرآن
 لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی فلفظ علی لا یتحد من العجم وفضلاً عن
 بلغاء العرب فانما رموه بالکذب لان اکثر ما یاتی به الشاعر کذب
 ومن ثم سموا الادلة الکاذبة شعر اعلاوه بریں مفسرین نے اس آیت کے یہ معنی
 بھی بیان فرمائے ہیں کہ قرآن شریف شاعروں کے اقوال نہیں جو ہم نے اپنے حبیب محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلیم کیے ہوں بلکہ یہ قرآن مجزیان کلام الہی ہے
 کہ ایسا کلام بنانا مخلوق کی قدرت سے باہر ہے، یا یہ کہ ہم نے اس سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو قرآن میں شعر تعلیم نہ فرمایا قرآن پاک تسلیم شعر نہیں ہے چنانچہ تفسیر
 مدارک التنزیل ص ۱۱ میں ہے (وما علمناه الشعر) ای وما علمناہ النبی علیہ السلام
 قول الشعراء (وما علمناه بتعلیم القرآن الشعر علی معنی ان القرآن لیس بشعر
 تفسیر روح البیان جلد ثالث ص ۲۵۲ میں ہے والمعنی وما علمنا محمد الشعر بتعلیم
 القرآن علی معنی ان القرآن لیس بشعر فان الشعر کلام متکلف موضوع و
 مقال مزخرف مصنوع منسوج علی منوال الوزن والقافیۃ مبنی علی
 خیالات و اوصاف و اھویۃ فاین ذلک من التنزیل العظیم الحظیر المنزہ
 عن مماثلۃ کلام البشر الخ ان عبارات سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آیہ وما علمناہ
 الایہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن پاک سچی آسمانی کتاب ہے شاعروں کی من گھڑت اور آفریدی
 وہم و خیال نہیں جو قابل اعتبار نہ ہو۔ چونکہ شعراء علی الاغلب والاكثر لغوا و بے اصل

باتیں جو نئے قصے، فرضی اور بے حقیقت واقعے نظم کیا کرتے ہیں اور ان کا کلام وہمیات
 و اکاذیب سے خالی نہیں ہوتا، چنانچہ عرب میں مشہور ہے احسن الشعر اکذبہ اس لئے
 حق سبحانہ نے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعر اور کی سنگھڑت اور یادہ گوئی نہیں، بلکہ
 یہ آسمانی نکتی کتاب ہے اس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قواعدِ شعریت ناواقف
 ہونے پر امتثال کرنا جائز نہیں بلکہ سادہ لوحی و نادانی ہے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ
 اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شعر اجمال اور معما اور پرتو دار بات اور رمز و اشارہ کا
 محل ہوتا ہے، احتمال رہتا ہے کہ مخاطب اس کی مراد کو نہ سمجھے یا کچھ کا کچھ سمجھ جائے۔ اللہ سبحانہ
 فرماتا ہے کہ ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے رمز و لغز فرمایا جو فرمایا ان کیلئے
 ولفح فرمایا اس طرح ارشاد نہ کیا کہ (حضور) نہ سمجھیں یا کچھ کا کچھ سمجھ جائیں تفسیر روح البیان
 جلد ثالث ص ۲۸۲ میں ہے قال الشیخ اکبر قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ طہر فی قولہ تعالیٰ
 وما علمناہ الشعر اعلمنا ان الشعر محل للاجمال والغزوات التورية وما رمزنا
 لمحرم صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ولا الغزوات ولا مخاطبناہ لشیء ونحن نریہ شیدا
 ولا اجوزناہ الخطاب حیث لم یفہم ما انتہا اس سے تو حضور کا اور کمال علم معلوم ہوتا
 ہے کہ قرآن پاک جس میں تمام علوم ہیں اور جو ہر چیز کا بیان واضح ہے و نزلناہ لیک ان کتاب
 بتدیاننا لکل شیء اس کو اللہ سبحانہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے لغز و معما و زواجال
 نہ کیا کہ فہم میں نہ آتا اس واضح کیا کہ حضور پر ایسے علوم یقینی طور پر منکشف ہوئے۔ یعنی تعلیم قرآن
 شعر کے انداز پر نہیں ہے کہ جمیع اشیا کے علوم کا بیان اس میں برسمیل اجمال و معما ہے، اور
 دشمنانِ مصطفیٰ علیہ التوحید والثناء کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اگرچہ قرآن پاک اجمالِ علوم اور ہر چیز کا
 بیان ہے لیکن ہے تو رمز و معما میں ممکن کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئے یا کچھ کی کچھ سمجھ گئی ہو، اس
 و نگار کی گردان یہ فرما کر قطع کر دی کہ ہم نے قرآن کی تعلیم معما و اجمال کے پیرایہ میں شاعرانہ طریق پر
 نہ فرمائی بلکہ علوم قرآنیہ کو حضور کے لیے واضح اسبے حجاب کر دیا کہ ہر شے پر اس سرورِ عالم علیہ التوحید والثناء
 کو علم یقینی حاصل ہو گیا والحمد للہ علی ذلک۔ شیخ اکبر تو اس آیت سے یہ سمجھے اور مخالفین یہ کہ
 حضور کو شعر کا علم نہ تھا شعر میں تفادیت نہ ہاں کہاست ناہ کجا۔ حق ہے بعض بہ کثیر اؤ

العلم بالسمو واجباً ولا يكون واجباً كيف يكون حراماً وقبيحاً حاصل به علمه بغير قبح
 ممنوع اس پر نام محققین کا اتفاق ہے کیونکہ علم لذات شریف ہے نیز آیہ صل یستوی الذین الایہ
 کا عموم بھی اسکی دلیل ہے، نیز یہ بھی ہے کہ اگر محرک معلوم ہی نہ ہو تو محرک معجزہ میں فرق کرنا بھی ممکن ہو
 اور معجزہ کے معجزہ ہونے کا جانتا واجب ہے اور واجب کا سو قوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے تو
 یقتضی ہے کہ علم محرک کی تفصیل بھی واجب ہو، اور جو چیز واجب ہو وہ حرام و قبیح کس طرح ہو سکتی ہے
 جان ب مخالف علم محرک کو اپنی رائے سے قبیح اور اسکا جانتا منافی ایمان بتلتے تھے اُن کا مدعا
 ان عبارات نے باطل کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ نفس علم خواہ محرک کا ہو یا اور کسی چیز کا ہرگز
 قبیح و ممنوع نہیں ہے، انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں کہ علم تو نہ ہو مگر اُس پر تبرا بھیجتے اور
 برا کہتے پھر یہ، بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچیں ایسے کہ جس کو علم محرک حاصل
 ہی نہیں اُس کو اُس پر عمل کرنے کی قدرت بھی نہیں پھر اُسکا عمل ناجائز سے بچنا کیا کمال ہے
 ہاں کمال یہ ہے کہ عالم ہو عمل پر قدرت ہو پھر کچھ تو معلوم ہو کہ باوجود قدرت ہونے کے
 اس کام کو نہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی رضا چاہی۔ تاہنا آدمی کا ناموس کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہیں
 کہ وہ دیکھنے پر تامل ہی نہیں، البتہ دینا کا ناموس کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہے۔ شاہ عبدالعزیز
 رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی تفسیر کے صفا میں فرماتے ہیں و نیز چوں شیخ قواعد کمراد اللہ از استعمال او
 محل زہد مدیدہ استرا از نماید سختی مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت از گناہ باز ماند۔ اب جان ب مخالف
 کا انکار کرنا گویا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک فضیلت کا انکار ہے۔ اس میں شک نہیں
 کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس علم سے واقف ہیں مگر احکام شرعی کی طرح اسکی تعلیم نہیں فرماتے
 پھر یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی تفسیر کے صفا میں تحریر فرماتے ہیں۔ علم تحریر از علوم
 الہیہ است بقائے اہل علم۔ نوع انسان منظور خداوندی بود و شان انبیاء نیست کہ اس قسم
 علوم منارہ را کہ بسبب آن علوم اعتقاد و تاثیرات مخلوقات و غفلت از تاثیر خالق جاگیو تبلیغ
 نمایند مانند عالمی فلسفہ از ریاضیات و طبیات کہ ضرر آنہا بیشتر از نفع آنہا است نیز انبیاء علیہم السلام
 بیان نمی کنند و از ازل دیدہ و دانستہ سکوت می فرمایند۔ خلاصہ یہ ہے کہ علم محرک یعنی جادو، ہسی
 علمی الہیہ میں سے ہے اور نوع انسان میں اس کا باقی رکھنا اللہ جل شانہ کو منظور۔ انبیاء

شاہ صاحب اس عبارت علمی منظور کیا ہو گا یا نہیں اسکا بیان
 ریاضیات و طبیات و غیرہ علوم کا علم نہیں بلکہ علم خالق کا علم ہے۔

کی شان نہیں کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائیں اور لوگوں کو سکھائیں، ایسے کم ظرف اور کم استعداد والوں کے لیے یہ علوم متعارف ہیں کہ ان کو انکی وجہ سے مصلحتات یعنی کواکب وغیرہ کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق جل شانہ کی تاثیر سے غفلت ہوگی۔ اس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی طبیعیات کے ان علوم کا ضرر انکے نفع سے زیادہ ہوگا۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام دیدہ و دانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہیں اور لوگوں کو نہیں سکھاتے ہیں۔

قولہ ۱۔ زید نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے استفراقِ علم کا دعویٰ کیا جو صفت خاص جناب رب العالمین کی ہے کہ یہ توحید کے خلاف ہے۔

اقول ۱۔ زید کے جو الفاظ آنحضرت سرپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں اور جانب مخالف نے خود بھی نقل کیے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ الہی بدء الخلق یعنی ابتداً فریض سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے والوں کے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہنچاتے ہیں، اور زید اس دعوے پر طائل لاسے چکے جواب سے عاجز ہو کر جانب مخالف نے اپنے رسالہ کے ملاح میں اس پر زور دیا ہے کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے تو گویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ و استدلال کرنا غیر مجتہد کے لیے جائز نہیں، اور یہ بالکل غلط اس واسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ تفسیر جانتا ہو وہ مروج آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کر سکتا ہے اور کہیں اسکی مخالفت نہیں۔ طحاوی میں ہے: **وَمَا خَصَمُوا أَحَادًا مِنْ نَحْوِ الظَّاهِرِ وَالنَّفْسِ الْمَفْسُورِ** (ای بالمجتہد) بل یقتدر علیہ العلماء الا عام مسلم الثبوت میں ہے **وَالْيَقِينُ شَاءَ فِذَاعِ احْتِجَاجِهِمْ** سلفاً و خلفاً بالعمومات من غیر تکیہ۔ **رَأَى** آپ کا خاصہ لو اہل الذکر نقل فرماتا وہ دیانت کے خلاف اسوجہ سے ہے کہ آپ نے اسکا ایک جزو جو آپ کے بھلے کے خلاف تھا چھوڑ دیا اور وہ ان گنت کم اہل علموں سے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال نہ جاننے کی حالت میں ہوتا ہے۔ مجتہد صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **انما شغلنا العی، السؤال** آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مروج آیتوں سے بھی استدلال نہ کرو۔ جیسا کہ آپ نے کہا اور

حسب مضمون "مردوغ گویا حافظہ نباشد" خیر آپ ہی اس علت میں مبتلا ہو گئے جسے
زید کے لیے ناروا بتا رہے تھے چنانچہ آیہ شریفہ و ما علمناہ الا سے استدلال کیا اور بے سمجھے
جیسا کہ ظاہر ہو چکا۔

قولہ۔۔۔ و علمت ما لم تکن تعلم کے معنی اس کے مدعا کے موافق تسلیم کر لیے جاویں تو
لازم آتا ہے کہ دوسری آیت و علمہ الا انسان ما لم یعلم سے تمام مرد و زن صغیر و کبیر
برناؤ پیر عالم ہو یا جاہل۔ شہرستانی ہو یا دیہاتی ہر ایک علوم غیر متناہیہ کے ساتھ
موصوف ہو جائے اور ہر کس و نا کس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے علم کے مساوی اور برابر ہو جائے۔

اعتراض کا جواب۔

آیہ علمت ما لم تکن تعلم سے جانتی ہیں

آیہ علمہ الا انسان ما لم یعلم سے انسان سے مراد ہوا ہے۔

اقول۔۔۔ افسوس کہ آپ نے کچھ بھی غور نہ فرمایا اور یہ خیال نہ کیا کہ انسان علمہ الا انسان میں
معروف بالاسم ہے اس سے فرد کا کل شخص معین مراد ہے۔ پس اس تقدیر پر جب مقتضائے دیگر
آیات قرآنیہ اس لفظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل میں
آیہ و علمہ الا انسان ما لم یعلم کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے وقیل الا انسان
ھذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و میا نہ و علمت ما لم تکن تعلم یعنی کہا گیا ہے کہ
یہاں انسان سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور اس کا بیان آیہ شریفہ
و علمت ما لم تکن تعلم ہے اور ایسے ہی آیہ شریفہ خلق الانسان علمہ البیان میں بھی
انسان سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں چنانچہ امام ابن عسکری نے تفسیر معالم التنزیل
میں اس آیت کے تحت میں فرمایا ہے قال بن کیمان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ماکان و مایکون تفسیر حسین میں ہے یا وجود
آورد محمد را و یا موزانیہ وے را بیان آنچه بود و ہست و باشد۔ اب ثابت ہو گیا کہ
آیہ کریمہ و علمہ الا انسان ما لم یعلم میں انسان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مراد ہیں، پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہیں ہو سکتا اور نہ آیہ شریفہ
و علمت ما لم تکن تعلم سے معارفہ ہوتا ہے، بلکہ یہ دونوں آیتیں ایک ہی مضمون
کی ہیں جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

ایک نئے مہربان کا نیا مشہد

مشہد۔ قرآن شریف میں سرور کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت وارد ہے وعلیہم ما
لم تکنوا تعلمون یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو تمام وہ چیزیں تعلیم فرماتے ہیں جنکو تم
نہیں جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیہ وعلیہم ما لم تکن تعلم کی طرح کلمہ ماہام ہے
تو یہ ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہیں۔

جواب۔ قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخاطب کون ہے یا نہ ہے، ہمارے ہاں جو کچھ نقل نہیں ہوا اس سے
یہ ثابت ہوئے کہ سب عالم الغیب ہیں، البتہ اگر یہ منظور کر لیں کہ ہمارے اس کا عالم صحیح الشیخ حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ نہ جانتے تھے بتایا اور قیامت تک کا احوال بتلایا تو بھی
کوئی حرج نہیں بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جو کچھ قیامت
تک ہو نواں تھا سب بتایا مگر جبکیا دریا دریا، جو قبول گیا بھول گیا۔ پھر بھی سب ایک نہیں
جس کو زیادہ یاد ہے وہ بڑا عالم ہے، جو بھول گیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف
کتاب الفتن کی فصل اول ص ۱۱۱ میں بخاری اور مسلم سے مروی ہے عن حذیفۃ قال
قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما تراء شیا ما یكون فی مقاما
ذلک الی قیام الساعة الا حدیثا بحفظہ من حفظہ ونسبہ من نسبہ انتھی بتدوین
قولہ، وانزل اللہ علیک الکتب ای القرآن والحکمۃ قری ما فی القرآن
من الاحکام وعرفاک الحلال والحرام وعلیک ما یوحی من الغیب خفیات
الامور ما لم تکن تعلم ذلک الی وقت التعليم اس تفسیر میں درجہ ص ۱۱
پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبیین ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کئے ہیں اور بعض غیب
اور امور مخفیہ جمابھی تک آپ کو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے۔

اقول۔ ۱۔ وباللہ التوفیق۔ روح البیان کی اس عبارت کے نقل کرنے سے ہمارے ہمارے
یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے

لیکھت اور دوزخ میں داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جس کا زید دعویٰ کرتا ہے اور
یہ بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہیں بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہے۔ جب جانب مخالف
کو کوئی مغرہ ملا تو انھوں نے بقول غصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے من کو
پکڑ لیا، اور اس بچارہ کو تبغیضہ بتا دیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی یہ پوچھے کہ پہلے
من کے بیان نہ ہونے پر کون قرینہ قائم تھا جو یہاں نہیں پھر وہاں بیان نہ مانکر تبغیضہ کہہ دینا بالکل
دائنامی طاقی ہے۔ اگر جانب مخالف کو زیادہ جوش تو وہ پہلے من کو بھی تبغیضہ بنا کر یہ کہنے
لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شریعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعم اللہ) تو کون
ان کے قلم اور زبان کو پکڑ لگا مگر اب ہم اس روح البیان کے من کا تبغیضہ یا بیان نہ ہونا
روح البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہیں کہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہیں۔
لاحظہ ہو روح البیان جلد ۶ صفحہ ۲۴۴ وکذا اصلا علی محیطاً بجمع المعلومات الغیبیة
الملکوئیة كما جاء فی حدیث اختصام الملئکة انه قال فوضع کفه بین یمنی فوجد
برء بین یمنی فعلمت علم الاولین والاخرین و فی رواية علم ما کان
وما سیکون یعنی جناب رسالتنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ
ملکوئیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملئکة میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جناب رب العزیز نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں
کے درمیان رکھا میں نے اس فیض کی سردی اپنی چھاتیوں کے درمیان میں پائی، پس
مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہو گیا، اور ایک دعائیت میں ہے کہ علم ما کان اور ما سیکون روشن
اور ہو یا ہو گیا۔ اب خوب ظاہر ہو گیا کہ صاحب روح البیان، سید الشرفان صلی اللہ تعالیٰ
علیہ علی آلہ و اصحابہ وسلم کو تمام معلومات غیبیہ ملکوئیہ کا عالم بتعلیم الہی جلتے ہیں لہذا انکی
عبادت میں ہرگز من تبغیضہ نہیں ہو سکتا ہی علم عالم ما کان و ما سیکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ و اصحابہ
وسلم پر دلالت کرے، یہ آپ کا فہم و اجتہاد نہیں، بلکہ وہم ہے جو اپنے ایسا سمجھ لیا کہ شریعہ کا مطلب
تو یہ ہے کہ اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اللہ جل شانہ نے آپ پر کتاب یعنی
قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف میں ہیں نازل فرمائے اور حلال و حرام

اور اس کی تفسیر میں علم ما کان و ما سیکون کا مطلب یہ ہے کہ جو علم ما کان و ما سیکون روشن اور ہو یا ہو گیا۔

کی معرفت کرادی اور عیاں ہوئی کی کہ وہ غیب اور ایسے مخفی امور ہیں جن کو آپ اب تک نہ جانتے تھے
تسلیم فرمادی آپ فرمائیے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے معنی کہا مناسب ہے ہر اُس کے
منشاء کو اس سے کیا لگاؤ؟ یہ تو شہتین علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مؤید ہے نہ مخالف
ذی ہوش کی، جس کو ابھی تک یہ خبر نہیں کہ اس عبارت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علم کے سوا اختیار کا حرف تک نہیں۔ اگر جانب مخالف کی عاجزی پر حسم کر کے ہم یہ فرض بھی
کر لیں کہ من تبعیضیہ ہے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہو گا اور جانب مخالف کو بشرط حیا داری
ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا، اس لئے کہ من تبعیضیہ ہونے کی حالت میں اس عبارت سے
موجبہ جزئیہ نکلے گا اور وہی ہمارا مطلوب ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ میں ظاہر ہو چکا کہ علم
جناب باری کے سامنے جمیع مخلوقات کے علم کو وہ نسبت بھی نہیں جو مسند کے سامنے
قطرے کو ہے۔ مخالف پر لازم ہے کہ سائب کلیہ پیش کرے اس لیے کہ موجب جزئیہ کی نقیض
سائب کلیہ ہوتا ہے نہ موجب جزئیہ اور اگر جانب مخالف نے یہ سمجھا کہ اپنی اُست وجہات آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرتے ہیں کہ اس صورت میں اُن کا
دعویٰ موجبہ کلیہ ہوا تو بھی موجبہ جزئیہ پیش کرنا اس کو کیا مفید اور خصم کو کیا مضر موجبہ
جزئیہ کا صدق موجبہ کلیہ کے صدق کا منافی نہیں۔ بعض الانسان ناطق کا صدق کل الانسان
ناطق کے کذب کو مستلزم نہیں۔ بہر حال تہذیب پڑھنے والا کچھ بھی ایسی غلطی نہ کرتا جیسی مجاہد
مخالف نے کی جانب مخالف کو ہنوز یہ خبر نہیں کہ ثبوت شے نفی ماعدا کو مستلزم نہیں۔
رد المحتار ص ۴ میں ہے ونفی شرح التحدیث عن شمس الاثمة انکوری ان تحفیض
اشئی بالذکر لا یدل علی نفی الحاکم عما عداہ ۵
قولہ - اور تفسیر کبیر میں اس آیت کو دو وجہوں کے لیے مختل کیا ہے ایک یہ کہ مراد اس سے

۱۔ کہ ہم بعض معلومات اللہ تعالیٰ معلوم نہیں کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں ۵

۲۔ لا شئی من معلومات اللہ تعالیٰ بمعہوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۳۔ یعنی کل شئی معلوم نہیں کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۴۔ بعض الاشیاء معلوم نہیں کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دین کے امور میں یعنی کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و حقائق اور دوسرے یہ کہ و
 علمک ما لک تکن تعلّم سے اولین کے اخبار مراد ہیں اور منافقین کے کفر اور حیلوں پر اطلاع
 اقول آپکی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی اسی تفسیر کبیر اور اس کے سوا اور کتب
 کثیرہ میں ملام اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریح بتایا ہو کہ قرآن عظیم ذی وجہ ہوا اور
 ہر وجہ پر کچھ ہے یہ دو وجہیں کہ تعالٰی نے اپنے دل سے نکالیں یہ بھی قتل میں اور اسی تعالٰی
 اطلاق میں داخل ہیں جیسے دنیا اکتفا فی الدنیا حنة و فی الاخرة حنة وقتا عذاب النار
 کی تین سو تفسیریں کی گئیں اور وہ سب اسی اطلاق لفظ حنة میں داخل ہیں نہ ایک دوسرے
 کی منافی نہ اس قدر زیادت کی نافی مگر لطف تو یہ ہے کہ آپ کا اس عبارت سے استدلال
 بے مصادرہ علی المطلوب کے پورا نہ ہوگا۔ تعجب تو کیجئے گا کہ یہ کیونکر ہواں ہم سے مننے یا اس لئے
 کہ آپ قطعاً علم امور دینیہ سے علم ماکان و مایکون کی نفی چاہتے ہیں اور یہ جیسی صحیح ہو گی کہ ماکان
 و مایکون کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کو یہ علم دیا گیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات جلیلہ
 سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل و معجزات قطعاً غظم امور دینیہ سے ہیں اور ان کا علم بیشک
 امور دینیہ کا علم ہے اور امور دینیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو ضرور حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان و مایکون کا علم ہے ہاں اگر یہ ثابت ہوتا کہ
 معاذ اللہ حضور کو علم ماکان و مایکون نہیں تو البتہ اس کا علم امور دینیہ سے نہ ہوتا کہ اس عبارت
 سے استناد صحیح ہونے کے لئے آپ کو اپنے دعوے سے استدلال کی حاجت ہو گی۔ اور
 یہی مصادرہ علی المطلوب ہے اور فضول و لغو کہ دعوے اگر خارج سے ثابت ہے تو اس
 عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو عبارت بھی محض بیکار و اجنبی تعجب خیز امر تو یہ ہے
 کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ مراد اس سے دین کے امور ہیں اور پھر جا بجا انکار کرتے جلاتے
 ہیں کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ تھا آپ نے جس طرح علم
 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کم سمجھ لیا تھا اسی طرح دین کے امور کو بھی چھوٹا سا فرض کر لیا ہے
 بھی آپ کو اتنی تیز بینی نہیں کہ سچے دین کے امور میں سے ہو تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

تفسیر کبیر میں مذکور ہے کہ اس عبارت سے مراد علم امور دینیہ ہے

و اصحاب و سلم کو جمع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا علم عطا فرمایا بطریق معجزہ کے دین ہی کے انور
 میں سے ہے چنانچہ اس سے قبل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم سے نقل ہو چکا ہے نہ
 اخیر فی المجلس الواحد یجمع احوال المخلوقات من المبدأ والمعاد والمعاد
 و قیسا و اذ ذلک کما فی مجلس واحد من خوارق العادة امور عظیم اس کا غلام
 یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مبداء اور معاش
 اور معاد یعنی دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عاده میں سے ایک امر عظیم ہے
 بخاری شریف کی ایک حدیث ہو مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۰ میں بروایت ابو ہریرہ مروی ہے
 جبکہ یہ مضمون ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سر و بنا کر صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقہ فطر کی گنجائی پر مامور فرمایا۔ میں اس طعام صدقہ کی گنجائی کرتا
 تھا کہ ایک شخص آکر اس کھانے میں سے لپ بھر کر لیجانے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس
 نے مجھ سے کہا کہ میں محتاج اور عیالدار تھتا ہاں مجتہد مول میں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کو
 خدمت اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رات تمہاری
 قیدی لے کیا کہا میں نے عرض کیا کہ حضور اس نے کثرت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت
 کی مجھے رحم آریا میں نے اس کو چھوڑ دیا حضور سر پا ہو کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس
 تم سے جھوٹ بولا اور پھر آیا تم کا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا
 اس لئے کہ حضور نے فرمادیا ہے قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ
 میں تحریر فرماتے ہیں۔ فیہ اخبار النبی بالغیب معجزۃ اب ثابت ہو کہ علم بالغیب نبی کریم علیہ
 علی الدوامی بالصلوۃ والتسلیم کا معجزہ ہے اب جانب مخالف اپنے دلیں انسان کریں کہ معجزہ ہو
 دین میں سے ہے اور امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپ کا فقرہ یعنی کتاب اور حکمت
 اور ان کے اسرار و حقائق اس میں بھی تمام ازم آگئے۔ اس لئے کہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ کلام اللہ کی
 شان میں ارشاد فرمایا ہے و نزلنا علیک الکتاب بغینا کل شیء یعنی اے محمد صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کا بیان واضح ہے پس جبکہ آپ

تذکیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتاب اور حکمت اور ان کے اسلوب
حقائق تسلیم فرمائے گئے تو احاطہ علم نبوی سے کوئی شے باہر رہ گئی، نہ معلوم کہ آپ نے تفسیر کبیر
کی عبارت کیوں نقل فرمائی۔

قولہ :- اور اس تفسیر کے ضمن میں اور دو فوائد حاصل ہوئے ایک علم کی غایت حد ہے کہ
انضیات میں سب کے حق تعالیٰ نے کسی مخلوق کو سوائے قدرِ قلیل علم کے نہیں عطا فرمایا۔

اقول :- تسلیم کہ کسی مخلوق کو حق تعالیٰ نے قدرِ قلیل علم کے سوا نہیں عنایت فرمایا جیسا کہ ایک کلمہ
وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً اس پر وال ہے اور سب کا علم جناب باری تعالیٰ کے علم
کے سامنے قلیل ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ ہذا میں مذکور ہو چکا لیکن علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
اگرچہ بقاد علم الہی کے قلیل ہے مگر بجائے خود ایسا وسیع ہے کہ کوئی شے اس کے احاطہ سے خارج نہیں
چنانچہ اسی تفسیر کبیر کی اس عبارت میں جو آپ نے نقل کی ہے اس طرف اشارہ ہے۔

وسمی جمیع الدنیا قلیلاً حیث قال قل متاع الدنیا قلیل اس سے ظاہر کہ نعم آخرت
کے سامنے تمام دنیا کی متاع بھی قلیل ہے، اسی طرح جناب حق سبحانہ کے علم کے سامنے تمام
مخلوقات کا علم قلیل ہے، لیکن جی طرح کہ ہم اپنے نزدیک تمام دنیا کو قلیل نہیں پاتے اسی طرح
تمام مخلوقات کا علم بھی ہمارے نزدیک قلیل نہیں اگر ہم اس کو فی نفسہ قلیل جانیں تو بڑی
حماقت ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہو کر ہزار گناؤں
عطا کیے تو بادشاہ کی سلطنت اور دولت کے سامنے تو کچھ نہیں یہ سب گناؤں نہایت ہی قلیل
ہیں مگر مفلس تہہ دست سے پوچھیے جس نے پیسوں کے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہیں وہ تو
ہزار گناؤں کو متاع سلطنت سمجھ گا اور تعجب سے کہیگا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہزار گناؤں
نہ دیئے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم رہا۔ اب اسے ہر چند سمجھائیے کہ
بادشاہ کے سامنے ہزار گناؤں کیا چیز ہیں، اور وزیر کو ہزار گناؤں ملنے سے بادشاہ کی
ہمسری نہیں، آخر اسی نے تو دیئے ہیں وہ ہی تو معلیٰ ہے نہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر
اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم تعلیم فرمائے تو
باقی کیا رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ جل شانہ برابر ہو گئے۔ معاذ اللہ جلہ اشیاء

تمام مخلوقات کا علم باری تعالیٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے۔

کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں
 علامہ شہاب الدین خنجاوی حواشی بیضاوی میں طبری سے ناقل ہیں ان معلومات
 اللہ تعالیٰ لا نہایہ لہا وغیب السموات والارض وما ید و نہ وما ید و نہ وما ید و نہ قطرة منها
 یعنی اللہ جل شانہ کے معلومات کی کوئی نہایت نہیں اور آسمانوں اور زمینوں کے غیب
 اور جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہیں یہ سب تو علم الہی کا ایک قطرہ ہیں۔ ہمارے مخالفین یہ
 سمجھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو تعلیم فرمایا تو وہ اللہ تعالیٰ کی برابر ہو گیا۔ برابر کیا
 معنی یہ تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الہی کی وسعت بھی معلوم
 نہ تھی اب ذرا آنکھیں کھلیں گی پھر ان عقلمندوں سے پوچھو کہ اگر اللہ جل شانہ حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب تعلیم فرمادے تو اس کے علم کا
 ایک قطرہ ہر اس کے علم کے سامنے قلیل ہو جائے لیکن بجائے خود ہرگز قلیل نہیں تفسیر
 مدارک التنزیل میں ہر ان جی بن اخطب قال فی کتابکم ومن یؤت الحکمة فقد
 اوتی خیرا کثیرا ثم تقرؤن وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فانزلت قل لو کان البحر
 مدادا لکلمت ربی الا یہ یعنی اگر خیر کثیر دے دے گا کہ قطرہ من بحر کلام اللہ
 تعالیٰ المحمیدی بن اخطب نے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پاک میں ہے کہ جس کو
 حکمت دی گئی خیر کثیر دی گئی پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ ہمیں علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا تو یہ آیت
 نازل ہوئی قل لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر الا یہ خلاصہ یہ کہ یہ خیر کثیر تو بیشک
 ہے لیکن اللہ جل شانہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اب خوب ظاہر ہو گیا کہ یہ علم
 بیشک کثیر اور الیہ جل شانہ نے خود کثیر فرمایا لیکن اللہ جل شانہ کے علم کا ایک قطرہ ہی اور
 اس کے سامنے قلیل تفسیر روح البیان ص ۳ میں ہر قال شیخنا العلامة بقاوا اللہ بالسلامۃ
 فی الرسالة الرحمانیۃ فی بیان کلمۃ العرفانیۃ علماء الاولیاء من الانبیاء علیہم السلام
 قطرة من مبدع البحر و علماء الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کلمۃ المنزلة و علمہ فینا من علم الحق سیرۃ فی ذلک المنزلة انتھی ہمارے
 شیخ علامہ نے رسالہ رحمانیہ میں فرمایا کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم سے زیادہ

علامہ شہاب الدین خنجاوی حواشی بیضاوی میں طبری سے ناقل ہیں ان معلومات

علامہ شہاب الدین خنجاوی حواشی بیضاوی میں طبری سے ناقل ہیں ان معلومات

رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے علم سے بھی تبت رکھتا ہے۔ الغرض تمام مخلوقات کے علم کا مقابلہ باری تعالیٰ قلیل ہوتا
 مسلم اور فریق مخالف کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اس کے
 مقابلے باطل کا غوی کرنے میں دخیل نہیں کرتا پس اگر یہ علم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 علم الہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تقابل کے وہ علم عظیم ہے اور تمام مآکان و مایکون
 الی یوم القيمة کو حاوی۔ جانب مخالف نے تفسیر کبیر کے بعض الفاظ کا خلاصہ نہ لکھا جو ان کو مفسر تھا
 یہ بات سے بعید ہے اب اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے
 کہ معجز کشف خلاف صواب ہیں تفسیر ضیاء الی من خفیات الامور و من امور الدین و الشرائع
 و من خفیات الامور و من انوار القلوب تفسیر خازن (و علمک ما لم تکن تعلم من امور الدین و الشرائع
 یعنی من احکام الشرائع و امور الدین و قیل علمک من علم الغیب ما لم تکن
 تعلم و قیل معناه و علمک من خفیات الامور و علمک علی انوار القلوب و علمک
 من احوال المتنفقین و کیدھم ما لم تکن تعلم و کان فضل : للہ علیک عظیمہا
 یعنی و لم یزل فضل اللہ علیک یا محمد عظیم۔ ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ سرور
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فیض عظیم سے احکام شریع
 اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور و انوار قلوب وغیرہ جن کو اب تک حضرت محمد صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحابہ وسلم نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے اور یہ اسکا فضل ہی
 اور تپا ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحابہ وسلم اسکا فضل ہمیشہ رہے گا۔
 تفسیر حینی میں ہے و علمک ما لم تکن تعلم الخچودی کہ بخود بدانی از خفیات امور و کمونات
 و جمہور کشفہ اند کہ اس علم است بر بوبیت حق سبحانہ و جلال او و شائش عبودیت نفس قد رمال او
 و در بحر الحقائق میفرمایند کہ آن علم مآکان و مایکون است کہ حق سبحانہ تعالیٰ در شب سحری بدایں حضرت
 علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث مرآۃ آئینہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق
 من رنجند فعلت مآکان و مایکون پس دانستم انچہ بود و انچہ خواہد بود و حاصل یہ کہ خفیات امور و

اگر حضرت کا علم باری تعالیٰ قلیل ہے تو اس کے مقابلے میں باری تعالیٰ کا علم کثیر ہے
 مآکان و مایکون کے معنی ہیں جہاں وہاں وہ جسے چاہے

مآکان و مایکون کے معنی ہیں جہاں وہاں وہ جسے چاہے
 مآکان و مایکون کے معنی ہیں جہاں وہاں وہ جسے چاہے

کمونات متار جو تم دعا ہے تھے پہنے تعلیم فرمائے اور تہو روزہ من نے کہا ہے کہ دور بہریت
 و جلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر حال کا پہچاننا ہے اور بحر الحقائق
 میں فرماتے ہیں کہ وہ علم ماکان وما سیکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج
 میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث
 معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے خلق پکایا گیا کہ اس کے وفور فیضان
 سے ماکان اور ما سیکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم ہو گیا۔ اس کے بعد
 جانب مخالف نے کریمہ و کذلک جعلنا کہ امۃ و سطا لتکونوا مشہدا علی الناس و
 یكون الرسول علیکم شہیدا کہ جس سے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب
 سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیامت میں دوسری اتونہر گواہ ہوتا نہایت ہر اور مفسرین
 نے وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے تحت میں بیان کی ہے اسکی نسبت یہ لکھا
 ہے قولہ اگر اس آیت کریمہ کا وہی مطلب ہر جو نزدیک اجتہاد ہو تو لازم آتا ہے کہ زید جس نے آیت
 کے ترجمہ میں ایک زمانہ خاتم فرسائی کی مگر نصیب نے یا وہی نہ کی علامہ انیوب ہو جائے۔
 اقول۔ جانب مخالف کا یہ مفہام ہے کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی وسعت علمی پر دال ہو تو یہی لفظ لتکونوا مشہدا میں تمام امتیان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم آلہ واصحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہوگا اور اگر تمام امتیوں کے وسعت علم پر دال ہو
 تو لازم آئے گا کہ سب عالم ماکان و ما سیکون ہوں۔ جانب مخالف کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ سب
 جانب مخالف کا قیاس ہر اور قیاس اس نہ نے والوں کا ہو و جانب مخالف کے نزدیک ناقابل
 اعتبار نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول سب سے پہلے تفسیر قرآن ہاتھ میں لیجئے اور اس سے دریافت
 کر لیجئے کہ اس آیت میں وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دلالت ہے یا نہیں ملاحظہ ہو تفسیر
 معالم التنزیل کہ اس میں بھی ان امام نبوی رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت میں یہ حدیث ابو سعید خدری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے قال قام فیئنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بعد
 العصور فما تروک شیئا الی یوم الفیئمة الا ذکرک فی مقامہ ذلک حتی احما کانت الشمس
 علی رؤس النخل و اطراف الحیطان قال اما نہ لم یبق من الدنیا فیما فیہ من

آیت و کمونات متار جو تم دعا ہے تھے پہنے تعلیم فرمائے اور تہو روزہ من نے کہا ہے کہ دور بہریت

آیت و کمونات متار جو تم دعا ہے تھے پہنے تعلیم فرمائے اور تہو روزہ من نے کہا ہے کہ دور بہریت

الاکملہ بقی من یومک هذا الحدیث خلاصہ یہ ہے کہ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں
 کہ حضرت نے ایک روز عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہو کر قیامت تک ہونیوالی چیزیں سب بتائی
 بیان کر دیں اور کوئی چیز چھوٹنے دی یہاں تک کہ جب دھوپ بخوروں کی چوٹیوں اور دیواروں
 کے کناروں پر پڑی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اس قدر باقی رہ گیا تنہا وہ باقی رہا ہی
 امام نبوی رحمہ اللہ کا اس حدیث شریف کو اس آیت شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتا رہا ہے کہ آیت
 شریفہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علمی مذکور ہے جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ
 آیت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دل پر تو ایک ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کی جائے جو آج تک آیت
 کی تفسیر سے غافل ہی نہ ہو نہ کہ جب ہمارا مدعا آیت سے اور تفسیر حدیث سے ثابت پھر کسی منکر کا
 اعتراض قابل ہمت نہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اس کی طرف توجہ کرتے ہیں جاننا چاہیے کہ صحت
 شہادت کے لئے شاید کو مشہود علیہ پر علم یعنی ہونا چاہیے اور یہ ہوا اسطرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے امت کو حاصل اور اس جناب کی بدولت انکا یقین کامل ہو گیا جواب جو جانب مخالف پر مش
 کیا گیا انشاء اللہ العزیز و شہادت ان امتوں پر پیش کیا جاوے گا جو جلیغ انبیاء کا انکار کر چکی
 چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی میں تحریر فرمایا ہے۔ ولہذا
 ہاں اہم دیگر در مقام رہ شہادت ایشال خواہند گفت کہ شہادہ از حدیث و شہادت میدرید حال آنکہ
 در وقت ما بنودید و حاضر واقعہ تشدید ایشال جواب خواہند گفت کہ ہاں تخریفا و رسالت پیغمبر
 خود رسید و نزد ما قادیقین ہستہ از دیدن و حاضر شدن گردید و شہادت علم یعنی یہ مشہود
 علیہ می باید بہ طریق کہ حاصل شود۔ تعجب ہے کہ جانب مخالف نے آنحضرت سر اہ امت صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو جہاں امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا شہادت
 کا نظریہ امت کی طرف منسوب دیکھا اور پھر کسی کو صاحب امت کی صفت پایا فوراً مرتبہ
 برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ امت کا علم تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کا علم تعلیم الہی سے پھر منصب رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور
 یہ رتبہ عبودیت کے موافق جو نقطہ اپنی اصلاح کے لئے ہے اس شہادت پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا و مکنون لا دوسول علیک شہیدایہ شہادت

خود ہی کافی جو اد کسی دوسری شہادت کی محتاج نہیں ان سب سے قطع نظر کیجئے اور یہ غور فرمائیے
 کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضرور نہیں بلکہ کبھی ایک لفظ کے
 معنی ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہیں اور دوسرے کی نسبت کچھ اور چنانچہ صلوٰۃ اور ہدایت
 وغیرہ الفاظ مختلف موقعوں پر مختلف معانی میں مستعمل ہوتے ہیں اور انکی بھی کوئی تخصیص نہیں بلکہ
 تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ کریمہ و مکر اللہ میں ایک
 ہی لفظ کریمہ جو ایک جگہ کفار کے لئے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ کے لئے استعمال کیا گیا
 ہے اور ایک جگہ معنی کچھ ہیں اور دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم
 علیہ السلام کی نسبت کلام اللہ میں لفظ ظلم وارد ہے فرمایا: **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِحَمْدِكَ**
كُنْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ وَقَوْلِهِ تَعَالَى رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنَّا فِي
أَعْيُنِنَا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ مذاق چہو ہاں تفسیر
 آیت کہ ظلمی کہ اس ہر دو بزرگ خود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نبود بلکہ ترک دلی۔ دوسری آیت
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اظالمین میں ظلم کے معنی حقیقی جو فسق میں مراد ہیں چنانچہ یہی شاہ صاحب
 در اللہ اسی تفسیر میں آیت **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ** اظالمین کی نسبت فرماتے ہیں۔ در آیت مراد ظلم حقیقی
 است کہ فسق است۔ غرض کہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور
 اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھ لیجئے کہ یہاں امت کے لئے معنی گواہی مستعمل ہوا اور واللہ
 علی کل شئی شہید میں معنی عظیم کے۔ اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب قطعاً شہید معنی
 عظیم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ جل شانہ کا عظیم ہونا بھی ثابت نہ ہو سکے **كَلَّمَكَ اللَّهُ**
 پس جانب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ جاننے کے لئے امت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہوا
 وہ اور معنی میں ہوا اور سرور اکرم کی نسبت جو مستعمل ہوا وہ علم کے معنی میں ہو جیسا کہ مفسرین نے
 فرمایا ہے۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جنکو جانب مخالف
 ادب بزرگ سمجھتے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں بلکہ عیون گفت کہ شہادت درینجا بمعنی
 گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و گنجبانی است تا از جادۂ حق بیرون زدیم چنانچہ واللہ علی کل شئی
 شہیدی در بقولہ حضرت عیسیٰ کہ گفت علیہم شہید ما دمت فیہم فلما قومتی کنت انت الرقیب

علیہم و انت علی کل شیء شہید و چون این نگہبانی و اطلاع طریق تحمل شہادت است
و تحمل شہادت برائے ادائے شہادت می باشد و در احادیث این شہادت را بگوہی روز قیامت
تفسیر فرمودہ اند میانہ حاصل المعنی لا تفسیر اللفظ پس اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ لفظ شہادت
جو امت مرحومہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہے جیسا کہ اوپر تفسیر سے
نقل کیا گیا ہے اور اس موقع پر کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد
ہوا ہے اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں ہے چنانچہ واللہ علی کل شیء شہید اور کنت علیہم شہیدا
میں کلام اللہ میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریق تحمل شہادت
کو روز قیامت کی گواہی سے تعبیر فرمایا اور یہ حاصل معنی کا بیان ہے نہ الفاظ کی تفسیر میں
زید کا مدعا بخوبی ثابت ہو گیا اور جانب مخالف کو کوئی عمل اعتراض نہ رہا۔

ثانیاً کہ جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مفسرین نے آیہ شریفہ - و کذ اللہ
جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم
شہیداً اے کیا مراد لی ہے اس لئے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ شہید دونوں جگہ
ایک ہی معنی میں ہے اور جہاں امت کے لئے ارشاد ہوا ہے اس سے تمام امت مراد
پس اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمانیکے بموجب فرض بھی کر لیں کہ لفظ شہید
دونوں جگہ ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی ان کا مقصود ثابت نہ ہو سکیگا اس لئے کہ تمام
امت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہیں ہے جو جانب مخالف یہ اعتراض کر کے
کہ سب کے لئے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا بلکہ یہاں امت سے مہاجرین اولین
اور انصار سابقین یا علماء مجتہدین مراد ہیں کہ جن کا اجماع خطا پر ممکن نہیں وہ حضور
العالین میں شہادت کے لئے منظور فرمائے گئے ہیں اللہم ادرقنا اتباعہم و اختارنا
معہم چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہیں - و در اینجا تفسیر سے
است بذات و پچسپ کہ از بعضی قدامتے مفسرین منقول شدہ از اکثر اشکالات مذکورہ
نجات میدہد حاصلش آنکہ در و کذ اللہ جعلناکم امة وسطا لتکونوا
مخاطب کسانے اند کہ نماز بسوئے قبلتین گذاردہ اند یعنی مہاجرین اولین و انصار سابقین

اجماع امت خطا پر ممکن نہیں

چنانچہ پچسپ کا حکم واجب قبول کرنا ہے۔
لے اجماع کا حکم واجب قبول کرنا ہے۔

اسلام و غیرہ آئینہ در بیان احکام و سنن و عبادت اور اس سے کچھ آواز آئے ہیں

لیکن اگر در اینجا تمام امت را از اول تا آخر اعتبار کنیم فائدہ تکلیف بر ہم میگردد زیرا کہ بعد
 انقضائے تمام امت میبچس باقی نخواهد ماند کہ قول ایشان بر مے حجت تواند شد پس معلوم شد
 کہ مراد اہل ہر زمانہ اند و چون اہل ہر زمانہ مخلوط می باشند عالم و جاہل و صالح و فاسق ہر آہنہا
 موجودی شوند بقرائن عقیدہ معلوم شد کہ اعتبار بہ گفتہ علمائے مجتہدان متدین است نہ غیر
 ایشان بہر حال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست والا این امت خیار و عدل نباشد و در میان
 ایشان اہم دیگر فتنے مانند دین شرنے است عظیم کہ این امت را بہریت اجتماعیکہ پیغمبر دادہ اند
 چنانچہ حکم پیغمبر معصوم از خطا واجب القبول است بچنان حکم این امت با اجتماع معصوم از خطا واجب القبول
 اس عبارت سے نجوبی ظاہر ہو گیا کہ تمام امت اقل سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے امت
 مراد ہیں پس ہم کو تسلیم کہ کبرائے امت کو بھی اور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہو اور یہی حقیقت اہل
 سنت کا ہے البتہ معترلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے کسی لی کو علم حاصل نہیں زررقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۲ ص ۲۲ میں ہو قال فی اطفال المتن
 اطلاع العبد علی غیب من غیوب اللہ تعالیٰ بنور منہ بدلیل خبر تقوا وراستہ
 المؤمن فانہ یظہر بنور اللہ لا یتغرب و هو معنی کنت بصر الذی میبصر فہو کان
 الحق بصر فاطلا علی غیب اللہ لا یتغش واقع امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف
 پروردگار ہر کسی بینائی ہو اس کا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ
 زبدۃ الاسرار میں حضرت محبوب سبحانی سید عالم قادری جیلانی رحمہ اللہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ قال
 رضی اللہ عنہما یا ابطال یا اطفال اهلما و اخذوا عن ابی الذی کا مراد اہل اللہ
 و عنہما درجی ان السعداء واکہ اشقیاء یرضون علی وان یولدوا علی فی اللوح
 المحفوظ انا غاش فی بحر علم اللہ اب بمرہ نقی الکریمہ اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ کبر
 اور اشقیاء اولیا پریشان کئے جاتے ہیں اور ان کی آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ
 اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں مولانا جامی قدس سرہ اسامی انعمیٰ اللہ
 میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر این طاغوتوں سفیر است

نقشہ عالم کا رخسار کہ درون ظہر کلامیہ ہے اور یہی علم الہی کا سند ہے خطوط ان ہونے

و مانی گوئیم چون روئے ناخن است هیچ از نظر ایشان غائب نیست یعنی حضرت عزیزان رحمہ اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین او یار کے گردہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے اور حضرت
خواجہ بہاؤ الدین نقشبند فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ روئے ناخن کی مثل ہے اور کوئی چیز انکی
نظر سے غائب نہیں امام امام حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ اکبر میں او
شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع کبایہ میں حارث بن مالک اور حارث بن نعمان انصاری
سے اور طبری اور ابو نعیم نے حارث ابن مالک انصاری سے روایت کی ہے کہ قال حدثنا
بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کیف أصبحت یا حارث قال أصبحت مومنا حقا
فقال انظر ما تقول فان کل شیء حقیقة وما حقیقة ایمانک قلت قد عرفت نفسی
عن الدنیا واسهر لذلک لیلے واطمعت نہاری وکافی انظر الی عرش ربی
بارزا وکافی انظر الی اهل الجنة تیزا ورون فیہا وکافی انظر الی اهل النار
یتضاغون وکی روایۃ یقعا ورون فیہا فقال یا حارث عرفت فالزم قالہا تلک وکی
روایۃ ابن عساکر قال علیلہ سلام وانت امرء انور اللہ قلبہ عرفت فالزم اور
اسی قصہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے **مثنوی معنوی** میں نظم

فرمایا ہے جو طریق اختصار میں نقل کیا جاتا ہے وہ وہذا۔

گفت پیغمبر صبا سے زید را	کیف بہمت اے رفیق با صفا
گفت عبد امون بازو ش گفت	کو نشان از باغ ایماں گر شکفت
گفت تشنہ بودہ ام من روز ہا	شب خفتم من ز عشق و سوز ہا
تا ز روز قیام جد گشتم چناں	کہ ز اسپر بگذر و نوک سناں
کہ از ان سو جملہ ملت کے ست	صد ہزاراں سال و یک ساعت یکے ست
ہست از ان را و ابد را اتحاد	عقل را ہنیت الا افتقاد
ہست جنت ہفت دوزخ پیش من	ہست پیدا ہوجوت پیش شمن
یک بیک و امی شناسم غسقل را	ہیچو گندم من ز جو در آسیا
کہ بہشتی کہ و بیگانہ کی بہت	پیش من پیدا چو مور و ماہی است
من گویم یا فرد بنم نفس	لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

ان کی نظر سے غائب نہیں

امام صاحب کی روایت کہ حضرت نے فرمایا کہ میں کو

اب ثابت ہوا اور اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر امت کو بھی عنایت الہی سے سرسری
ہے چنانچہ جب سید کائنات سرور موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ
زیتم نے کس حال میں صبح کی۔ عرض کیا کہ اس حال میں کہ عہد مومن تھا فرمایا حقیقتہ ایمان کا
کیا نشان رکھتے ہو۔ عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا اور اول عشق میں
باگما۔ دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہوں اور اہل جنت
اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہوں اور یہی مولانا نے روم اسی مثنوی میں فرماتے ہیں یہ
لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور امام شعرانی کبریت اہم میں فرماتے ہیں۔ واما شیخنا السید علی الخوص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فسمعه یقول لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی
انتقالہ فی الاصلاب وهو نطنہ من یوم الست برکمر الی استقرارہ فی
الجنة او فی النار یعنی ہمارے شیخ سید علی خواص جبرائیل نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی
جب تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کو اپنے مرید کی حرکتیں اس کے آبار کی پیٹھ میں معلوم ہوں
یعنی جب تک یہ نہ معلوم کر لے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ میں ٹھہرا اور اس سے کس وقت
حرکت کی جہاں تک اس کے جنت یا دوزخ میں قرار پانے تک کے حالات جانے تفصیل غوثیہ
میں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب بھائی سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ
تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نظرات الی بلاد اللہ جمعاً کن دلت علی حکم اتصال

جب اللہ کے اولیاء کو تمام بلاد اللہ مثل رانی کے دانے کے معلوم ہوں تو اگر چاہیے
کہا توں متور ہی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے اور لفظ شہادت کے دونوں جگہ ایک ہی
معنی لئے جائیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں اس کے جب کبرائے امت گواہ ٹھہرے اور انکو یہ
اطلاع غیب بے عطائے عالم حقیقی میسر تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کیلئے بھی مثبت عالم
ہو گا تو بیشک حق اور بجا ہی۔ اب چاہے مخالف کو ذرا چون و چرا کا موقع نہیں تسلیم کر لینا خاص
رہیں اسکے بعد جانب مخالف نے کریمہ دعا ہو علی الخیب بضنین کی طرف توجہ

لے یعنی یہ کہ اگر لفظ شہادت سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو ثابت کرے گا تو امت کے علم کو بھی ثابت کرے گا۔

از باب علم خواجہ ربیعہ کے اصحاب بآداب عقل ہونے کے
اظہار فرماتے ہیں

فرمائی ہے اور اس میں اختلاف قرار اور اختلاف مرجع ضمیر ہو کو محض بیفادہ نقل کیا یہ ہو
 قطعی مفسر نہیں نہ اس کے ان کلام عا ثبات نہ ہمارے مدعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے مؤید ہی اس
 لئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظلم سے ان لیں تو جانب مخالف کے نزدیک
 آیت کے یہ معنی ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر
 متہم نہیں کہ بغیر علم کہیں کہ مجھ کو یہ علم ہے یہ تہمت کسی کی ان پر نہیں لگ سکتی پس جب
 مخالف لی اس تقریر سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے
 مرحمت نہ فرمایا تھا بلکہ اس سے یہی ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم
 کہدینے کی تہمت نہیں لگ سکتی اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ہو کا مرجع قرآن
 ہو تو بھی کچھ مفسر نہیں بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہی اس لئے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہی
 چنانچہ ارشاد فرمایا ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے اور یہ علم کہ حضرت اس کے
 عالم تو بیشک جمیع اشیاء کے عالم ہونے نہ معلوم کہ اس آیت کے متعلق جانب مخالف نے کیا
 بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف ثابت نہ کر سکے البتہ اپنے خلاف
 مدعا کی تائید کی ہم ان کی اس عنایت کے منون ہیں ایسے ہی جانب مخالف نے یہ تشریف
 وما کان اللہ یطلعکم علی الغیب لکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء کے
 متعلق بھی وہ بے فائدہ تقریر کی ہے جس سے ان کے مدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلاف
 مدعا ثابت ہوتا ہے کسی مفسر کا یہ کہدینا کہ فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض الغیبات
 نقص علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہرگز وال نہیں اس لئے کہ جانزہی کہ ایام
 نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ
 نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی ہو چنانچہ تبیاناً لکل شیء تمام کلام اللہ کی صفت
 ہے نہ بعض کی پس جانزہی کہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا
 کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہو ایک دوسرے یہ کہ تفسیر میں نفی کا کون سا

وما کان اللہ یطلعکم علی الغیب لکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء کے متعلق بھی وہ بے فائدہ تقریر کی ہے جس سے ان کے مدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلاف مدعا ثابت ہوتا ہے کسی مفسر کا یہ کہدینا کہ فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض الغیبات نقص علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہرگز وال نہیں اس لئے کہ جانزہی کہ ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی ہو چنانچہ تبیاناً لکل شیء تمام کلام اللہ کی صفت ہے نہ بعض کی پس جانزہی کہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہو ایک دوسرے یہ کہ تفسیر میں نفی کا کون سا

لفظ ہے یا جانب مخالف ثبوت کے نفی اعداد جانتے ہیں اہل علم کے نزدیک سی طرح اس عبارت
 کے حضور کے عدم علم یا نقص علم پر استدلال ممکن نہیں مگر جانب مخالف تو حکم انفریقیت شبت
 بالمشیش تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور عبارات اثبات کو نفی کی برہان سمجھتے ہیں یہ
 کچھ ایسی سہمی ہے آنکھوں میں انکی جہرہ دیکھتے ہیں نفی ہی نفی ہے

۱۔ انچہ پیدا می شود از دور پندار نفی است علاوه بریں جمیع اشیاء بشیر غیوب کا بعض ہیں
 تو جس کو حق تعالیٰ جمیع اشیاء کا علم مرحمت فرمائے کہہ سکتے ہیں کہ اس کو بعض غیوب کا علم ہے
 سلیقہ بھی تو درکار ہے تاکہ یہ سمجھ میں آسکے کہ بعض غیوب جمیع اشیاء کے منافی نہیں ہے
 ہنوز طفلی و از نوش و نیش بخیری ز علم غیر چہ از چہل خویش بخیری

ہنوز جناب کو یہ خبر نہیں کہ بعض غیوب جمیع اشیاء سے وسیع ہو سکتے ہیں کیونکہ جمیع اشیاء
 متناہی اور غیوب غیر متناہی اور نیز ہم غیوب اچھی طرح ثابت کرتے ہیں کہ مفسرین کا نبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بعض غیب یا اس کی مثل اور کوئی لفظ لکھنا اس عظمت کے
 منافی نہیں اس لئے کہ وہ نسبت علم الہی کے لکھتے ہیں اور بیشک تمام آسمانوں اور زمینوں کے
 غیوب جناب ہاری عزائمہ کے علم کا ایک قطرہ ہیں اور تمام مخلوق کا علم اس کے مقابل میں
 قلیل چنانچہ ارشاد ہوا و ما اوتینکم من العلم الا قلیلاً چونکہ ابتداء رسالہ ہذا میں اس
 مطلب پر کافی بحث کر چکا ہوں اسلئے یہاں چھوڑتا ہوں یہی صاحب روح البیان جن سے
 اپنے بعض کا لفظ نقل کر کے اپنے مدعا کو جو اس سے کوسوں دور جو ثابت کرنا چاہا ہے اسی
 تفسیر روح البیان کی جلد سادس صفحہ ۲۲ میں فرماتے ہیں و کذا اصدار علیہ محیطاً بجمیع
 العلویات الغیبیۃ المملوکیۃ کما اجاء فی حدیث اختصار الملئکہ اس عبارت کو معر
 ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جمیع معلومات غیبیہ مملوکیہ پر محیط ہے پھر کیا انہی صاحب
 روح البیان نے اس علم سے انکار کیا ہے نہیں نہیں ہرگز نہیں آپ اس عبارت کے سمجھنے میں خطا
 ہوئی اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیہ ماکان اللہ کی شان نزول میں ہی اسنستہ امام بغوی
 نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر
 میری امت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور

صاحب روح البیان کے نزدیک حضور کا علم جمیع معلومات
 غیبیہ پر محیط ہے

مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھے ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ مسخرے
 کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون اپنا ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا
 ان لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے اور آئندہ پیدا کئے جائیں گے یہ تو بڑی بات ہے ہم
 تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر ہے۔ یہ خبر سنکر آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لیگے اور اللہ کی حمد و ثنا کر کے فرمانے لگے کہ ان قوم کو
 کیا مال ہے جنھوں نے میرے علم میں طعن کیا آج سے قیامت تک کوئی شے ایسی نہیں جس کو
 مجھ سے تم دریافت کرو اور میں نہیں نہ بتا سکوں اب سے قیامت کی جس چیز کو چاہو
 مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اس کی خبر دوں گا پس عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر
 کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے
 ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے امام
 ہونے۔ آپ کے نبی ہونے پر رضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائیے۔ چنانچہ
 وہ حدیث یہ ہے۔ وقال السکاک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی
 فی صورہا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن یکفر فبلغ ذالک المنافقین
 قالوا استخراہ زعم محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہ یعلم من یومن بہ ومن یکفر ممن
 یفلت بعدن نحن معہ وما یعن فابلیغ ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر
 فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علی کما تشتمون فی عن قبیئ فیما بینکم و
 الساعة الا انما تکرہون فقام عبد اللہ بن حذافہ اسبھ فقال من ابی یا رسول اللہ
 قال حذافہ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضی اللہ عنہما ویا کلا اسلام دینا ویا ثقلان
 اماما ویت نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنا فقال لبتی صلی اللہ علیہ وسلم فہل انتہ
 متہون ثم نزل من المنبر جابجا قال فی کتاب کے صفحہ پر آیا یہ شریفی ہے کہ اقول لکم عند
 خیر من اللہ کما احسن الغیب نقل کر کے آنحضرت سر پر بکرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم غیب
 کی نفی کرنا چاہی ہے اور یہ فرض لکھا خیال ہے آیت سے اس مدعا پر استدلال محال ہے
 یہاں جو نفی ہے وہ غیب ذاتی کی ہے یا تو اضافی کی گئی تفسیر حاذن میں ہوا انما نفی عن نفسہ

ہذا کہ انت کہ ہوں کون کفر کی اطلاع ہو
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ میں جانتا ہوں کہ کون ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا

اسلام کے امام ہونے پر رضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائیے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے۔ وقال السکاک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی فی صورہا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن یکفر فبلغ ذالک المنافقین

وہ حدیث ہے جو اس میں ہے کہ میں نے امت کو اپنے صورہ میں پیش کیا تھا اور آدم کو اپنے صورہ میں پیش کیا تھا اور میں نے ان کو بتا دیا کہ کون ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا

الشریفۃ ہذا الاشیاء تواضعاً للہ تعالیٰ وسعاً قالہ بالعبودیۃ تفسیر عرائس البیان
 میں ہو (و لا اعلم الغیب) و تواضع حین اقامہ نفسہ مقام الایمانیۃ بعد ان کان
 اشرف عن خلق اللہ من ان شرا الی الثری و اطہر من الکفر و یبیین والجانین
 خضوعاً لجلوتہ و خشوعاً فی ابواب ملکوتہ ان عبارتوں سے آفتاب کی
 طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع کے ہے۔ اس سے استدلال کرنا اور
 اس کو حجت و سند بنا کر پیش کرنا نہایت عجیب و غریب ہے۔ تمام علماء کا دستور ہے کہ
 کہ وہ اپنے لئے پیچیدہ اور پیچیدہ ادا کی قسم کے انکار کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہیں ان
 الفاظ سے استدلال کر کے جو شخص ان کے علم کا انکار کرے لا یعقل نہیں تو کون ہے۔ ؟
 تفسیر میں صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعاً نفی فرمائی اس کو حضور کے عدم علم کی دلیل
 بنانا کیسی دون بہتی اور فردمانجی ہے۔ علامہ دریں آیت میں علم غیب کی نفی ہی کب نہ نفی ہو تو
 قول و دعویٰ کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ میں تم سے یہ
 نہیں کہتا اور دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزانہ الہیہ ہیں اور میں غیب کا عالم ہوں
 تفسیر علامہ بواستہ خود میں و لا اعلم الغیب عنہ علی حمل عندی خزانۃ اللہ
 ای ہوگا ادھی ایضاً انی اعلم الغیب انہ زکدانی روح البیان ان تفسیر سے صاف
 معلوم ہو گیا کہ حضور نے دعویٰ کی نفی فرمائی ہے و دعویٰ کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہو میں
 دعویٰ نہیں کرتا کہ میں غیب کا عالم ہوں۔ اس کے یہ معنی کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے غیب کا
 علم ہی نہیں بلکہ مطلقاً دعویٰ کی بھی نفی نہیں ہے جس کی طرف لکھ مشیر ہے، خطاب
 کفار و مشرکین سے ہے تفسیر خازن میں ہے یعنی قل یا محمد لا یقولوا انک لا تعلم الغیب
 لکم تو مطلب آئے گا یہ ہو کہ فرمادیجئے اے حبیب کرم علیہ الصلوٰۃ ان کفار و مشرکین سے کہ
 میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزانہ الہیہ ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا
 ہوں اور فی الواقع نا اہل کب اس قابل ہیں کہ ان کے سامنے ایسے دعویٰ کے جائیں
 (کیا وہابیہ بھی اپنے آپ کو ان ہی نا اہلوں میں سے سمجھتے ہیں؟) علامہ نیشاپوری و تفسیر
 رغائب القرآن میں فرماتے ہیں (قل لا اقول لکم) لا یعقل لیس عندی خزانۃ

اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وحیہ العلم بحقائق الاشیاء وماہیاتہا عندہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم و لکنہ یکلم الناس علی قدر عقولہم و کما ۱۰ علم الغیب ۱۱
لا اقول لکم هذا ام انه قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمت ما کان وما ۱۲
یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب کرم آپ کفار و مشرکین سے فرما
دیجئے کہ اے کفار نابکار! میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزائن
ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزائن نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا)
تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزائن حضور کے پاس ہیں۔ لیکن حضور لوگوں سے بقدر
ان کی عقل و فہم کے کلام فرماتے ہیں اور وہ خزانے تمام چیزوں کی حقیقت و ماہیت کا
علم ہے اس کے بعد ارشاد ہوا ۱۳ و کما ۱۴ علم الغیب یعنی میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا
کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ باوجودیکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا اور
جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم مجھے عطا ہوا۔ اب ان تغاسیر کی عبارات پر غور فرما کر
اضافہ فرمائیے کہ جانب مخالف نے ان آیات سے حضور کے علم کے انکار پر استدلال
کرنے میں کیسا ظلم صریح کیا ہے۔ تو اضع کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعوے کو عدم
علم پر استدلال کرنا اس درجہ کی انتہائی جہالت ہے۔

قولہ علمت ما کان وما ۱۵ سیکون میں جو فقط کان ماضی کا صیغہ ہے یہ باعتبار اپنے
صدوقی معنی کے زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزوں
کا تحقق ثابت ہوتا ہے۔ اگر علم انہی چیزوں کے ساتھ متعلق ہوا ہے جیسا کہ علمت
ما کان وما ۱۶ سیکون سے واضح ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ نہ وہ خود زمانہ ہے۔ نہ
زمانیات کا ظرف الخ۔

اقول اس موقع پر جانب مخالف کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے علم سے جو زمانہ متعلق
یعنی بدر الخلق سے قیامت تک جس کا زیادہ کدو دعوے ہے انکار نہیں اور نہ باوجود اس صراحت
کے انکار ہو سکتا ہے مگر اسی رسالہ میں انہی حضرت کی تقاریر سے انکار بھی ملے گا۔ ایک حیرتناک
نقصہ ہے۔ رہا اس موقع پر جناب کا کان کے معنی میں جہت طبع کو صرف فرمانا اس کو بھی ملاحظہ

جانب مخالف کو یہ قرآن مجید کے الفاظ - لعلکم کان و لعلکم سیکون - کا اثر ہے۔

فرماتے کہ موجب کمالی نہ ہوگا چونکہ اس موقع پر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے
 اس لئے اس سے درگزر کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر جانب مخالف کے فرمانے کے
 بموجب تسلیم کر لیا جائے کہ لفظ کان زمانہ گذشتہ پر ہی دلالت کرتا ہے۔ اور اس سے
 گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزوں کا ثبوت ہوتا ہے تو آیہ شریفہ ۹ غیا فون یوما کان شہوہ
 مستطیرا میں کیونکر لفظ کان زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے گا کہ یہاں تو استقبال پر
 دل ہے اور آیہ کریمہ کیف تکلم من کان فی المہد صبیاً میں اگر جانب مخالف کے
 فرمانے کے بموجب کان سے زمانہ گذشتہ مراد لیا جائے تو حضرت علیؑ
 علیہ السلام کا معجزہ نہ ثابت ہو سکے۔ اس لئے حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ (علیہ السلام)
 کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان سے دریافت کر لو تو یہودیوں نے کہا کہ ہم کیونکر ایسے
 شخص سے دریافت کریں جو اپنے ہنڈولے میں پتھر ہے یہاں وہی لفظ کان ہے ذرا
 جانب مخالف صاحب اب باضی کا صیغہ فرما کر مطلب تو کہیں اور آیہ شریفہ
 وکان اللہ بكل شئی علیما میں بھی اگر حسب رائے جانب مخالف کے کان زمانہ
 باضی میں زمانی چیزوں کے ثبوت کے لئے ہو تو غور و بالائد خدا سے کریم کے اوصاف
 علم وغیرہ بھی زمانی ہو جائیں گے بلکہ بعض مواضع میں کان کو اس معنی پر محمول کرنے سے
 وجود الہی کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کان اللہ دلیعین
 معہ شیتا اب اس فقر کا الٹا اس ہے کہ مولف رسالہ اعلا کلمتہ الحق توبہ کریں کہ انہوں نے
 اعراض کرنے کے شوق میں ایک ایسی نازیبا تقریر کی جس سے ازلیت صفات الہی کا
 اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الہی کا انکار لازم آتا ہے۔ ایسی دقیقیں جب ہی پیش آتی ہیں
 جبکہ آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طباعی سے مسائل دینیہ میں دخل دے اور ایسے
 سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افتوا بغیر علم فذلوا و افسلوا
 ثانیاً یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی مقرر و مشہور ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کان دوام
 و استمرار کے معنی میں آتا ہے چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شتہ اللغات
 شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۱۲ میں فرماتے ہیں در لفظ کان محدثان معنی ات مقرر و مشہور

شک کان زمانہ گذشتہ یا نہیں
 پیش آتی ہیں
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی

درمیان جہور آئست کہ افادہ و دام و اقرار می کند پس جناب کس طرح سے علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر کائنات کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہے۔ حضرت محض ایجاد سے کام نہ لیجئے کہ دین کے مسائل میں نہایت اعتدال کی ضرورت ہوتی ہے فقیر اس موقع پر اس بحث کو اختصار کے لئے چھوڑتا ہے کہ مقربان بارگاہ زمانہ میں فرق نہیں کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شرح عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت سے مصرح ہے رہا جانب مخالف الف کا مسیکون کو سین کی وجہ سے استقبال قریب کے لئے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب ایک کو کائنات کے قریب سے تعلق کامل ضرور نہیں تو سین اس پر داخل ہو کر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہیں پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف الف کے نزدیک سین کیا معنی دیتا ہے اور کس موقع پر کس طرح اپنے معنی بتاتا ہے بر تقدیر استقبال قریب مراد ہونے کے اس کے قریب کی کیا حد ہے آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے قریب۔ اور اس کے زیادہ زمانہ بعید ہو۔ یا کیا پہلے قریب اور بعد کی مقدار سمجھنی ضرور ہے تاکہ دریافت ہو جائے کہ اس سے بر تقدیر لحاظ معنی قریب کے کتنا زمانہ مفہوم ہوتا ہے۔ شاید آپ نے بھی سنا ہو کہ رب العزۃ تبارک تعالیٰ نے فرمایا اقرب الشیء الیّ الخلق القرب قریب آتی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور فرمایا یورنہ بعد اور نہایت قریباً کفار قیامت کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم قریب جان رہے ہیں بلکہ فرمایا اقرب الناس حسبا ہمد و ہمدی غفلة معہ ہوں قریب آیا اللہ کے لئے انکا حساب اور وہ غفلت میں روگرداں پڑے ہیں وجہ سے رب العزۃ ساعۃ و حساب کو قریب بتا رہا ہے اور نیکو کا دعوائے اسی قدر تھا کہ برزخ خلق سے یوم آخرت تک تمام ماکان و مایکون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوتا ہے پھر اس کے قریب سے اس کے دعوے میں کیا بعد پیدا کیا۔ شاید جانب مخالف الف کہ نہایت آواز میں اپنی کمال ذہانت سے یہ وہم و تامل لیں کہ لفظ قریب جو خاص نزدیکی کے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے اتنی وسعت رکھتا ہے کہ قیامت حساب تک کے لئے اطلاق کیا جائے مگر سین میں دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہیں بلکہ وہ زمانہ جس پر فعل مدخول سین دلالت کرتا ہے ایک دور دور کا زمانہ نہیں۔ اس لئے میں دو ایک مثالیں اس کی بھی پیش کروں کہ جس فعل پر سین داخل ہوا

اس میں بھی قیام قیامت تک تو داخل ہے بلکہ اس سے زیادہ بھی۔ چنانچہ سرور عالم
نے ان لوگوں کے بارے میں کہ جو ظلم سے غیور کا مال کھاتے ہیں اور اذہم ماہان الذین
یا کلون اموال الیستے ظلمنا انما یا کلون فی بطونہم وحراراً و سبیلون سعید یعنی
بے شبہ جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں جہاں نیست کہ وہ کھاتے ہیں اپنے یتیموں
آگ اور قریب کہ وہ داخل ہوں گے آگ۔ اس دوسری آیت سادہ حقہ صعود
یعنی اب چڑھاؤں گا اسے بری چڑھاؤں۔ پھر عید رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے اس پر ستر برس چڑھایا جائے گا پھر گرایا جائے گا
تیسری آیت سادہ صلیہ سفیری قریب کہ داخل کروں گا میں اس کو ستر میں اس
سفر جنم کا نام ہے ان تینوں آیتوں میں جو دیگر فرمائی ہے ان میں مساند کے صیغہ میں داخل
ہے جو جانب مخالف کے نزدیک قرب کے معنی کے آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
قرب میں بھی اتنا بعد ہے کہ اس کا تحقق بعد قیام قیامت کے ہو گا غرض کہ جب میں داخل
ہونے کے بعد بھی اس میں اتنا قرب نہ پیدا ہوا کہ جس سے علم الہی یم القیم کی نفی ہو سکتی تو
زید کے قول کا کیا رد ہوا اس کے علاوہ اور بہت سی تحقیقات اس سے تفسیر کے متعلق
تھی جو بنظر اختصار یہ جوڑ دی گئی۔

قولہ علمت ما کان وہا سیکون کے یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جانا
میں نے جو کچھ زمانہ گذشتہ میں ہو گیا اور جو منقریب زمانہ آئندہ میں ہو گا وہ حدیث ہو اور منی ہیں
اقول۔ ذرا تو انصاف فرمائیے جب زید کا بھی یہ واقعہ ہے کہ آنحضرت صہ اپارکت سے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے دنیا میں جو چھ ہوا اس کا یا جو کچھ آئندہ ہو گا سچے کہ
بدن خلق یعنی ابتدائے آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا ہونے کے وقت سے لیکر حیات اور
دور رخ میں داخل ہونے تک کا تمام احوال اور امت کا سب خیر و شر تعلیم فرمایا اور آپ بھی
اس وقت ہی تسلیم فرما رہے ہیں۔ پھر کیا ضرورت رہا کہ تحریر کرنے کی ہوتی کہ بیاتہ کا غرض
سیاہ کئے چند مستند غلط کھنکھان کا بار گردن پر لیا۔ غلط اس کی جواب میں گستاخیوں کیں
خیر اب تسلیم فرماتے ہو۔ اب ہی انہی انہی گندہ ترکتوں سے توبہ کرو۔

خیر خدا تعالیٰ ہی کا ہے

وہم جا مخالف جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲ پر جو وہم کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آیہ شریفہ وعلت ما لم تکن تعلم کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی تو اگر اس آیہ شریفہ ہی سے جمیع اشیاء کا علم آنحضرت سرایا برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ شریفہ کے نزول کے بعد کیوں ہوا اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ اللہ کیا عجیب تقریب ہے بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہیں کہ کلام اللہ میں احکام کرنا نازل ہوتے ہیں آیتیں مکررات ہیں۔ کئی سورتوں کا نزول علمائے مکرر بتایا ہے۔ پھر کیا شبہ۔ اور جو شبہ یہاں کر کے علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے وہی شبہ ان آیتوں میں کر کے ان کے کلام اللہ ہونیکا انکار کرنا ممکن ہے خدا محفوظ رکھے ایسے تعصب کے جو حق اور ناحق میں تمیز نہ ہونے دے۔ ایسی خرافات تو کب اس قابل تھی جس کی طرف تو بصر کیجی تھی مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دعو کو نہ کھاتیں ایک عبارت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتا ہے۔ اور کیوں اور کس نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج کجسمہ فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوة الخمس و اعطی خواتیم سورۃ البقرة کی شرح میں علامہ علی قاری رحمہ الباری اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرماتے ہیں یسکلی ہکذا ابکون سورۃ البقرة مدنیۃ وقصتا المعراج ہکذا اتفاق مکینا یعنی معراج میں خواتیم سورۃ بقرہ دئے جانے پر یہ اشکال آتا ہے کہ سورۃ بقرہ مدنی ہے۔ مدنیہ میں نازل ہوئی اور فقہ معراج بالاتفاق کہتے ہیں کہ معراج مکہ سے ہوئی تو جب خواتیم سورۃ بقرہ معراج میں عطا ہو چکی تھی تو پھر مدینہ میں انکا نزول کیوں ہوا اور اس سے کیا فائدہ۔ یہ اعتراض بعینہ جانب مخالف کا سا اعتراض ہے اس کے جواب میں علامہ علی قاری یہی فرماتے ہیں کہ حاصل اندہ ما وقع تک اذ الوحی فیہ تعظیما لہما ما لسانہ فادحی اللہ الیہ فی تلک اللیلۃ بلا واسطۃ جبریل و ہذا یتقران جمیع القراءان نزل بواسطۃ جبریل اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج میں بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبریل عیدہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور

کرم و علامت کرم قلم پر بنی نین کا، تر نین
اداس کا جو اس۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وحی نازل ہوئی پس صاحب عقل دریافت کر سکتا ہے
 کہ ایسے اعتراض بر بنائے تعصب و عناد میں تفسیر مدارک التشریل مطبوعہ کے مذاہب میں
 رفاختہ الکتاب امکیہ وقیل مدنیۃ و الاصح انھا امکیہ ومدنیۃ نزلت بمکتا
 حین فوضت الصلوۃ ثم نزلت بالمدينة حین حولت القبلة الى الکعبة اب
 جانب مخالف سے استفسار ہے کہ سورۃ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی
 تو اس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں۔ فاما جو ابکم فہو جوابنا معہذا قرآن
 عظیم وحی دائم ستم اور الے یوم القیامہ اس کا ایک ایک لفظ امت مرحومہ کے تحریرۃ
 و سماعہ و کتابہ و حفظا و نظرا و فکر آیشمار برکات کا شمار اور امر مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم جمعین کا استنباط احکام میں پہلا مرجع و مفرع اور جس قدر سے حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین و اولیاء و علماء کو بھی اسی قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد
 کے لائق قرآن عظیم سے اخذ علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض یاسل و ممنوع
 علاوہ ہر یہ اس تقدیر پر ہے کہ علم تمامی تعلیم کو زمانہ نزول آیہ سے پہلے منقضی ہو جاتے
 پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع ہے خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا نزلنا علیک
 الکتاب بقیانا لکل شیئی کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت یہ آیت اتری تمام کتاب
 نازل ہو چکی تھی اس کے بعد کچھ نہ اترتا و لکن البعد یتا قوم یجھلون جانب مخالف
 نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ میں بعد
 کفارہ کے عود کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد
 ہوتا ہے چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلیٰ کلمۃ الحق کے ص ۳۶ میں تفسیر خازن سے یہ عبارت
 نقل کر کے فرماتے ہیں وعلیکم ما لم تکن تعلم یعنی من احکام الشرع و امور
 الدین تو مصلے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوئے انتہی بلفظ اب فرمائیے
 کہ جب آپ کے نزدیک بھی اس آیہ شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے
 شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے
 عود کا جائز ہونا جو ایک شرعی حکم ہے کیوں معلوم نہ تھا۔ جانب مخالف اسی رسالہ کے

اسلام کے متعلق جانب مخالف کا جہاد اور اسی کے قول سے اس کا جواب

۳۳ میں فرماتے ہیں علمت مالہ تکن تعلم میں ماسے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ اور علوم کمالیہ جو شان مصطفوی کے شایاں اور ختم رسالت کے سزاوار ہیں مراد ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آریہ شریفہ و علمت مالہ تکن تعلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی اس لئے کہ کوئی حکم شرعی ایسا نہیں ہے جو شان مصطفوی کے شایاں نہ ہو۔ پس لامحالہ تمام احکام شرعی کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوا جانب مخالف کو بھی مسلم اور انکے نزدیک اس آریہ شریفہ سے ثابت لیکن تعجب ہے کہ پھر یہ کہہ دیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس آریہ کے نزول تک نہ تھا اب صاحبان عقل انصاف فرمائیں کہ ایک جگہ اس آیت سے تمام احکام شرعیہ کا علم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تسلیم کر لیا اور پھر اسی کا انکار کر جانا کسی ذی ہوش کا کام ہے اور لیجئے جانب مخالف کو یہ وہم ہوا کہ کوئی عام ایسا نہیں ہے جو خاص نہ کر لیا گیا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ وما من عام ولا وقار خص منہ البعض استدلال میں پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ استدلال صاحب کو کتب دینیہ کے سمجھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ اور اگر ہوا بھی تو قصبے سمجھنے سے محروم رکھا اس لئے کہ کتب اصول فقہ میں جہاں یہ قاعدہ مذکور ہو وہیں اس کا رد بھی ہے اور یہ صریح ہے کہ حنفیوں کے نزدیک یہ قاعدہ معتبر نہیں اور نہ شافعیوں کے نزدیک اس کی کلیتہ صحیح ہے کہ اگر ہر عام خاص ہو جائے تو وضع کیا معتبر اور لغت کیا قابل اعتبار رہے جس صیغہ کو وضع نے عموم کے لئے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو وضع کی وضع کس کام آئے۔ تمام صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عموماً قرآن سے استدلال کرتے آئے ہیں ذرا فوراً انوار ص ۶۸ ملاحظہ ہو و قوله قطعا رد علی الشافعی حیث اذهب الی ان العام ظنی لانه ما من عام الا وقل خص منہ البعض فیحتمل ان یکون مخصوصا منہ البعض وان لم یقف علیہ فیوجب العمل لا العلم کخبر الواحد والقیاس ونقول هذا من مکرر من کتبہ ہے کچھ بعد میں جو یہ کہنے کے بعد احکم نذرہ فی مصطفوی ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں

احتمال ناش بلا دليل وهو لا يعتبر واذ اخص عند البعض كان احتمالا
 ناشيا عن دليل فيكون معتبرا فعندنا العالم قطعي فيكون مساويا للخاص
 اقله الاقمار من سطورهم وقوله وهذا احتمال الخ توضيحه ان دلالة صبيح
 العموم على العموم بحسب الوضع فانه قد تواتر ان الصحابة رضوان الله عليهم
 يستدلون بالعموم ولا يحتاجون الى القرائن فلو لم يكن تلك الالفاظ
 موضوعة للعموم لا حجة في فهم العموم الى القرائن ودلالة اللفظ على
 المعنى بدون ظهور القرينة الصارفة قطعي وما هذا اى احتمال
 لا يخص افا عن المعنى الموضوع له فهو ناش بلا دليل فلا يعتبر ولا يلزم
 ان لا يقطع بمطلوب في جميع العقود والفسوخ وان يرتفع الامكان
 عن اللغة والخاص فيقال لا يجوز اكل ما في بيتك لاحتمال ان يكون
 غير ملكك ولا يحكم على شئ بشئ لاحتمال ان يكون هو غيره وما اوضح
 ومحتل ان يكون غير مبصرنا وهذا كله سفة فاحتمال التخصيص في العام
 كاحتمال المجاز في كل خاص ثم ان المبرضا هذا في قطعية الخاص كما
 مر به يضر ذلك في قطعية العام ايضا ورتفع مطبوع مطيع نوكتشور كـ
 من سطورهم وعندنا هو قطعي مساو للخاص وسيجيئ معنى القطع فلا يجوز
 تخصيصه بواحد منهما ما لم يخص بقطعي لان اللفظ متى وضع بمعنى كان
 ذلك المعنى لازما له الا ان تدل القرينة على خلافه لوجها اربعة البعض
 بلا قرينة لا رافع الايمان عن اللغة والشرع بالكافية لان خطابا للشرع
 عامة ولا احتمال الغير الناشئ عن دليل لا يعتبر فاحتمال التخصيص
 لهمنا كاحتمال المجاز في الخاص فالتأكيد يجعله محكما وراس كـ تحت توضع
 من سطورهم هذا اجواب عما قال الواقفية انه يؤكد بكل وجميع وايضا عما
 قال الشافعي انه يحتل التخصيص فقول نحن لا ندعي ان العام لا احتمال
 فيه اصلا فاحتمال التخصيص فيه كاحتمال المجاز في الخاص فاذا اكد يعتبر محكما

اى ^١ يبقى فيه احتمال اصلا لا ناش عن دليل ولا غير ناش فان قيل احتمال
 المجاز الذى فى الخاص ثابت فى العام مع احتمال الآخر وهو احتمال التخصيص
 فيكون الخاص كالنص والعام كالظاهر قلنا لما كان العام موضوعا
 لكل كان ارادة البعض دون البعض بطريق المجاز وكثرة احتمالات المجاز
 اعتبارها الخا^٢ وتكون ك^٣ ما^٤ من موجوده قوله لكن عند الشافعى قد سبق
 ان القائلين بان العام يوجب الحكم فيما يتناول منه من ذهب الى ان
 موجبه ظني ومنهم من ذهب الى انه قطعي بمعنى انه لا يحتمل التخصيص
 احتمالا ناشيا عن الدليل تمسك الفريق الاول بان كل عام يحتمل
 التخصيص والتخصيص شائع فيه كثيرا بمعنى ان العام لا يحتمل الا قليلا ^٥ بمغوض
 القرائن كقوله تعالى ان الله بكل شئ عليم والله ما فى السموات والارض
 حتى صار بمنزلة المتبل انه ما من عام الا وقد خص منه البعض وكفى بهذا
 دليلا على الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه ليس بشائع
 فى الخاص شيوع التخصيص فى العام حتى ينشأ عند احتمال المجاز فى كل
 خاص فان قيل بل لا معنى لاحتمال المجاز عند عدم القرينة لا وجود القرينة
 المانعة عن ارادة الموضوع له ما خوذ فى تعريف المجاز قلنا احتمال القرينة كان
 فى احتمال المجاز وهو قائم اذا لم يبدل للقطع بعدم القرينة الا نادرا ولا كان
 المتخار عن النص ان موجب العام قطعي استدلال على اثباته او لا وعلى بطلان
 مذهب المخالف ثانيا واجاب عن تمسكه ثالثا اما الاول فقريته ان
 اللفظ اذا وضع لمعنى كان ذلك المعنى لازما ثابتا بذات اللفظ عند احلال^٦
 حتى يقوم الدليل على خلافه والعموم ما وضع له اللفظ فكان لازما قطعيا
 حتى يقوم دليل التخصيص كالخاص يثبت مسماة قطعيا حتى يقوم دليل المجاز
 واما الثانى فقريته انه لو جاز ارادة بعض مسميات العام من غير قرينة
 لا ترفع الامان عن اللغة لان كل ما وقع كلام العرب من الالفاظ

العامة يحتمل الخصوص فلا يستقيم ما يفهمه السامعون من العموم وعن الشرع
 لان عامة خطابات الشرع عامة فلو جوزنا ارادة البعض من غير
 قرينة لما صح فهم الاحكام بصيغتها العموم الخ اور تلويح کے حاشیہ میں مطلق
 ہے کہ قولہ ما من عام الا وقد خص منه البعض قيل هذا المثال لا يخفى اما ان
 يكون مخصصا او لا فعلى الاول لا يكون حجة وعلى الثاني يكتفى بما اقتضاه واجب
 عنه باختيار الشق الاول لانه مخصص بعدم التخصيص مع انه مخصص
 من بين العموم بانه لا تخصيص بخلاف سائر الفاظ العموم وهو مردود بان
 هذا المثال ايض مخصص بالمعنى فخرج مثل قوله تعالى ان الله بكل شئ عليم
 وقوله تعالى والله ما فى السموات والارض من عمومة والحق فى الجواب
 ان يقال انه محمول على المباينة والحق القليل بالعدم فيصح موثدا
 الدليل وان لم يصلح للاستدلال بآلة استدلال اور مسلم الثبوت میں ہے
 قد اشتهر ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص بنحو والله بكل شئ
 عليم اور اسی مسلم الثبوت میں قطعیت عام کی بحث میں مطلق ہے لہذا نہ موضوع
 للعموم قطعاً فهو مدلولہ وثابت بلم قطعاً كالحاصل الا بدليل واستدل و
 لو جاز ارادة البعض بلا دليل لا ترفع الا مان عن اللغة والشرع الخ اور
 شرح مسلم الثبوت میں علامہ بحر العلوم عبارت اول کے متعلق یہ فرماتے ہیں قد
 اشتهر ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص هذا العام بنحو قوله
 والله بكل شئ عليم حتى صار مثلاً فالعموم مغلوب والمخصوص غالب والمغلوب
 هو المجاز فالعموم مجاز وقوله وقد خص دفع لما يتوهم التشكيك بان هذه
 القضية مبطله لنفسها فانها ايض مشتملة على العموم ووجه الدفع ان هذا العام
 مخصوص فلا يبطل اور یہی علامہ عبد العلی بحر العلوم عبارت دوم کی شرح میں فرماتے ہیں
 لانه موضوع للعموم قطعاً لا مثل القطعية التي مرت فهو اى العموم مدلول
 له وثابت به قطعاً لان اللفظ لا يحتمل غير الموضوع له كالحاشیہ میں

صارف عنه وح لا نزاع في الخصوص اعترض عليه ان ثبوت المدلول
للفظ قطعاً مطلقاً امه وانما يثبت لو لم يحتمل الا انصرف عنه بليل فيهما
قد دل كثرة التخصيص حتى منازعاً من عام الا وقد خص منه البعض مثلاً
على ان احتمال التخصيص قائم في كل عام عام ان اردنا ان الدلالة على
العموم لازمة قطعاً فلا كلام فيه انما الكلام في الارادة وليست لازمة قطعاً
للكثرة بل ذكره والجواب عنه ان من ضوابط العربية ان اللفظ المجرد
عن القرينة الصافية الظاهرة يتبادر منه الموضوع له ولا يحتمل بغيره في
العموم والمحاوطة ومن اراد منه غير الموضوع له ينسب اليه المكروه فاما كثرة وقوع
التخصيص بالانواع المختلفة حسب اقتضاء القرائن الضار لا يورث الاحتمال
في العام الجرح اصلاً والكلام ههنا في العام المجرد عن القرائن فلا مجال للاحتمال
كالخاص فلا يثبت كثرة وقوع التخصيص قرينة على احتماله قلنا انما يصح الكثرة قرينة
لو كانت بحيث يكون كناية لا استعمال في بعض معين بحيث يفهم مع عدم التمكن من التام
صدار الحقيقة مبهوتة او المجاز متعارفا وليس الامر ههنا كذلك فان كثرة التخصيص
في العام ليست الا بان يراد في استعمال بعض بالقرينة وفي بعض بالقرينة
اخرى فلا يكون هذا الغلبة قرينة وهل هذا الا كما يكون للفظ خاص مع
مجازية يستعمل في كل منها مع قرينة ولا يصح هذه الكثرة قرينة ولا نقول
لو كان الكثرة قرينة للتخصيص لما صحت ارادة العموم اصلاً في عام ما وهذا
خلاف رأيكم ايضاً فاحفظوا افانه بالحفظ حقوق اور بعد ايك تقرير طويل
لكنه ليس وثالث ان خلية ما لزم منه ان لقام العموم مغلوب من التخصيص
والغلوب انما يحتمل على الاغلب اذا كان مشكوكاً وليس العام الواقع في الاستعمال
المجوز عن القرينة الصارفة مشكوكاً في عمومها كيف وقد حلت الادلة القاطعة
على ان موضوع العموم والضروية العربية شهدت بان اللفظ المجز عن القرينة
يتبادر منه الموضوع له ولا يحظر بالبل معنى المجازي البتة فتأمل فانه دقيق

لا یتجاوز الحق عندا اور غایۃ تحقیق بشرح حسامی کے مالا میں مطورہ ثم صیغۃ العموم
 موضوعۃ لہ و حقیقت فیہ فکان معنی العموم ثابتاً بها قطعاً حتی یقوم الدلیل
 علی خلافہ یہ توضیحوں کی تقریریں تھیں جن سے خوبی ثابت ہو گیا کہ عام اپنے عموم پر ہو گیا
 جب تک کہ دلیل اس کے خلاف بر قائم نہ ہو۔ اب شافعیوں سے سنئے کہ وہ بھی اس میں
 کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہے۔ بلکہ انہوں نے اس
 بلکہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ قاعدہ الاحکام فرعیہ کے بارہ میں ہے اور احکام فرعیہ
 کے سوا ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ
 نے القان کے ص ۲۲۲ میں فرمایا العام علی ثلثہ اقسام الاول الباقی علی عمومہ
 قال للقاہی جلال الدین البلقینی ومثاله عزیز اذ مامن عام الا حر تحیل
 فیہ التخصیص فقوله یا ایہا الناس اتقوا ربکم قد یخص منہ غیر المكلف
 و حرمت علیکم المیتۃ خص منہ حالۃ الا ضطراب و میتۃ السمک و الجراد
 و حریم الربا خص منہ العلیا و ذکر الزرکشی فی البرہان اند
 کثیر فی القرآن و اورد منہ واللہ بكل شیء علیم وان اللہ لا یظلم لنا
 شیئاً و لا یظلم ربکم احد و اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم
 یحییکم اللہ الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ اللہ الذی جعل اکبر الاخص
 قرار اقلت ہذا الایات کلہا فی غیر الاحکام الفرائیۃ فالظاهر انہا مراد
 بالبقینی انہ عزیز فی الاحکام الفرائیۃ وقد استخرجت من القرآن بعد
 تفکر اہمیۃ فیہا وہی قوله حرمت علیکم امہاتکم الا یتا فانہ لا یخص
 فیہا البارد و شن ہو گیا کہ قاعدہ و مامن عام الا قد خص منہ البعض جس سے
 جانب مخالف نے کریم و علمک ما لم تکن تعلم کے ما کے عام مخصوص البعض
 ہونے پر تمسک کیا ہے نہ علمائے خفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک
 حتی کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ میں بھی کلیہ نہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے
 پس اس موقع پر کہ یہ آیت شریفہ ثم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثبت ہے اور اس

قاعدہ مامن عام الاخص لا یخص کے نزدیک درست نہ شافعیہ کے نزدیک

آیہ سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہے جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو یہاں اس میں شافعیوں کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیہ شریفہ سے آنحضرت سر ایا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا۔ اب ضرور ہوا کہ جانب مخالف اس آیت کا نسخ لائے مگر نہ لاسکے گا اور ہرگز نہ لاسکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ و مامن عام الخ پر کہاں تک جمتا ہے جس سے آیت کو خاص کر کے تفتیص علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتا تھا ہاں ذرا کوئی بنے تو مرد میدان۔ قرآن شریف میں ہے۔ **لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ** یعنی خدا ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے کیا جانب مخالف کو جرات ہے کہ یہاں بھی مآ کو اپنے قاعدہ مامن الخ سے خاص کر کے کہہ دے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہیں بعض نہیں (نعوذ باللہ من ذالک) کیا ہمت ہے کہ ان **لِلّٰهِ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِیْمٌ** کو بھی اسی قاعدہ سے خاص کر کے لکھ ڈالے کہ اللہ کو بھی بعض چیزوں کا علم نہیں (مخالف اللہ پس جب قرآن شریف میں وہی مآ کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہیں کیا جاتا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا دشمنی ہے کہ ان کا علم گھٹانے کو وہی کلمہ مآ اسی قرآن شریف میں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جسکی کلیت کسی طرح ٹھیک نہیں جو خود طہل ہے جس کو قرآن شریف ہی میں جاری نہیں کیا جاتا۔ رہا آیہ **وَمَا عَلَّمْنَا الشُّعْرَ اَلَا یَدَا** کو قرنیہ تخصیص بنانا یہ صحیح نہیں اسلئے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا جواب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آنحضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیونکر متصف ہو سکتے ہیں اسکا جواب بھی گزر چکا۔ اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔

قولہ۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود زبان فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

اقول۔ یہ کسی حدیث میں نہیں بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے،

جانب مخالف کے کلام سے لے کر آج کے بعض پیرائے اللہ کی ہوں اللہ ہی غفر کی اور اللہ تعالیٰ کو بعض اشیاء کا علم

ایجاد کر دیا غالباً حدیث تلیق کے ترجمہ میں تصرف بیجا کیا۔ اس میں وضاحت کے لئے
 اس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نقل کرتا ہوں۔ شرح شفا قاضی عیاض
 کے ص ۲۷ جلد اول میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے معجزہ
 جزئیہ اور علوم کلیہ اور درکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنیہ اور الوار ظاہرہ جمع کئے
 اور آپ کو دنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا اس پر یہ اشکال وارد ہو سکتا
 ہے۔ ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلیق نخل کر رہے تھے یعنی خرما کے نم کی
 کلی کو ادھ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید بہتر ہوتا۔ لوگوں نے چھوڑ
 دیا پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود گمان فرمایا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نہ مل
 نہ ہوئی تھی۔ شیخ سنوسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو خرق و خباہت
 پر برا بھلا سمجھنے کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے اطاعت
 نہ کی اور جلدی کی تو حضرت نے فرمادیا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ
 سال دو سال اطاعت کرتے اور تلیق نہ کرتے اور امر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتثال
 کرتے تو انہیں تلیق کی محنت نہ اٹھانی پڑتی چنانچہ وہ عبارت یہ ہو (ومن معجزاتہ البہا حق
 ای آیاتہ الظاہر) (مجموعہ اللہ لہ من العوارف) ای الجزائیۃ (والعلوم)
 ای الکلیۃ والمدسکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار الباطنیۃ والظہار
 الظاہر (وخصہ) من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای مایتم
 بہ اصلاح الامور الدنیویۃ والاخریۃ واستشکل بانہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم وجد الانصار یلقون النخل فقال لو ترکتموه فترکوه فلم یخرج
 شیئاً وخرج شیئاً فقال انما علم بامر دنیاکم واجیب بانہ کان ظنا ہنہ

شیخین غفرلہما فیہ اور اس کا جواب

انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی

لا وحیا وقال الشیخ سید محمد السنوسی اراد ان یجملهم علی خرق العوائد
 فی ذلك الی باب التوکل وامامناک فلم یمثلوا لفقالت انتم اعرف بدنیاکم
 ولوا مثلوا وتحملوا فی سنة او سنتین لکفوا امر هذه المحنة۔ اب علامہ
 سنوسی کی تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا
 وہ حق اور بجا تھا اگر اس کے موافق عمل کیا جاتا تو بے شک تمام تکلیفیں رفع ہو جاتیں
 جو تعلق میں اٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اسی شرح شفا کی جلد
 ثانی میں صفحہ ۲۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں وندی انه علیه السلام اصاب فی ذلك
 الظن ولو ثبتوا علی کلامه لفاقوا فی الفتن ولا رفع عنهم کلفة المعالجة
 فانما وقع التغیر بحسب جرایان العادة الا ترى ان من تعود بکامل شیئی
 او شریعہ یتفقد فی وقته وادام یجد یمتغیر من حاله فلو صبروا علی نقصان
 سنة وسنتين لرجع النخیل الی حاله الاول وربما کان یزید علی قدر
 المحول و فی القصة اشارۃ الی التوکل وعدم المبالغة فی الاسباب وعقل
 عنه ارباب المعالجة من اصحاب واللہ اعلم بالصواب شیخ عبدالحق محدث
 دہلوی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس
 طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ۔ والا وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا تر است از ہر
 درہمہ کاہلے دنیا و آخرت۔ فصل الخطاب میں علامہ قیسری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ
 بشریت کے اعتبار سے یہ فرمادیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو وہ عبادت فصل الخطاب
 کی یہ ہے ولا یغرب عن علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال ذرۃ فی الارض ولا
 فی السماء من حیث یرقبہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم۔ پھر کسی
 سادہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ
 سے زیادہ جانتے والے ہو بالکل نا انصافی ہے۔ بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ
 ہے۔ جانب مخالف نے اس کو قرینہ تخصیص بنایا۔ کوئی پوچھے کہ کتاب کے لغوم کی

تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جس کے
جانب مخالف نے اس کو نقل کیا۔

اس محل و مگر شکفت۔ جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ کریمہ والساد
والسارقۃ فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم
میں بھی ما کو خاص کر ڈالا اور کہہ دیا قیل لعلہا اگر اس عام کو ظاہر سے نہ چھیریں اور اس
کسب سرقہ مراد لیں تو لازم آتا ہے کہ جس سارق نے سرقہ کے ساتھ زنا بھی کیا
اور شراب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا۔ سب کی جڑ میں نقطہ قطع یہ
کافی ہو جائے انتہی ملخصاً۔

اقول۔ کسی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لکچر اصول شناسی شروع کر چکا ہو
سننے ہی کہہ دیا کہ اس آیت میں ما کو اصولیوں نے عام کہا اور اس کے عموم سے
استدلال کر کے مسائل دینیہ نکالے ہیں مجھے تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں
جنہوں نے ایسی لچریات لکھی سنو صاحب سارق کے معنی شاید آپ کو معلوم نہیں ہیں وہ
اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بفعل کے لئے وضع کیا گیا ہو تو
سارق کا مدلول مطابقی من قام بہ السرقہ ہے اور اس کو سارق صرف سرقہ کے اس کے ساتھ
قام ہوئی وجہ سے کہتے ہیں پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اسکے متعلق
اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ زنا زانی کا فعل ہے نہ سارق من حیث ہو سارق کا فعل ہذا لفظ
پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ ہے اس پر
بیشک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب باری تعالیٰ نے الرجل والمرأتہ واقطعوا
ایدیهما بعد سرقۃ ما جزاء بما کسبا فرمایا کہ ما کو خاص کرنا پڑتا۔ اصول فقہ میں مصرح
ہے انما تقطع جزاء جمع ما اکسبه السارق اس سے بھی ظاہر کہ سارق من حیث ہو
سارق کا کسب بجز سرقہ اور اسکے متعلقات کے کچھ بھی نہیں اگر اس کا سمجھنا متواری تو
جائز ہے ہی دریافت کر لو کہ چور کا کیا کام ہے وہ فوراً کہہ دے گا کہ چوری۔ اب تو جانب مخالف کو
بے قرنیہ ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی مشتق ہو گئی ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں

اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ کے واسطے عموم پر ہاتھ نہ صاف کریں، اللہ ہدایت
 نصیب کرے اس کے بعد جانب مخالف نے اور کچھ کاغذ بیفائدہ سیاہ کر کے یہ لکھا ہے
 قَوْلُهُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ
 بِآيَاتِهِ يُجْعَلُونَ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور
 زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب ٹھٹھانے
 جائیں گے اقول اس آیت شریف میں بھی نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں
 جانتے یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے جیسرا کہ عجیب الفہم جانب مخالف نے
 سمجھا ہے چنانچہ روض النضر شرح جامع صغیر میں امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اما قوله
 لَا يَعْلَمُ قَسْرًا بَلْ لَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ ذَاكَ إِلَّا هُوَ اِمَّا نُوَدِيَّ كَيْفَ يَكُونُ
 مَسْئَلَةٌ مَا مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ
 وَاشْهَادُ اللَّهِ مَعَهُ اِنَّهُ قَدْ عَلِمَ مَا فِي غُلْ مِنْ مَعْجَزَاتِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 وَفِي كَرَامَاتِ أَوْلِيَائِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ الْجَوَابُ مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ ذَلِكَ اسْتِقْلَالًا وَ
 اِمَّا الْمَعْجَزَاتِ وَالْكَرَامَاتِ فَحَصَلَتْ بِأَعْلَامِ اللَّهِ لَا اسْتِقْلَالًا اَوْ اِمَامِ ابْنِ حَجَرٍ كِي
 رَحْمَةِ اللَّهِ كَيْفَ قَدْ وَجَّهَ حَيْثِيَّةً فِيهِ مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ ذَلِكَ اسْتِقْلَالًا وَعِلْمُ أَحَاطَةٍ
 يَكِلِ الْمَعْلُومَاتِ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى وَاِمَّا الْمَعْجَزَاتِ وَالْكَرَامَاتِ فَبِأَعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى
 لَهُمْ عَلِمَتْ وَكَذَلِكَ اِمَّا عَلِمَ بِأَعْلَامِ الْعَادَةِ شَرْحُ شَفَارَةِ خَافِي فِي هَذَا الْإِيمَانِ فِي
 الْآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلَى أَنَّ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى فَإِنَّ الْمَنْفَعَةَ لَهُ مِنْ غَيْرِ سَطَبِ
 وَاِمَّا الْإِعْلَامُ عَلَيْهِ بِأَعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى فَامْرُؤٌ مُتَحَقِّقٌ بِقَوْلِهِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ
 اِمَّا اِنْ عِبَارَاتٍ سَخِيبٌ وَضَاحٌ هُوَ كَمَا أَنَّ آيَةَ شَرْفِيَّةً مَسْطُورَةً بِأَلْفِ عِلْمٍ بِذَاتِهِ وَمِنْ ذَاتِهِ
 كِي نَفْيِ كِي هُوَ اَوْ جَوْ تَعْلِيمِ الْإِلَهِ سِوَا سِوَا كِي نَفْيِ نَفْسٍ بَلْ كَمَا اَيْسَاطُ أَنْبِيَاءِ اَوْ أَلْيَا اَوْ كَمَا
 هُوَ اَوْ كَمَا عِبَارَاتٍ تَوْفِيْقٌ كُوْدِيَا كَمَا قَبْنِي آيَاتٍ فِي غَيْبِ كِي نَفْيِ هُوَ اِنْ كَلَامِ هُوَ مَطْلَبُ كِي
 غَيْبِ فَاسْطِ سَوَاتِ خُذْ اَنْدَكْرِيْمِ كِي اَوْ كِي كِي لَيْكِنْ اَوْ سَطِ تَعْلِيمِ الْإِلَهِ بِشَيْكِ
 اَنْبِيَا اَوْ اَوْ اَوْ كِي لَيْكِنْ اَوْ سَطِ تَعْلِيمِ الْإِلَهِ بِشَيْكِ
 اَنْبِيَا اَوْ اَوْ اَوْ كِي لَيْكِنْ اَوْ سَطِ تَعْلِيمِ الْإِلَهِ بِشَيْكِ

قَوْلُهُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ بِآيَاتِهِ يُجْعَلُونَ
 اِنَّهُ قَدْ عَلِمَ مَا فِي غُلْ مِنْ مَعْجَزَاتِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 وَفِي كَرَامَاتِ أَوْلِيَائِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ الْجَوَابُ مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ ذَلِكَ اسْتِقْلَالًا وَ
 اِمَّا الْمَعْجَزَاتِ وَالْكَرَامَاتِ فَحَصَلَتْ بِأَعْلَامِ اللَّهِ لَا اسْتِقْلَالًا اَوْ اِمَامِ ابْنِ حَجَرٍ كِي
 رَحْمَةِ اللَّهِ كَيْفَ قَدْ وَجَّهَ حَيْثِيَّةً فِيهِ مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ ذَلِكَ اسْتِقْلَالًا وَعِلْمُ أَحَاطَةٍ
 يَكِلِ الْمَعْلُومَاتِ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى وَاِمَّا الْمَعْجَزَاتِ وَالْكَرَامَاتِ فَبِأَعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى

اِنْ عِبَارَاتٍ سَخِيبٌ وَضَاحٌ هُوَ كَمَا أَنَّ آيَةَ شَرْفِيَّةً مَسْطُورَةً بِأَلْفِ عِلْمٍ بِذَاتِهِ وَمِنْ ذَاتِهِ
 كِي نَفْيِ كِي هُوَ اَوْ جَوْ تَعْلِيمِ الْإِلَهِ سِوَا سِوَا كِي نَفْيِ نَفْسٍ بَلْ كَمَا اَيْسَاطُ أَنْبِيَاءِ اَوْ أَلْيَا اَوْ كَمَا
 هُوَ اَوْ كَمَا عِبَارَاتٍ تَوْفِيْقٌ كُوْدِيَا كَمَا قَبْنِي آيَاتٍ فِي غَيْبِ كِي نَفْيِ هُوَ اِنْ كَلَامِ هُوَ مَطْلَبُ كِي
 غَيْبِ فَاسْطِ سَوَاتِ خُذْ اَنْدَكْرِيْمِ كِي اَوْ كِي كِي لَيْكِنْ اَوْ سَطِ تَعْلِيمِ الْإِلَهِ بِشَيْكِ
 اَنْبِيَا اَوْ اَوْ اَوْ كِي لَيْكِنْ اَوْ سَطِ تَعْلِيمِ الْإِلَهِ بِشَيْكِ

من رسول سے ظاہر ہے، حق تو بجد اللہ تعالیٰ واضح ہے مگر منکر تعصب کی چشم بصیرت
 و انہیں قوالہ ان اللہ عندہ علم الساعة وینزل الغيث و یعلم ما فی الارحام
 و ما تدری نفس ما ذاتکسب غدا و لندری نفس بای ارض تموت ان اللہ
 علیم خبیر بیشک اللہ جو ہے اسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور برساتا ہے
 میز اور جانتا ہے جو کچھ جموں میں ہے لڑکا لڑکی۔ پورا ناقص۔ اور نبی جانتا
 کوئی نفس کہ کیا کمائی کرے یا کھل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں میرا بیشک
 اللہ ہی سب جانتا ہے۔ خبردار۔

اقول یہ آیت شریفہ منکرین کی بڑی دستاویز ہے کہ اس کو ہمیشہ بے سمجھے پڑھ دیا کرتے
 ہیں ان کے خیال میں یہ ہے کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم
 جمیع اشیا نہ ہو۔ نہ پر نفس ہے فقیر جیسا کہ بار بار کہہ چکا ہے کہ قرآن شریف میں اوتیر
 احادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں ان سے نفی اس علم کی مقصود ہی کہ جس پر دلیل
 نہیں اور جو حق سبحانہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمایا ہے اس کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے کیا
 کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آیات کا یہ مطلب ہے کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم خود اللہ کا
 حل شرازہ کہہ سکتا ہے پر بھی نہیں نعوذ باللہ یہ کوئی ہرگز نہیں کہہ سکتا بیشک اس نے جسکو تعلیم
 فرمایا اس کے سامنے جمیع اشیا مظاہر ہیں۔ ہاں اگر یہ ظاہر ہے کہ ان اشیا پر علم
 بے تعلیم الہی کسی کو نہیں تو مسلم اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ لاجل شانہ کے برتنے
 سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سخت بیدینی ہے اور اگر یہ منشاء ہے کہ اللہ جل
 شانہ نے کسی کو ان اشیا پر علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی
 کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے سرور اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے وقت قیامت دریافت کیا تو آنحضرت سر آپار سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے ما لم یسئل عنہا با علمہ من السائل فرمایا کہ یہی آیت شریفہ جو جانب مخالف نقل
 کی تلاوت فرمائی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشتمتہ اللغات میں یہ تحریر
 فرمایا مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بجز اس عقل پر کس اسرار اندانہ آہا از او غیب اندک جز خدا

کے آئندہ مگر آنکھ دے تو اے از نزد خود کے راہی و الہام بداند۔ اب ایک
 فارسی دال بھی سمجھ سکتا ہے کہ جسکو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ علم تسلیم فرما دیا
 اس سے اس آیت میں علم کو نفی نہیں ہے بلکہ صرف اسی شخص سے ہے جو اکل سے
 ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو۔ علامہ ابراہیم بجوری شرح تصدیقہ برہہ میں فرماتے
 ہیں ولہم خرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الدنیا الی بعد ان اہل اللہ
 تعالیٰ بھلاۃ الہام اور الخمسة کتاب ابریز صفحہ ۵۵ میں ہے قلت للشیخ رضی اللہ
 عنہ فان علماء الظاہر من المحدثین وغیرہم اختلفوا فی البتۃ صلی اللہ
 علیہ وسلم هل کان یعلم الخمس المذکورات فی قوله تعالیٰ ان اللہ عندہ
 علم السعرات الایہ۔ فقال کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم
 والواحد من اهل التصرف من ائمتہ الشریفہ کلا یمکنہ التصرف الی مجردہ
 ہذا الخمس یعنی میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا
 کہ علماء ظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں آیت ان اللہ عندہ
 علم السعرات اور دہوتی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان پانچوں کا علم حضور پر
 کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ اک صاحب تقریر امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے
 تقریر ممکن نہیں۔ اس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خدام ان
 پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم
 سے تشریف لیجانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا چونکہ اس کا مقصد
 پر نظر ہے اس لئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کر کے فرید اطمینان
 کے لئے جدا جدا ثابت کیا جاتا ہے ان پانچوں میں سے ہر اک کا علم سرور اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو
 اکثر حضرت نے سنائی ہیں تفسیر روح البیان جلد ۲ کے صفحہ ۲۸۹ پر آیت یسلوونہ عن السآ
 اتان منہما کے تحت میں ہر حق اذہب بعض الشایعہ الخ الی ان اللہ صلی اللہ

شیخ
 رحمہ اللہ

علیہ وسلم کان فیہ وقت الساعة باعلام اللہ تعالیٰ وهو لا ینافی الحصر
 فی الایۃ کما لا ینفی فتوحات و بیہ شرح اربعین نوید کے صفحہ ۶ میں ہے۔ فان
 قيل قوله صلى الله عليه وسلم بعثت انا والساعة كهاتين يدل على ان
 عندنا منها علما والایات تقتضی ان اللہ تعالیٰ متفرد بعلمہا فالجواب لما قال
 الخلیفی ان معناه انا النبي الاحد فلا يليني نبي اخر واما تليني الساعة وحق
 كما قال جمع ان الله سبحانه وتعالى لم يقبض قبضا عليه الصلوة والسلام
 حتى اطلع على كل ما ابهمه عنه الا انه امركم بكم بعض ولا اعلام ببعض
 ان عباراتوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت بتعلیم
 الہی معلوم تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا
 علم دیا اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا اور بعض علوم کے پوشیدہ
 رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور مینہ کے بارہ میں بھی آیت کے یہ معنی نہیں
 کہ بتعلیم الہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴ میں
 ایک طویل نصیحت ترمذی کی نو اس بن سمان کی روایت سے باب العلامتین یدل
 الاعمی میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں۔ شر
 يرسل الله مطرا الا يمكن منه بيت مدبر ولا وبر جس سے صاف ظاہر ہوا کہ بعد
 فقہ یا جوج و ما جوج کے اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گاؤں
 کا کوئی مکان خالی نہیں رہے گا اور اسی مشکوٰۃ شریف کے ص ۳۴ باب لا تقوم الساعة
 الا على شرار الناس میں عبد اللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں۔ شر
 يرسل الله مطرا كانه اطل فينت منه اجساد الناس اس حدیث سے معلوم
 ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مر جائیں گے تو اللہ تبارک تعالیٰ مینہ کو بھیجے گا گویا کہ وہ
 شتم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگیں گے۔ اب خوب ثابت ہو گیا کہ سرور
 اکرم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی کیسی سنیکروں سال
 پہلے اب یہ بھی خیال رکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت یہ دولت

آپ کے خادموں کو بھی میسر ہے چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیہ شریفہ کے تحت
 میں فرمایا ہے ولكن كثير اما سمعت من الاولياء يقول يطر السماء غدا اوليا
 يقطر كما قال كما سمعنا ان يحيى بن معاذ كان على سلس قبل ولى وقت دفن
 وقل لعامة من حضروا ان هذا الرجل من اولياء الله انكف دماقا
 فانزل علينا المطر قال الراوى فطرت الى السماء وما رأيت فيها اراحة سماء
 فلتشاء الله سبحانه سحابة مثل ترس فمطرت فرجعا مبتلين خلاصه یہ کہ
 میں نے اولیاء سے یہ بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا رات کو پس برسنا ہے
 یعنی اسی روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ یحییٰ بن سمان
 ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انھوں نے عام حاضرین سے کہا یہ
 شخص یعنی جو دفن کئے گئے ہیں ولی ہیں اور یا الہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسے گا راوی
 نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا پس اللہ نے بادل پیدا کر کے
 مینہ برسایا بلکہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔

(۳) اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مانی الارحام کی بھی
 خبر دی یعنی قبل پیدا ہونے کے بتا دیا کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی
 خبر جو آنحضرت نے سنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر
 ہے صاف بتا رہی ہے کہ آپ کے لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہو کہ جب نطفہ
 بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے ایسے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف
 کے صفحہ ۵۷۵ باب مناقب اہلبیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ام فضل نے حضرت
 کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا
 ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا؟ عرض کیا کہ وہ بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے
 عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں
 رکھا گیا حضرت نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

تاریخ
 حیات
 حضرت
 محمد
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وآلہ
 وسلم

عنہا بکے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظِ حدیث کے یہ ہیں
 قلن فاطمۃ اللہ اعلمہ غلامہ ایکون فی جحیم ذرا تفسیر عرائس البیان میں دیکھو
 ۱۴۸ صفحہ ۱۴۸ میں ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں وسمعت ایضاً من بعض اہل اللہ
 لاندہ اخبر ما فی الرحم من ذکر وانشی ودرأیہ، یعنی ما اخبر حاصل یہ کہ میں نے بعض
 اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے ما فی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی
 اہم میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔
 فدراستان المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ
 کی ملاحظہ ہو کہ ص ۱۱ میں فرماتے ہیں۔ نقل می کنت مکہ والشیخ ابن حجر را فرزند می زیست
 کشیدہ خاطر حضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد آمد کہ بعلم خود و شیخ را کہند
 یعنی شیخ ابن حجر عقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی۔ ایک روز
 رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند آجند
 پیدا ہوگا کہ جسکے علم سے دنیا بھر جائیگی چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔ اب ذرا انصاف فرمائیے
 کہ ایک لی کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا اور اس کا عالم ہونا بھی معلوم مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ہی کو خبر ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے صاحبو اللہ انصاف اور اسی طرح کل کی بات کا
 جاننا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان ص ۱۹ جلد ۲ میں یوں مسطور ہے ہما سمعت
 واقعة یعنی منہ قبل المبعی یعنی میں نے اولیاء سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل اسدن
 سنا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبر یہاں دیدیں چنانچہ
 مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۲ باب معجزات میں ہر روایت عمرو بن الخطیب انصاری مروی ہو کہ انہوں
 نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایام ہو کر نماز
 فجر پڑھانی پھر منبر پر چڑھ کر ظہر تک خطبہ کیا پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ کر عصر تک
 خطبہ کیا۔ پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ کر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت
 تک ہونے والا ہے اس کی خبر دے دی۔ پس ہم میں وہی سب سے زیادہ
 عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے الفاظ حدیث کے

میں صلی بنارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومان الفجر وصعد علی المنبر
 فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر حتی غرقت
 الشمس فان خبرنا ما هو كائن الی یوم الفیئمة قال فاعلمنا احفظنا وراسلنا
 وبقا ربائنا ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں کی خبر دی جب انہوں نے قیامت تک
 کے احوال بتا دتے تو کہاں تک گئے جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک
 اص حدیث جس میں صاف لفظ غل موجود ہے نقل کیجاتی ہے۔ تاکہ پھر کسی طور پر
 انکار کی مجال نہ ہو یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم خیبر
 میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح
 کرے گا اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا
 رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں چنانچہ الفاظ اس حدیث کے کہ برتتا سہل ابن سعد
 سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور شکوة شریف کے ص ۵۶۳ باب منہ علی
 بن ابی طالب میں موجود ہیں یہ ہیں قال یوم خیبر لا عطین هذا الرایۃ غلا حلا
 یفخر اللہ علی ید یہ یحب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ۔ اور یہ میں مخالفین کے
 اس شبہہ کا بھی جواب سن لینا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں
 نے اپنے آپ کو قبولین یوم بغاث کا مرتبہ گانے میں و فیذا بنی یعلم ماخذ کبر یا تھا
 یہ فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہہ رہی تھی وہی کہے جاوے یہ بھی وہ لڑکیوں کا ایک
 بڑا اعتراض ہے اس کو ان کے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھا ہے۔ اور مولوی
 غلام محمد راند میری نے غیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی تحریروں میں لکھا ہے کہ
 کہ اور یہی منقولہ عبارت سے منصف مزاج آدمی دریافت کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مافی غدتا دیا اودآپ کو اس کا علم تھا پھر یہ اعتراض قابل جواب نہیں مگر
 وثوق کیلئے مرقاة المفاتیح سے اس کی شرح بھی نقل کیجاتی ہے ولاحظ مع القائلہ بقولنا
 نبی الخ اکراهة نسبة علم الغیب الیہ لانه لا یعلم الغیب لا اللہ وانما یعلم الرسول
 لہ چنانچہ ایسا ہی ہوا ایسا کہ حدیث میں موجود ہے۔

حضرت کا کل کا بیان رسولی میں بھی ہے

یہی ہے جو حدیث میں ہے

من الغیب ما اعلیٰ او لکراہۃ ان ینذکرنی اثناء ضرب الدف وانشاء غمۃ القتل
لعلو منصبہ عن ذالک اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان
لڑکھوں کو اس واسطے منع کر دیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی طرف کر دی تھی ورنہ خلیفہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بتعلیم الہی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ وہ بجا نہیں آیکا ذکر کیا جائے
یا مقتولین کا مرتبہ گناہیں آپ کی ثناء کی جائے اس لئے کہ یہ آپ کے علوئے منصب کے خلاف ہے
رسخ یہ بات کہ کئی نہیں جانتا کہ کہاں مر گیا اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس الیقین میں ملاحظہ
کیجئے وودعنا ما لولائی امرت موضع کذا ومنہم ابو غریبہ الاصفہانی قدس اللہ
روحہ مرض فی شہرا زنی فومان الشیخ ابی عبد اللہ بن حنیف قدس
روحہ وقال: نامت فی شہرا زنی فلا تدفوننی الا فی مقابر الیہود فانی سالت
اللہ ان اموت فی طرطوس فہما و مضی الی طرطوس ومات بها
رحمۃ اللہ علیہ صل یکر اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مرفوگیا ورنہ میں
سے ابو غریبہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں کہ وہ بھی شیراز میں ابو عبد اللہ بن حنیف رحمۃ اللہ کے
زمانہ میں مریض ہو کر کہنے لگے کہ اگر میں شیراز میں مروں تو مجھ کو مقابر یہود میں دفن کرنا
ہے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اچھے ہوئے اور طرطوس جا کر
وفا پائی کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
علم بطلان الہی حاصل نہ تھا اب تو آپ کے امتیون کے لئے بھی ثابت ہو گیا۔ خود ہمارے حضرت نے
اپنی وفات کی جگہ بتا دی چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم خود ان کے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا
اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس
اور قبر پر گزند ہو۔ کلمہ جانگزا سن کر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

ابن کلاب اب انصاری نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں سے ہو اور میری امت میں سے کسی کو قتل کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔

۱۵۴۸

سے بقول ہو کر رونے لگے۔ مشکوٰۃ شریف میں دُعا عن معاذ بن جبل قال لما بعث رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم الى اليمن خرج معه رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ
 ومعاذ راكب ورسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يمشى تحت راحلة فلما
 فرغ قال يا معاذ انك عسى ان لا تلتقاني بعد عاوى هذا واولئك اذن وبمسجد هذا
 وقبرى فيك معا جشعا لفلان رسول الله صلى الله عليه وسلم اس کے علاوہ اور بہت
 سی حدیثیں ان مضامین کو ثابت کرتی ہیں جن کے نقل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں اور کیا احوال
 بھی کثرت میں جسے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو عظیم عطا فرمائے ہیں شیخ ولی اللہ
 ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خلیل تبریزی اکمل فی اسماء الرجال صفحہ ۱۸۱ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے
 کے حال میں لکھتے ہیں قال لم تروني دخلت على الشافعي في علة مات فيها
 فقلت كيف اصبحت قال اصبحت من الدنيا احلا ولا خواني مفاد قار و لکھ اس
 المنيته شادبا و بسوء اعمالی ملا قیاد علی اللہ وارد اطالع یعنی فرنی نے کہا کہ جس مرض میں
 امام شافعی رحمہ اللہ نے وفات پائی اس میں انکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ کے کس حال میں
 صبح کی فرمایا اس حال میں کہ دنیا سے سفر کر رہا ہوں اپنے بھائی سے جدا ہونے والا ہوں
 موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوا اعمال سے ملنے والا ہوں۔ اللہ پر وارد ہونے
 والا ہوں۔ کہنے صاحب یہاں تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپ کو
 لکھ کر روئے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں بھی شبہہ ہوا اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ اس
 آیت سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے اور اسی مضمون کے قریب قریب
 ایک دوسری آیت جو ہر دم مخالفین کی زبانوں پر مرتبی ہے اور جس سے بے محل استشہاد کیا
 جاتا ہے یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب
 کی کنجیاں نہیں جانتے کوئی اس کو گروہی اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا
 ظلم ہے قصیر عن اس لیبیان میں اسی آیت کے تحت میں بطوریکہ قال الجری لا یعلم الا هو و بطوریکہ
 علیہما مع صفی و خلیل و حبیب و علی یعنی جبریری نے کہا کہ مفاتح غیب کو کوئی نہیں جانتا
 مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اظہار فرما وہ صفی ہوں یا حبیب یا ولی

تقیہ و براہین تخلص و بیانیہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔
(در کشف الغمۃ اور کرم الغیب ص ۱ میں بھی۔)

آپہ و عتدہ خلفہ الغریب یعنی عمر عطائی کی کتابت کرنا محسوس ہے۔

اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے وقولہ لا یعلمہا الا هو لا یعلمہ الا هو لا یعلمہ الا هو
 ولا یخبرون قبل ان یظہر فی تعالیٰ لا یم یمنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر
 کے نیچے پہلے کوئی نہیں جان سکتا اب خیال فرمائیے کہ کیا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ
 کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔ نہیں برگر نہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کے اظہار کے بعد اس کے اولیاء و امضیاء تک کو ان مفاتیح غیب کا علم
 حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔

الْبَابُ الثَّانِي

ہر چند کہ گزشتہ تحریر میں اکر مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت ثابت کرنے میں کافی ہوا اور غور
 کرنے والے کو اس میں خلل انکار نہیں لیکن وہابیہ کی عادت ہے کہ وہ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے
 نئے نئے شیعہ بتاتے رہتے ہیں اس نے اس باب میں ان کے شہادت کے غرض جو ان کے لئے ہیں
 تاکہ مسلمانوں کو آگاہی ہو اور وہابیہ کے اعتقادات سے بچیں **شہدہ اول** قرآن شریف کی
 بعض آیات معلوم ہوتی ہیں کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب تھا چنانچہ قل لا اقول
 لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب دوسری بات یہ کہ لو کنت اعلم الغیب لا مستکفوت
 من الخیر اس پر دال ہے **جواب** ان آیتوں سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہونے
 پر دلیل لانا خود قرآن سے جا ملے ہوئی دلیل ہو۔ میں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں
 جاننے کا مدعی نہیں تو افسوس ہے جمل حاشیہ جلالین جلد ۲ ص ۲۵۸ میں تفسیر فاران کو نقل کیا فان
 قلنا خبر صلی اللہ علیہ وسلم عن الغیب وقد جاء لحديث في الصحيح بذا اللہ وهو
 من اعظم معنی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبين قوله ولو کنت
 اعلم الغیب لا مستکفوت من الخیر قلت یحتمل ان یکون المراد علی سبیل التواضع والاحتیاط
 والمعنی انہ لم یخبر عن الغیب الا ان یطعن اللہ علیہ ولین یحتمل ان یکون دال
 لہ کہ وہ محتمل اللہ علیہ وسلم کہ میں تم سے پیش کرتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں
 غیب جانتا ہوں بلکہ اگر میں غیب جانتا تو ضرور زیادہ کہتا۔

یہ بھی سطر
 حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام
 سے نقل ہے

یہ بھی سطر
 حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام
 سے نقل ہے

ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی علم الغیب اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے
 کہ حضور اقدس عبد الصلوٰۃ والسلام نے بحکمت مغیبات کی خبریں دیں اور یہ صحیح احادیث ثابت
 ہے اور غیب کا علم حضور کے عظم معجزات میں سے جو ہم پر آئے و لو کنت اعداء لہ الغیب الا یہ کہ
 کیا معنی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کائنات سے علم کی نفی تواضعاً
 فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے
 اس کے مقدر کرنے سے۔ دو سہرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت
 الایہ فرمایا ہوا اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرض کہ یہ آیات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 و علی آلہ و سلم کے غیب جاننے پر دلیل نہیں یا آیات مذکورہ کا یہ مطلب یہ کہ بالذات اللہ
 بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو تعلیم الہی ہے
 چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے اسی قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالت علی ان الغیب لا یستقل
 لا یعلمہ الا اللہ خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا علم نہیں
 سوا خدا تعالیٰ کے علامہ شہاب خواجه نسیم الریاض شرح شفاۃ قاضی عیاض میں فرماتے ہیں
 وقولہ لو کنت اعلم الغیب لا استکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ
 معلما اطلاقہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا
 یظہر علی غیبہ احد الا من اتفی من رسول یعنی آید لو کنت ان میں اس علم کی نفی
 ہے جو بواسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کیلئے ثابت ہے جیسا
 کہ باری تعالیٰ نے فرمایا عالم الغیب فلا یظہر الا یہ یہ بات بھی قابل محاسبہ ہے کہ آیت
 شریفہ میں فقط لو کنت اعلم اور لا استکثرت اور ما مسمیٰ سبب ماضی کے ہیں۔ جو
 زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں، آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ
 میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی دہیچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورہ بالاست
 قطع نظر کر کے حسب مدعا مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیت شریفہ سے انکار غیب معلوم
 ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اسلئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہی تو زمانہ گزشتہ میں حال نہیں
 انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھے دہیچتی اس آیت میں

امریکات نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں مانتا یا آئندہ بھی مجھے اس کا علم نہ ہوگا پس اگر آیت میں بیان ہے تو اس وقت کا بیان ہو کہ جمہورت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی نہ اس کے بعد کا جیسا کہ ادھر حاشیہ حمل کی عبارت سے واضح ہو چکا۔

شہر دوم قرآن شریف میں ہے ومنہم من قصصنا علیہ ومنہم من لم نقص علیہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعضے انبیاء کا قصہ نہیں کیا پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوتے؟

جواب آیہ شریفہ کی یہ مراد ہے کہ ہم نے بواسطہ وحی علی کے قصہ نہیں کیا یہ نبی کی دلیل نہیں اسلئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے پھر مطلع فرمایا چنانچہ طاعلی قاری مرتبہ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۵ میں فرماتے ہیں ہذا جہان فی قولہ لعلنا دولقد ارسلنا رسلنا من قبلك منهم من قصصنا علیہ ومنہم من لم نقص علیہ لان المنفی هو التفصیل والتثبت هو الجمال او النفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی ہمارے حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وجہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں پس ہمارے حضرت کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہر اور جہاں آیت ہے یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

شہر سوم کلام اللہ میں ہے لا تعلمہم نحن نعلمہم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں۔

جواب اول تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتعلیم الہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہر خفی علیہ السلام کے مع کمال فطنت وصدق قول مرتبہ مگر حضرت بتعلیم الہی ضرور جانتے ہیں چنانچہ حمل جلد ۱۴ ص ۱۴۸ میں ہے معنی الاولیۃ وانما یعمل لتعرفن المنافقین فیما یعرضون بہ من القول من تجوین امروک وایم المسلمین وبتقیوہ والا ستعز ابوہ فکان بعد ہذا لا یکلم منافق عند النبی

آیہ دوم من قصصنا علیہ کا اعتراض اور اس کا جواب

میں غیب

میں غیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا عرفہ بقوله وليست له بجوہی کلامہ علی فساد باطنہ
و اتفاقاً دوم یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم طافریا گیا چنانچہ اس جہل میں
نت آیت لا علمہم کے مسطور ہے فان قلت کیف نفی عنہ علمہ بحال المنافقین و
فی قوله تعالیٰ ولتعرفنہم فی الحن انقول فالجواب ان ایۃ النفی منزلت قبل
ایۃ الاثبات فلا تنافی کوئی پس اثبات ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

سید محمد حیدر و یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی ام
غافلین کی خوش تمہیوں نے انہیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ
حضرت سر اہرمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔

جواب بحال اللہ جانب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ
کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا آیت کا ترجمہ یہ ہو کہ اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم تم سے روح کا نسبت سوال کرتے ہیں تم کہہ دو کہ روح میوہ کے امر سے ہو یا اس
یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو اس کا علم نہ تھا اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہو
ملاحظہ فرمائیے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ اشیاء العلوم میں فرماتے ہیں ولا تقن بان
ذالک لیسر کن مکشوف لیسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان من لم یب الروح فکأنه لم یب نفسه و
یعنی گمان نہ کر کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو
نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو
کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہو شیخ عبدالحق
محمد اوی زتہ اللہ علیہ مدارج النہو جلد دوم میں فرماتے ہیں چہ گونہ جرات کند
مومن عارف کہ انی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند وادوا
اور ان سبحانہ تعالیٰ علم ذات صفات خود و مستح کردہ ہر دے فتح مبین از علوم اولین و آخرین
روح انسان چہ باشد کہ در جب جامعیت فی قطره ایست اندر و ذرہ ایست المرید

آیت و لیسئلونک عن الروح

اس سے نشانہ ہے کہ روح کاظم حضرت کے دریا علم کا ایک قطرہ ہوا اور حق تعالیٰ نے حضور کو امت فرمایا۔ **شعبہ ہفتم** حکم کافروں کے حضرت عائشہ پر نعمت باندھی تھی حضرت کو نہایت سبب ہو تھا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہو کافر جوئے میں تب حضرت کو خبر ہوئی اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا (از نصیحتہ المسلمین خسرم علی باہوری)

اما کوئما فاجدة فمن المنفلت والجواب عن الثاني انه عليه السلام كثير اما كان يضيق
 قلبه من اقوال الكفار مع علمه بفساد تلك الاقوال قال الله تعالى ولقد نعلم انك
 يضيق صدرك بما يقولون فكان هذا من هذا الباب بسبب رسول اكرم صلى الله
 تعالى عليه وسلم كافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ ہوتے تھے جسکو خود حق سبحا تعالیٰ فرماتا
 ہے ولقد نعلم انك يضيق قلبك بما يقولون واما ان مفسدہ کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے اسی طرح
 اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے غموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں
 صاحب قسیر کی یہ تقریر نہایت مقبول ہو بہر شخص جسکو زنا وغیرہ کی تہمت سے تنہم کر لیا اللہ ہم
 جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے اقارب و بدو اسکی پاکی کے اعتقاد کے
 بھی سخت غموم و پریشان ہونگے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا مگر مخالف عنید یا بدعت پلید
 نہیں لینگا جب تک دو الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے ایک عدم علم کا علیحدہ
 یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً
 ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقویٰ اور متہین کے منافق ہونے کی طرف کچھ توجہ
 نہ فرمائی۔ چاہے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی مخالفہ تفسیر کی کیا وجہ میں ہے
 وثانیہ ان المشاومن حل عائشۃ قبل تلك الواقعة انما هو الصون والبعد
 عن مقدمات الجور ومن كان كذلك كان اللائق احسانا للظن به وثالثہ ان
 ان القادین كانوا من المناقبين واتباعهم وقد علم ان كلام العدل المقتدر ضرب
 من الهدى بل في مجموع هذه القرائن كان ذلك القول معلوماً قبل قول الوحي
 اگرچہ تفسیر کسیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہو چکی ہو کہ اس قصہ کا حکم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم پر استدلال کرنا سخت بیجیاتی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں
 حضرت کا ظاہر نہ فرمنا بالکل عقل کے موافق کہ کوئی اپنے فضیل و صالح کا خود فیصلہ نہیں کر لیتا
 بلکہ یہی حکم ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدسہ اللہ سے
 بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا جو اس کے ساتھ نیک گن کرنا چاہتے سو کے کہ تہمت لگانے والے منافق اور ان کے
 اتباع تھے اور یہی ظاہر ہے کہ غرضی دشمن کی بات ایک بیان ہے پس بنا بران آیت قرآن کے یہ قول بدتر از بول
 جس سے مخالفوں نے مدد پائی ہے نزول وحی سے قبل مومن الفساد تھا۔

دوسرے وحی کا انتظار کہ نفیست اور براۃ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہوتا کہ اس قیمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کلام ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو۔

مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جس کے بعد مجال گفتگو نہ ہو حجت انکارجہی کی کتاب الشہادات باب تعدیل نفساء بعضہن عن بعض میں ہوا میں قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعدس فی من حبل بلفظہ اذا ہ فی اھلہ

ما علمت علی اھلہ الا خیرا وقد ذکرہ طرہا جہا علمت علیہ الا خیرا اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پائی پر یقین تھا اور کفار کی قیمت سے شہہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہوا اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب

دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس بیباک کو ضرور اس بیباکی کی نرا ایلیگی کہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں یہ دشمنین اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ مومن کامل کیلئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز شہہ بھی نہ تھا اس لئے کہ آپ محصوم ہیں یہ ممکن ہی

نہیں کہ آپ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اتنا مہیا کیلئے بھی بحمد اللہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپ کے پر توفیق سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں جلوئے نظر آتے اور انہوں نے بوقت مشاومت بیان فرمائے

اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں اور حضرت سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ حالت غم کا نشا بے التفاتی ہے اور اگر خدا حق ہیں آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آیں جو سوسم کی روح کیلئے

راحت ہے نہایت ہوں انتظار وحی میں محبوب کی طرف توجہ نہ فرمانا۔ وحی دیر میں آئی اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جبر پر

ثواب زیادہ ہونا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا جملہ حالات حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت
 کے پیش نظر فرمادیتے اور ہر کاروں نے جھوٹی ہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب بیانی
 محبوب یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض
 کرتے ہیں جو لائق شان کا ملکہ ہو یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول دالتے
 ہیں۔ شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر صبر نہ کر سکیں اس واسطے عرصہ تک وحی
 ہی نہیں آتی کہ اسمیں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں انکی تسکین پاتے ہیں
 یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوتے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ
 فرمائے اور وحی دیر میں آئی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اس لئے
 اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو برأت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت
 ہوا مگر ان حضرات کا مرتبہ دینا کچھ خہنوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں۔
 ایک یہ کہ ان کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ
 تھا یعنی شرح بخاری جلد پنجم ص ۲۸ میں ہے فی التلویح جن السوء بالانبياء کفر یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ
 والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے تو جس دو بدگمانیاں کیں اسکا کیا حال ہو گا چاہئے کہ وہ توبہ کرے
 سبہم شہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہو یا کسی علم کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر اس آیت
 میں ہے ان الله عقد له علم الساعة الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے عن
 مسروق قال قالت عائشة من اخبرك ان محمد صلى الله تعالى عليه وسلم رأى
 ربه او كلم شيئا مما امن به او يعلم الخ من لتي قال الله تعالى ان الله عند علم الغيبات
 وينزل نغيث فقد اعظم القرية رواه الترمذی جواباً اس حدیث میں حضرت عائشہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین باتیں فرمائیں۔ ایک توبہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
 رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں یہ صرف لئے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جواب
 صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ انہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی

۱۸۔ بیہ کی حضور پر دو بزرگ بیاں

یہ ایک عجیب و غریب اور دلکش اور
موجودہ دنیا میں عجیب و غریب
حصہ اور کثرت و غنایا
اور تعدادی اعلیٰ دیند
میں ہے اور جو رسالہ
مکتوبیت کہے اس کے
حصہ میں ہے۔

حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مخالف وقوع
روایت کا اثبات کیا اور اب تک جہو و علماء اسلام اس کو مانتے چلے آتے ہیں چونکہ بحث سے خارج
ہے اس لئے اسکی بحث نہیں کی جاتی ووم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے بصرہ اور
کہ جب تک تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جنکے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپائے
النوار التشریل میں ہے قولہ تعالیٰ بلیغ ما نزل الیک المراد بلیغ ما یتعلق بکما العباد
وقصد بانزالہ لاطلاعہم علیہ فان من اکامسر اکامیۃ ملیحہم افشاءتہ
روح البیان جلد میں و فی الحدیث بسألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع
ان اجیبہ فوضع یدہ بین یمینی و یسار یدائی لا یجد ید ای ید قدرۃ کل لیلۃ
سبحانہ منزہ عن الجارحتہ فوجدت بردہا فاورثنی علم الاولین والآخرین
وعلمی علوم ما شتی فعلم اخذ عہد اعلیٰ کتمہ اذہو علم لا یقدر علی جملة غیرہ
وعلم خیرتی فیہ وعلم امرانی بتبلیغہ الی الخاص العام من امتی وھی الامس
والجن والملائکۃ فی انسان العیون خلاصہ یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب
نہ دے سکا پس اس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکلیف و تحدید میرے دونوں شانوں
کے درمیان رکھا میں نے اس کی سردی پائی پس مجھے علم اولین و آخرین کے دئے اور کئی قسم
کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں
اور میرے سوا کسی کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم جس کے
چھپانے اور کھانے کا مجھے اختیار دیا اور ایسا علم جسکے کھانے کا ہر خاص و عام امتی کی نسبت حکم فرمایا
اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں لہذا فی مکرر صرح النبواب
حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اور اس کا
افترا حرام ہے سووم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعة وینزل العقیق وعلیم مافی الاوحا
وما تد ر نفس ماذا تکسب الا و ما تد ر نفس بای ارض تموت میں جن پانچ چیزوں کا
ذکر ہوا نہیں حضرت نہیں جانتے اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الہی جانتے ہیں

نہ معلوم ہے کہ حضرت کو کون کون سے علم عطا ہوئے ایک دفعہ چھپا دیا کہ دوسرا بچے
چھپائے اور ظاہر کرے گا انتہاء وایتہ

مراد بتعلیم علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اس کا افشاء حرام ہے

چنانچہ اس کا بیان گزریا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں تفسیر عرش الہی میں ہے
 وقوله ولا يعلم الا هو ای لا یعلم الا اولون والاخرین قبل اظہارہ تعالیٰ ذلک
 لهم ولم یعلم حقائق اقدارها الا هو لانه تعالیٰ عرف قدرہ بالحققة لا غیر وایضا
 لا یسر طریق جدنہما والوسیلة الیہما الا هو بذاتہ تعالیٰ عرفہ فیہا لاہلہا قال
 تعالیٰ علم الغیب لا ینظر علی غیبہ احد الا من ارضی من رسول اس ظاہر ہے
 کہ غایت غیب کو نہ جانتا قبل اظہار اللہ جل شانہ کے ہے پس روشن ہو گیا کہ نفی علم ذاتی کی کہ
علم قیامت شرح مقاصد جلد ثانی ان الغیب ہمنا لیس علی اہموم بل
 مطلق او معین ہو وقت وقوع القیامة بقرینة السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ
 بعض الرسول من الملائکت والبشر اس سے ظاہر کہ علم قیامت کی اطلاع محال نہیں
 نہ آیت میں اسکی تعلیم کا انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے ہکذا فی التفسیر البکیر
 للامام الرازی تحت قوله تعالیٰ عالم الغیب لا ینظر علی غیبہ احد الا من یرضی
 من رسول ہا میں برسنے کا علم کہ کب برسیگا تو اس کا ذکر بالتفصیل مابقی میں گورا اور
کتاب الابریز میں اس شمس کے جواب میں لکھتے ہیں وکیف یخفی علیہ ذلک
 والا قطاب السبعة من امتہ الشرفیة یعلون ما هم دون الغوث فکیف الغوث
 فکیف بسید الاولین والاخرین الذی ہو سبب کل شیء ومنہ کل شیء استعی
 یعنی علم قیامت سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ اسکی امت
 شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے
 پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہونگے اور سید الاولین و آخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وصحابہ جمیع کے تو نیا زمند بھی اس کے عالم ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر
 کیسے مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی
 ہر شے کا وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے۔ **علم مافی الارحام** اگر معنی ہیں کہ
 بے تعلیم الہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور
 نفی آشرافیہ کا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مطلب لیکن اگر حسب فہم مکرین علم نبی صلی اللہ

بجہ
 (۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وکشف الغطاء

میں علم سادت کا
 انکار کیا جویاں
 جو ملاحظہ ہو

اس کا علم کہ پیش میں کیسے
 لڑکا ہے یا لڑکی

یہ مراد ہو کہ تعلیم الہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط
کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بقدر نطفہ
جمع ہوتا ہے بھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغ یعنی پارہ گوشت کی شکل میں
رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کریگا اور اسکی
کتنی عمر ہے اور شقی ہے یا سعید چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر
میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۲ پر موجود ہیں یہ ہیں ثم یبعث اللہ ملکہ کا
بارع کلمات فی کتب علم و اجلہ و رزقہ و شقی او سعید اس سے ثابت کہ فرشتہ کو
معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہیگا اور سل کیا کریگا کل تو درکنہ تمام عمر کے احوال
سے خبر دار ہوتا ہے طرفہ ترمیم کہ خود حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ بنت
خارجہ حامل ہیں اور میں انکے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تاریخ الخلفاء کے ص ۱۱
میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں - و اخرج مالک عن عائشہ
ان ابا بکر یخلعہا جرد عشرین و سقامن مالہ بالغابۃ فلم یخضر الوفاۃ قل
یا بنیۃ وللہ ما من الناس احد احب الی غنی منک و لا اغر علی فقر بعد
منک والی کنت نخلتک جردا عشومین و سقا فلو کنت جردۃ احقرتہ
کان لک وانما هو الیوم مال وارث وانما هو اخوات و اخوات فاقسموا علی کت
اللہ فقالت یا ابت لو کان کذا و کذا لترکتہ انما ہی اسماء فمن اہل حجر قال
نور بطن ابنتہ خارجۃ اراہا جاریۃ و اخرجہ ابن سعد و قال فی الآخر قال

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے ان کو ایک درخت کھجور کا دے دیا تھا جس سے
میں و تن کھجوریں حاصل ہوتی تھیں جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت صدیق رضی اللہ
عنہ سے فرمایا کہ اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا معنی ہوتا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار اس درخت
اتیک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن تیرے بعد مال و اوقاف کا ہے اور وارث تمہارے صرف
و دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں اس ترکہ کو موافق حکم شرع کے تقسیم کر لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا
ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں آپ نے دوسری کوشی بتا دی حضرت صدیق اکبر نے ایک تو اسل
ہیں دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں بحر میں جاتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے پس ام کلثوم پیدا ہوئیں ۱۲

ذات بطل ابنہ خارجیہ قد اتھی فی روعی انھا لجأت فاستوحی بہا خیرا فو لکدام کلوم
علامہ کمال الدین و میری حیوۃ الجوان میں بیان فرمائی ہیں
 وعن ابی لہیعۃ عن ابی الہسود عن عرقہ قال بقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم رجلا من اهل ابادیۃ وهو متوجہ الی بدر لقیہ بالروحاء قساعہ
 اقوم عن الناس فلم یجد واعندہ خبروا فقالوا لہ سلم علی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فقال (فیکم رسول اللہ فقالوا نعم فجاؤا وسلم علیہ ثم قال ان کنت
 رسول اللہ فانحبرتی عما فی بطن ناقق ہذا فقال لہ سلمۃ بن سلمۃ بن
 وقش وکان غلاما حد ثا لا تسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقبل
 علی قانا انحبرک عن ذالک نزوت علیہا ففی بطنہا سخلۃ منک فقال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم انخشت الرجل ثم اعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فلم یکلم بکلمۃ واحدا حتی قفلوا واستقبلہم المسلمون بالروحاء
 یخونونہم فقال سلمۃ یا رسول اللہ مال الذی یھنوت وللہ ان رأینا الایمان صلیما
 کالبث المعسلۃ فخریٰ ہما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کل قوم فراستہ
 وانما یحییٰ فیہا الاشراف رواہ الحاکم فی المستدرک وقال ہذا صحیحہ مرسل
 وحکاکہ بن ہشام فی سیرتہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں سے نوعمر
 صحابی نے پیٹ کا حال بتا دیا اب جو کوئی کہے کہ مافی الامام کا علم کسی کو تعلیم الہی سے بھی
 نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دیگا علم مافی غدہ رسالہ ہذا میں
 بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات مافی غدہ یعنی کل ہونیوالی باتیں انبیاء
 علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوئے مگر ہم ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۲
 میں ہے قال (عمر) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یزینا مصارع اهل یکا بک
 یقول ہذا مصرع فلا من قد انشاء اللہ وھذا مصرع فلا من غدا انشاء اللہ قال عمر
 والذی یغنیہ بالمحق ما اخطوا الحد الذی حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث
 لہ غرض کہ ایک عربی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی کہ میری ادنیٰ چیز میں کیا ہو میرے گناہ کی ایسی بات رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ میں نے فرمائی کہ رسول اللہ نے فرمایا غامض

روایات کا مجموعہ

اور وہ انبیاء کی باتیں ہیں

خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا دوسرے کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مرجعین صافی غدا اور بایں ارض تمتع کا علم اللہ جل شانہ نے مرحمت فرمایا تھا یہ شبہ کہ ان جواری کو جو وقف پر گاتے میں کیڑتی تھیں کہ ہم میں ایسے بنی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرمادیا اور کہہ دیا کہ پہلے جو کہتی تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو صافی غدا کا علم نہ تھا یا حسب مرسوم مخالف عنید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم صافی غدا ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس حضرت نے تجدید اسلام نہ کرائی تو اس خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں اور اس کا جواب ماسبق میں بوضاحت گزر چکا۔

زرقانی جلد ۲۹ پر حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے

بنی یرئی ملکایری لنا حلالہ وینکو کتاب اللہ فی کل مشہد

فان قال فی یوم مقالۃ فائیب فتصد یقہا فی ضحوة الیوم اوخذ

اس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور جب طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحیح مضمون پر والہ علم صافی غدا کا تو اس میں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرمایا ہے ہیں فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائیگی یعنی حضور آج اور کل کے آئینوالے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس منع نہ فرمایا اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا یا حسب مرسوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع نہ فرماتے، اس کا علم کہ کہاں مر لگا اور کب مر لگا ما ثبت بالنسبہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساتھیوں سال قتل کئے جائیں گے۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین علی دامن متین سنۃ من مہاجرہی رواہ الطبرانی فی الکبیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

دین گاہک بڑا ہوا کیوں کہ حضور نے یہ کلمہ کہہ دیا کہ میں نے نبیوں کی جگہ پر

اس کا علم کہیں سے

وسلم سے خواب سن کر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد دھاتی برس زندہ رہوں گا و انج
 ابن سعد عن ابن شہاب قال روى رسول الله صلى الله عليه وسلم رؤيا فقصها على
 ابى بكر فقال رأيت كذا فاستبقت انما لى درجۃ فسبقتك بعرقايتين ونصف
 قال يا رسول الله يقبضك الله الى حفرة ورحمة واعيش بعدك سنتين نصف
 از تاریخ الخلفاء حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے زمین پر پھر نکاح کریں گے
 اولاد ہوگی پنیالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے
 پس میں اودھ ایک قبر سے اٹھیں گے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں چنانچہ مشکوٰۃ
 شریف میں رو عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يَنْزِلُ عِيسَى
 بن مريم لا يزوج ويولد له ويملك خمسا وعشرين سنة ثم يموت فيدفن معى في
 قبرى فاقوم انا وعلية بن حزم في قبر واحد بين ابى بكر وعمر حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں۔ یہ خواب حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ سے بیان کیا فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہونگے جو تمام زمین
 والوں سے بہتر ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ تیرے
 سب چاند ٹھہس بہتر ہیں یہ حدیث تاریخ الخلفاء میں رو اخرج سعيد بن منصور عن
 سعيد بن المسيب قال رأيت عائشة رضي الله عنها كانه وقع في بيتها ثلاثة اقبل
 فقصها على ابى بكر وكان من اعبر الناس فقال ان قصد رؤياك ليدفنن في بيتك
 خير اهل الامم ثلاثا فلما قبض ابني صلى الله عليه وسلم قال يا عائشة هذ اخير
 لقارات اب جو یہ بات یعنی اور بدیہی ہو گئی کہ امور خسر مذکورہ آیت ان اللہ عند علم الغیبات
 الخیر کا علم تعلیم الہی انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو حاصل ہو تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو تعلیم الہی بھی
 امور خسر کا علم نہ تھا یا کسی کو مخلوق میں سے ان امور خسر کا علم نہیں دیا جاتا جاہل اور مغبوط الحواس و
 دین بے بہرہ اور بد نصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 فرمان کو بھول گیا پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خسر کا علم کسی کو حاصل نہ داتا نہ بواسطہ
 تعلیم الہی آیت کی تفسیر بدایتہ کے خلاف کرتا ہے اور یہ ضلال ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر

ابن قرطبی کی ایسی تفسیر کہ انکا جواب جو مشاہد و محسوس کے خلاف ہو نہ کر سکیں
 تفسیر کرنا قرآن میں کرنا کر یہ قرطبی کی تفسیر نہیں

جلد ۴ مطبوعہ مصر (میریہ) ۳۲ پر ہے وہاں کان کذا اللہ مشاہد المحسوسات بالقول
بان القرآن تدل علی خلافہ مما یجوز الطعن الی القرآن وذلک باطل پس یہ کہہ دینا
کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیم الہی سے اور اس کو قرآن سے
ثابت کرنا کفر ہے جیسا کہ امام غزالی دین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بنے کے یہ راہ دینا کہ باطنی جو مکر مولوی
رشید احمد گنگوہی نے بیدھڑک لکھ دیا کہ علم غیب خاصہ حقائق ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے
دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں فقط والسلام مودعہ مودعہ مودعہ
از فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول

رشید
احمد
۱۳۰۱

صفحہ ۱۲۳

اد مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱۱ لکھا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات
ان کو اپنی ذات سے ہو خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا
ہے قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ ادا امت کا کوئی
عالم نہیں بچتا ادا تمام دنیا سے اسلام اسماعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہر لطف کی
بات یہ ہے کہ اس شرک کے پتہ سے اپنوں کی گردنیں بھی زنجیر سکیں مولوی اشرف علی تھانی
اور قاضی حسن چاند پوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ علم غیب کو بھی کیسے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح
صفحہ ۱۱۱ پر حفظ لایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
علم غیب باعطاء الہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم اور
فردی ہیں وہ آپ کو بتمامہ حاصل ہو گئے تھے الخ اب مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی اشرف علی
تھانی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسماعیل دہلوی کے فتوے سے شرک
نہت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں۔ الی اصل اگر ان فیوب ثمرہ کے باب
میں بسط کیا جاوے تو غالباً دس گیارہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں قلم ہو جاتے
اسی لئے تطویل سے اعراض کیا اللہ جل شانہ اسی مختصر کو باعث ہدایت مخالفین فرما دے
شعبہ ہفتم۔ سفر میں حضرت مخدوم عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں

مولوی اسماعیل دہلوی کے فتوے سے مولوی اشرف علی تھانی و مولوی مرتضیٰ حسن

ان کا ہارگم ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم۔
 جہین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے؟
 جواب۔ مخالفین کے دلائل کا دار و مدار بطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہی کسی آیت و حدیث
 سے وہ اپنا دعوے کی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچار ہی اپنی غلطریوں کو بجا
 دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم انھوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کوئی
 دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف و
 احوال و شہادت کے مستشرقین پر موقوف نہیں ہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ
 سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالم جمع کیا نہ ہوتا ثابت ہوتا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں
 اپنے خیالات و اہمہ کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں انکار و کرنے کیلئے پیش کرنا مخالفین
 ہی کی جرات ہے اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اقل تو
 اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھی، کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اسکی
 ضرورت ہی نہیں جو بات مزہ میں آتی کہدی حضور کی جس فضیلت کا چاہا بعض بزر و زبان انکار
 کر دیا بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً فوجدہ
 امام نووی فرماتے ہیں یحتمل ان یکون فاعل و جندہا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اسکے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کہ
 کیا معنی اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم۔ یہ کہاں کی منطق
 ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم الہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کہ
 کفار نے وقت قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ایاں یوم القیمہ کہا گئے مگر اللہ سبحانہ نے نہ بتایا
 معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے لئے عدم علم ضروری
 ہو اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ آپ کو تو کیا نظر آئیں گی آنکھ والوں سے پوچھتے شیخ المصنف
 قاضی القضاۃ ابو الفخاطر و الروادہ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری
 شرح صحیح بخاری جلد اول ص ۲۱۵ میں فرماتے ہیں واستدل بن اللہ علی جواز الاقامۃ فی مکان
 الذی لا ماء نہما یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں

ہر نے کا جواز معلوم ہوا اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے تھے ہاں یہ بھی
 معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہئے فتح الباری
 میں ہے وفيه اعتناء اهتمام بحفظ حقوق المسلمين وان قلت اس سے علماء نے کتنے
 مسائل نکالے کہ دفن میت کے لئے اور اس کے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے
 لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہئے فتح الباری میں ہے وبتحقیق تحصیل الضائع الاقلية
 للمقوق المنقطعة ودفن الميت ونحو ذلك من مصالح الرعية اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا
 کہ مال کو ضائع کرنا نہ چاہئے وفيه اشارة الى ترك اضاعته المال دفن البائس اور یہ کیا
 فرمائی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ جب پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ
 کہاں سے وضو کیا جائیگا کس طرح وضو کیا جائیگا تو وہ بیچین ہوئے لامحالہ انکو سوال
 کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات
 کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرات نہ ہوئی اور کسی گوارا نہ کیا
 اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کر نیک کسی کو حق نہیں ہوا انما شکوا الی ابی
 بکر لکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نائماً وکانوا لا یوقظونه (فتح الباری) حضرت صدیق
 اکبر نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کی کوکھ میں (اکبر میں)
 انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور انکے زانو پر
 آرام فرما رہے تھے اسوجہ سے انھیں جنبش نہ ہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انداز
 اس درجہ ہونا چاہئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق
 آنیکا اندیشہ ہو فیہ استجاب لصبر لمن نال ما یوجب الحماکة وھجلاً تشولش النافس
 (فتح الباری) فضیلت حضرت صدیق کا اظہار وفيہ دلیل علی فضل عائشۃ وابیہا و تکرار
 بركة منہا حضرت صدیقہ کی کسی فضیلت و بركت ظاہر ہوئی عمر بن حارث کی روایت میں
 وارد ہوا لقد بادلک اللہ الناس فیکم ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جنتا سید عالم
 علیہ السلام نے فرمایا ما کان اعظم بركة فلا تمک کہ اے صدیقہ تمہارے ہار کی کسی عظیم نشان
 بركت ہو قیامت تک کے مسلمان انکے قدم میں سرفراہ و بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں تم سے ملنا

حاصل کرتے رہیں گے بخاری میں بروایت عروہ وار وہے فواللہ ما أنزل بلك من أمرنا منكر
 لا جعل الله ذلالتك للمسلمين فيه خيرا اسید ابن حنبل نے فرمایا کہ اسے
 صدیقہ بخدا آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گراں گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں
 آپ کے اور مسلمانوں کے لئے بہتری فرماتا ہے اور عبد الرحمن ابن قاسم والی روایت میں ہر وہ
 بادل برکت کا ہوا الہی ہستی کہ لے آئے الہی بکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے حضرت صدیق
 اکبر نے آیت تیمم نازل ہونیکے بعد تین مرتبہ فرمایا انک لمبارکۃ اے صدیقہ تم یقیناً
 بیشک بڑی برکت والی ہو اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وہم
 سے شکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو ان کی برکت سے اللہ تبارک
 تعالیٰ تیمم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کر دے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور
 بصیرت کا نور جاتا رہا ہو وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا
 چشم بداندیش کہ برکنندہ باد عیب نماید ہر شس در نظر
 خلاصہ یہ کہ منافقین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا نفو ہے اور ان کے مدعاے
 جہل کو اس سے کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

شہرہ شرم قاضی خان میں ہے رجل تزوج امرأ غیبیہ وہو دفقال الرجل والمرأۃ
 خدائے را و بغير را گواہ کر دیم قالوا یكون کفر لانه اعتقد ان رسول الله صلی
 علیہ وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الہیام فکیف
 بعد الموت ترجمہ ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد
 اور عورت نے کہا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں کہ
 یہ کفر ہو گا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں
 اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جانتے ہیں
 جواب یہ معترض کا منشاء یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت
 کرے مگر اجماع اس کو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خان کی
 عبارت غرض ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی دعا اللہ کا فرا و تمام منافقین یعنی وہابی

قاضی خان کی عبارت متعلق تزویج بغير را گواہ کر دیم کا اعتراض احواس کا جو اس

بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہو پس جب
 عباد قاضی خان کے انکے کفر میں انکی فہم کے بموجب شبہ نہیں۔ آپ یہ کہیں گے وہابیوں
 نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہو ملاحظہ ہو
 اعلیٰ کلمۃ الحق ص ۱۰۱ بہت چیزیں اور امور غیب کے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرما کر انکی
 مقدار حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اور فیصلہ علم غیب ص ۱۱ میں مولوی ابوالوفاء شاعر اللہ امرتسری
 کے یہ لفظ مسطور ہیں۔ بھلا کوئی مسلمان کہہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہو کہ حضرت انبیاء
 علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونیوالے
 یہ خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو۔ اور منکرین کے اقرار
 ابتداء میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہوا ہے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں
 اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض غیبیہ ہیں) تو اگر
 معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے ہم الزام آئیگا تو ہمارے مخالفین ضرور کا فر ٹھہریں گے۔
 دیدی کہ خون ناحق پروا نہ شمع را + چن داں اماں نہ داد کہ شب اسحر کند

اور اگر وہ کا فر نہ ٹھہریں تو کیا ہم نے ہی خطا کی ہے اب عباد قاضی خان پر غور فرمائیے
 کہ ہمیں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ اختلاف ہو اور
 قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود انکے نزدیک
 غیر متعین ہو اور ائمہ سے مروی ہو چنانچہ شامی ص ۱۱۱ میں ہے لفظ قالوا مذکور فیما فیہ خلا
 لکھ ص ۱۰۱ غنیۃ المستملی شرح منہ الصلی بحت قنوت میں ہے۔ وکلام قاضی خان
 یشیر الی عدم اختیارہ لہ حیث قال واذا صلی علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 فی القنوت قالوا یشلی علیہ فی القعدۃ الخیرۃ فی قولہ قالوا اشارۃ الی
 عدم استحسانہ لہ والی انہ غیر مری عن الاممۃ کما قلنا فان ذلک من المتعطل
 فی عباراتہم لمن سئل ماذا اللہ تعالیٰ علم اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خانکی عبارت خود قاضی خانکے

لہ فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء کے علم ان میں داخل ہیں مخالفین گنتی کے دوا
 حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ حضور کو دلور کے پیچے کا بھی علم نہیں ہوتا اور بعض گستاخ تو یہاں تک اٹھتے ہیں کہ انہیں اپنے علم میں نہیں استقر اللہ

نزدیک غیر متحسّن اور غیر مروی اور ضعیف مروج ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع
اور جہل ہر در المختار میں ہے ان الحکم والفتیابا قول المروج جہل و خرق للاجماع والحق
میں بھی یہی قاضی خان والہ سلمہ و ہاں بھی نطق تیل ضعف کی دلیل موجود ہے و المختار کتاب
میں ہر تزوج بشہادۃ اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعین بل قیل مکین شامی
میں ہے (قوله یکن) لہذا استعقل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب
قل فی التامر خافیۃ و فی ہذا ذکر فی الملتقطانہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم
الغیب فلا ینظہر علی غیبہ احد الا من اتضیٰ من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفر
بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب بسبب تاتار خانہ اور حجۃ میں متقطع سے نقل کیا ہے کہ
اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روح پاک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
اشیا پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا
ینظہر احد الا من اتضیٰ شرح کثر الدقائق اور خزائن الروایا میں ہر دو فی المصنہات و الصحیح

انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب و تعرض علیہم الاحادیث
فلا ینکون کفرا یعنی مضمرات میں ہر کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیا پیش کی جاتی ہیں پس کفر نہ ہوگا شامی باب المرتد میں سکر بزار
ذکر کر کے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعویٰ الغیب معارضۃ لنص القرآن یکفر بہا الا
اذا اسند ذلک صریحا و دلالتا الی سبب من اللہ کو حی والہام یعنی غیب کا دعویٰ
نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا دعویٰ کافر ہو جائیگا لیکن اگر اس نے صریحا یا دلالتہ کی
سبب کی طرف نسبت کر لی ہے جو اللہ کی جانب ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں
و المختار میں، و فیہا کل نشان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالیٰ لہ و لکن ارادۃ
تعالیٰ غیبیہ لا تفہم فانہم علموا امر اللہ تعالیٰ بحکم الحدیث الصاق المصدق
من یرد اللہ بہ خیر الفیقہ فی الدین غایۃ الاوطار میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے
اور شاہین کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ

اس کے ساتھ دارین میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں
اس واسطے کہ وہ جان گئے ہیں حقتعالیٰ کے ارادہ کو جو ان کے ساتھ ہے رسول صادق مصدق
کی اس حد کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ الخیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں فقیہ کرتا ہے
یعنی ہر دین فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہو گیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہوا اسکے ہی معنی
ہیں کہ بے تعلیم الہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کر ہے اور تعلیم الہی سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لئے ثابت شہرہ ہم جمع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے
جواب یہ اعراض سخت جہالت ناشی ہے اسلئے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی نہ کہیگا مگر
دیہاتی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحت آیہ وانحاط بالادیم واحصى کل شیئ
عدادا کے فرماتے ہیں قلنا لا شک ان احصاء العداد انما یکون فی المتناہی فما
لفظہ کل شیئ فانہا لا تدل علی کو نہ غیر متناہ کا کن الشیئ عندنا ہوا الوجودات
والموجودات متناہیۃ فی العداد اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن ہے
خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفتیس کیلئے موجودات کو غیر متناہی
کہنا کو کسی عقلمندی جواب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کی جائے۔

مولوی اشرف علیہ صاحب کی تقریظ کا رد

قولہ بعد الحمد والمصلوۃ احقر الودی اشرف علی عزیبتائید مضمون رسالہ اعلا کلمۃ الحق عسر
کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات و احادیث وارد ہیں وہ میں قسم کی ہیں
ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں
قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں اقوال سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی
کلام نہیں کسی جزا ہے مثبتین کا دعویٰ کل شیئ معلوم لبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا
یہ موجب کلیہ ہے اسکی تفتیس البہ جزئیہ ہے (مثالہ بعض اہل متشیاء و لیس معلوم لبینا) جو شخص ایجاب
کلی کا مدعی ہے اس کو کس طرح سلب جزئی میں کلام نہ ہو گا کیا مولوی صاحب کے نزدیک علمی
کو اپنے دعوے کی تفتیس مسلم ہوتی ہے اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا۔ یہ بھی خوش فہمی ہے

خلاصہ تحریر
مولوی اشرف علی
تھانوی رحمہ اللہ

اشرف علی تھانوی

ایک دوسرے سے خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی بنا کر جس کا یہ مضمون ہو کہ فلا
چیز کا علم سرور اکرم کو دیا ہی نہیں گیا چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت
مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دہلی فیضہم نے ابتداء المصطفیٰ کے صفحہ ۱۰ پر فرمایا
ہاں ہاں تمام نجد یہ دہلوی گنگوڑی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجماعاً و کلاماً

چھوٹے بڑے سب کہتے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالة یا ایک حدیث متواتر یقینی الا فادہ

چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی
اشیاء مذکورہ ماکان و مایکون سے نکلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معنی رہا

جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یحییٰ کیداً لخاصین اب

یہ کہہ دینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے۔

قول تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہوا قول مناسب تھا

کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں نہ معلوم کس مصلحت سے لکھی گئیں یہ جھڑپ تھا مولوی صاحب نے

تین قسموں میں کیا جو غلط ہے اسلئے کہ جو مفید ایجاب کلی ہو درمثالہ فجعلی لی کل شیئاً ما احدثت

وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات و احادیث کا حصہ تین قسموں میں ٹھہرا قولہ اور اسی قسم

میں کلام ہے اقول چہ خوش جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں استدلال

کرے گا قولہ جو لوگ جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جمع مغیبات غیر متناہیہ کے

علم کا اثبات کرتے ہیں اقول جی ہاں ضرور بتائے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کیلئے جمع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں مثبتین علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت کے لئے ہرگز جمع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے یہ زبردستی آپ نے اپنے چپکائی

وہ تو جمع اشیاء کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور جمع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شہنشاہ میں مذکور

ہوا قولہ وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک

ٹھہراتے ہیں اقول غلط۔ انہیں ضروری کیا کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع

موجود ہو وید اور چیز دیگر قولہ اذہبوا وجہ تسلیم آپ کے اعلم خلق ہو نیکی اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں

وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں اقول برا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول

کرتے ہیں اور جو باوجود تسلیم آپ کے علم الخلق ہونیکے ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں
 قول۔ اب توفیقہ تعالیٰ یہ احقر اولاً سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احاطہ المتعلین
 ہونیکے قطعی الدلالتہ نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد میں جو کہ وسیلہ قطعی الثبوت
 قطعی الدلالتہ پر موقوف ہے اس سے کیا استدلال صحیح ہوتا؟ اقول۔ کیا غوب !
 بنا فاسد علی القاسد حضرت آپ کی قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کر سکی ضرورت
 ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احاطہ المتعلین ٹھہرے مثبتین قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں
 جس میں مجال احتمال مخالف اصلاً نہیں۔ اب آپ کی یہ سب تار و پود کھنچ انکسبوت
 ٹوٹ گئی لہذا اس قسم ثالث کو تنہا نوی مٹا ایجاب کلی پر حمل کریں یا ایجاب جزئی
 پر محبت سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں سالبتہ اگر بے قرنیہ حمل کریں
 گے تو یقیناً علمی کی داد پائیں گے۔ قول۔ بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اس
 میں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو مثلاً یہ ہمہ صحاح
 کی قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلا دیں گے ملائکہ
 عرض کریں گے انت لا تدری ما احد فلما بعدت اس میں جملہ لاتدری الخ
 مفید ہوا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی
 بھی نہیں کہ زمانہ ورود روایات محتملہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو۔
 اقول۔ تقدم تاخر کیا سلب جزئی ہی کہاں ہے جب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ و السلام میں
 خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلا دیں گے اور ملائکہ یہ
 عرض کریں گے انت الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر۔ واقعہ
 تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی بیسکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں
 بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا۔ اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھتا کہ دشوار ہے
 کہ علم نہ ہوتا تو خبر دنیا کیونکر ممکن تھا پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا
 نظر اللہ سے گزر جانا بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی ہے اننا نأمر فاذا حضر حتى اذا
 عرفتم خرج رجل من بيني وبينه فقال لم فعلت ايمن قال الى النار واللہ قلت
 منہ مقام عقائد ہے یا بحث فضائل تھانوی صاحب کو ابھی اتنا بھی معلوم نہیں جو دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں

حدیث ۱ اور فائدہ ایک یہ مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اس کا جواب

وما شأْنهم قال انهم ارتدوا بعد ان علی ادبارهم الفقه فمروا به حضور فرماتے ہیں اس
 اشار میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتیٰ کہ جب میں نے انکو پہچانا
 تو ایک شخص نے میرے ان کے درمیان سے نکل کر کہا آؤ میں نے کہا کہاں؟
 اس نے عرض کیا نجد اور رخ کی طرف میں نے کہا ان کا کیا حال ہے اس نے عرض کیا کہ یہ
 حضور کے بعد اٹھے پاؤں پیچھے پٹ گئے یہ بخاری شریف کی حدیث ہے مولوی اشرف علی صاحب
 کو ابو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور ان کا
 مال جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز ہے کہ انکے کلام درخی میں ہمزہ تفہیم
 مقدر ہو جیسا کہ وذلک فتمتہا الایہ اور ہذا درخی میں مقدر ہوا اور اس تقدیر پر صحیح مسلم
 شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے فاقول یا ادب
 منی ومن اصنی فیقال اما شعرات ما عملوا بعد الذین پس میں کہوں گا اے پروردگار
 میرے یہ میرے ہیں اور میرے اتنی پس فرمایا جائے گا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے
 بعد کیا کیا اب تھا نوای صفا فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا کیا تھا نوای صاحب اتنا بھی نہیں
 جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمال امت کا پیش ہونا ثابت ہے صحیح مسلم
 وابن ماجہ میں ہے عرضت علی امتی باعمالہا حسنہا وبقبحہا یعنی مجھ پر میری امت مع
 اپنے نیک بد اعمال کے پیش کی گئی۔ دوسری حدیث ابو داؤد و ترمذی میں ہے۔
 عرضت علی اجور امتی حتیٰ للقد اتی بخیرھا الرجل من المسجد و عرضت علی
 ذنوب امتی فلم ارذنبھا اعظم من سورۃ القرآن وایۃ او تہھا الرجل ثم
 نسفھا یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ تنکا جسکو آدمی مسجد
 دور کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے پس میں نے اس سے بڑھ کر کوئی
 گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دیکھی پھر وہ اسکو بھول گیا جب
 حضور اقدس پر امت کے تمام نیک بد صغیر کبیر اعمال پیش کئے گئے اور پیش ہوتے ہیں کھر طرح
 حضور کو ان لوگوں کے اعمال معلوم نہیں تھا نوای صاحب نے کس طرح سلب جزئی سمجھا۔
 کہیں کی متنبی ہے ابھی ذرا توقف فرمائیے کس کس چیز سے آنکھیں بند کر کے انکار پر آمادہ

رہیں گے بخاری و مسلم کی حدیث شریف ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا مجھلین من اثار الوضوء فمن
 استطاع منکم ان یطیل غراتہ فلیفعل یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ میری
 امت روز قیامت غر و محل یعنی اس شان سے بلائی جائیگی کہ اس کا سرا و ساتھ پاؤں
 آثار وضو سے چمکتے ہوئے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے سلم شریف
 کی دوسری حدیث میں ہر کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے جوائی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے
 ہیں انہیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے پنج کلیان گھوٹ
 سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لیں گے عرض کیا بیشک پہچان لیں گے فرمایا
 کہ میرے امتی اس شان سے محشر میں آئیں گے کہ ان کے پانچوں اعضا چمکتے جگمگاتے ہوں گے
 اور میں حوض پر انکا پیشوا ہوں گا حدیث کے الفاظ یہ ہیں قال کیف تعلم من لم یلت بعلن
 امتک یا رسول اللہ فقال بالیت لولن رجلا لخیل غر مجھلۃ بین ظہری خیلہم
 بھم لہم یعرف خیلہ قالوا بل یا رسول اللہ قل فانہم یاتون غرا مجھلین من
 الوضوء وانا فرطہ علی السو حوں کیا مولوی اشرف علی صاحب کے خیال میں اللہ مرتین
 کے پنج اعضا بھی چمکیں گے جس سے حضور کو ان کے مومن ہونیکا خیال ہونے کے لا حول و لا
 بقوۃ الملائکہ کس بنیاد پر ہوتا ہوئی صاحب سلب ثبوت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو
 پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم
 ہو معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تعافی صاحب در سلب کا
 لفظ سیکہ لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہوا نہیں کسی کی پرواہ نہیں ایک محدث اور
 سننے پہلے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو مسجد کی
 اجازت ملیگی اور پہلے سہراٹھایا گیا بھی مجھی کو اذن دیا جائیگا پھر میں اپنے سامنے تمام امتوں کے
 در بیان اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور دانہنے بائیں بھی ا
 شخص نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی امت سے حضور کی امت تک بہت امتیں ہونگی ان سب
 میں حضور اپنی امت کو کس طرح پہچان لیں گے فرمایا ان کے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے

اور روشن ہو گئے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہ ہو گا کیوں تھا تو ہی حسب پھر بھی آپ کے
 نزدیک حضور کو ایہ مرتدین کا پہچاننا ممکن ہی رہیگا اب فرمائیے آپ کے سوا کبسا مزاج ہے؟
 اہل بیت انہیں یوں پہچانوں گا کہ ان کے نام اعمال ان کے دامن ہاتھ نہیں ہونگے اور انکی وراثت ان کے
 حصے دھڑکی ہوگی کیوں تھا تو ہی حسب کیا مرتدین کے اعمال ان سے بھی کیا ان کے دامن ہی نہیں
 میں ہونگے؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھائیے آپ کوئی رقم باقی تو نہیں رہی، حدیث
 کے الفاظ ملاحظہ ہوں انا اول من یؤمن باللہ بالشیعہ یوم القیامۃ فان اول من یؤمن
 لہ ان یرفع راسہ فانظر الی علی بن ابی طالب فاعرف امتی من بین اہل مصر ومن یضقی
 مثل خلک وعن یمینی مثل خلک وعن شمالی مثل خلک فقل الی حبیب یا رسول
 اللہ کیف تعرف امتک من بین اہل مصر فیما بین نوح الی امتات قال ہم غر عجبون
 من انہم یضیعون لیس احد کذلک غیوہم واعرفہم انہم یوتون کتہم بایا انہم
 طاعہم تسعی بین ایدیکم ذریعہم واکا احمد اب فرمائیے استفہام مقدہ
 مانے گا یا نہیں اتنی حدیث آپ کی لشکر کے لئے کافی ہیں یا وہی کہے جائیگا۔ کاش نہ بھولی ہی
 پر حمل کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی کہ آپ کو شوق تھا سلب ثابت کرنے کا ہر حال رہا تو آپ کا
 سلب سلوب ہوا والحمد للہ فرمائیے تھا تو ہی صاحب اب سارہ جزیرہ کس کے گھر سے
 آئیگا؟ قولہ دوسرا محتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا۔
 قول یہ لیاقت علی سے بیگانگی اور فہانت کی بانگی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی
 خدا جانے کیا سوچ کر لکھا ہے جس کا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا؟ ایک
 عنایت فرما کا شبہ جب نفیر کو تحریر بالاسے فراغت ملی تو ایک عنایت فرمانے ایک
 شبہ اور پیش کر کے فرمایا کہ یہ شبہ اور اس کا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس
 رسالہ میں شامل کر چنانچہ وہ شبہ مع جواب حوالہ قلم ہوتا ہے شبہ بعد معراج
 کے جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال
 دریافت کیا تو حضور مرتد ہوئے جب اللہ جل شانہ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا
 تب حضور نے کافروں کو اسکا حال بتایا اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد کرتے اور
 فوراً بتا دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں جواب سلمان کو عرف

یہ کہ از دین بیت المقدس کا حال دریافت کیا حضور
 مرتد ہوئے اور اس کا جواب

اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جمع اشیار کا علم قرآن و حدیث سے
 ثابت ہو جیسا کہ ابتدائے رسالہ ہمارے مفصل گزارشات تو پھر اپنی طرف سے شہد نکالنا اور ہمیشہ
 اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گھڑیں گویا اس چیز کا انکار ہے
 جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو اور یہ سخت مذموم و قبیح ہے لہذا جب ہم رسول اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جمع اشیار پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض نہیں سنبھاتا اور جو کوئی
 اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے اس سے میری مراد یہ ہے کہ ہر شخص
 جاہل ہو یا عالم قرآن شریف و حدیث سے جو چیز ثابت ہو اس پر اپنی عقل ناقص سے اعتراض
 کر کے اسکی مخالفت نہ کرے بلکہ ہر چشم تسلیم کرے۔ اب اصل شہد کے دفت کی طرف
 توجہ فرمائیے ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہو تاہم اتنا ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں
 بیت المقدس کے متعلق حضور سرایا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور
 حضور کو معلوم تھیں اسلئے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جس کے جاننے کا اقرار حضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو تا تو حضور ہرگز متردد و غمیگن نہ ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد
 فرمادیتے کہ ہم نے اس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اس کو دریافت کہتے ہو
 مگر حسب بیان سائل حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے
 صراحتاً یا اشارتاً ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور حضور
 کا فرمان سر اسر حق و بجا تو ضرور حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا
 جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر ان کا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اس طرف التفات
 نہ ہونے سے ناشی دوم یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے حضور بیت المقدس تشریف لیگے
 اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستے میں بیت المقدس پر گزرے اس کو پوسے طور پر
 دیکھا بھی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دو
 رکعتیں تہجد المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے پھر جبریل علیہ السلام ایک برتن شراب کا
 ایک دودھ کا لائے حضور نے دودھ پسند فرمایا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے نطفہ کو حقاً
 فرمایا الفاظ اس حدیث کے جو بروایت مشکوٰۃ شریف ۲۳ میں مروی ہیں یہ میں عن ثابت
 البانی عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایت بالبراق وهو دابة

ابیض جلویں فوق الجار و دون البغل یقع حافره عند فستھی طر فدا فرکتہ
 حتی ایت بیت المقدس فریطته بالحلقة التي ترتبط بها الانبیاء قال ثم دخلت
 المسجد فصليت فيه ركعتین ثم خرجت فجاء فی جبرئیل بانوار
 خمر و انباء من لبن فاخترت لللبن فقال جبرئیل اخترت الفطرة انتھی
 بقدر الحاجة اب کہ حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں شہرنا، سواری سے
 اتر آنا، سواری یعنی براق کو ہانڈ دینا، بیت المقدس میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا فرمانا
 پھر شراب چھوٹنا و دھواختیا بکریا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 و سلم کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی، پھر اگر حضور ترمود ہوتے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ
 اس وقت اس طرف القعات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جو
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لقد رايتني فی الجحيم و قریش فسلني عن مسراتي فسا لفتني عن اشياء من بیت
 المقدس لما اشتبهوا فکویت کربا الحیث از مشکوة اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے
 لم اقبلت علی لم اضبطها ولم اخطها۔ ہر لغات بلکہ ایک روایت میں تحریر وارو ہے کہ حضرت
 رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کئے اور حضرت نے سب بتا دیئے اس حدیث میں ترو و
 وفکر کا نام تک نہیں۔ چنانچہ مزارج النبوة جلد اول میں ہے کہ امد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 اور حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و گفت یا رسول اللہ وصف کنی انرا بمن کہ
 من رفته ام اسبغا و دیدہ ام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت
 ابو ہریرہ اشہد انک رسول اللہ شہیدہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی وکما یکرم یعنی خدا کی قسم میں نہیں
 جانتا اور آنحالیکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا جائیگا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ
 کیا کیا جائیگا اور یہ مضمون آیت میں محمد ہے قبل ما کنتم من الرسل وما ادری
 ما یفعل بی وکما یکرم جواب آیت و حدیث دونوں میں آدر ہے جو در آیت ہے

مشق ہے اور درایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں ردالمحتار
 میں ۹۷ (والراجح الذرایۃ) بالرفع عطفاً عن الاشبہ ای الراجح من جمہ
 الذرایۃ ای ادراک العقل بالقیاس علی غیرہ توصاف یعنی ہوتے کہ میں اپنی عقل
 سے نہیں جانتا اور تعلیم الہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت و حدیث کے نہیں نکلتا
 مگر قیاس سے کہ معترض نے شبہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ جل شانہ حضرت
 کے ساتھ کیا کرے گا اور اس سادہ لوح نے اتنا نہ سمجھ لیا کہ اللہ جل شانہ خود فرماتا ہے ولا یختر
 خیر لک من الاصلی ولسوف یغیظک ربک فخرضنی جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی دنیا میں ہی معلوم ہونا آیت
 قرآنی سے ثابت اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر یقین، فرما کر یہ فرمانا انا انت
 هذه الایۃ قال اذا لا اضنی وواحد من اہنی فی النار ان تفسیر کہ یہ جلالہ ۵۷ کہ میری
 آیت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہوں گا۔ صاف بنا رہا ہے کہ
 حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ الغرض
 معترض کا شبہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے اس بیچارہ کو اب تک یہ خبر نہیں کہ یہ
 آیت جس سے وہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم نہ ہونا اس معاملہ کی نسبت جو آپ کے اور
 آپ کی امت کے ساتھ کیا جائیگا ثابت کرتا ہے وہ آیت منسوخ ہے ملا عبد الرحمن بن محمد وشی
 رحمہ اللہ رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں قوله تعالیٰ ما ادری ما یفعل بی ولا یفعل الا فیخ
 بقوله تعالیٰ انا فتنکناک فتحا صبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر
 اور اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں سورة الفتح و فیہ انا سنحدیس فیہا
 منسوخ فان ایضاً قوله تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر و المنسوخ
 قوله تعالیٰ وما ادری ما یفعل بی ولا یفعل ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ ایہ
 کہ یہ ما ادری ما یفعل بی ولا یفعل منسوخ ہے اور اس کا ناسخ انا فتنکناک فتحا صبینا الایۃ
 جس میں دنیا میں فتح میں ان کا اور آخرت میں غفران کا مزدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا رب جل و علا دنیا و آخرت میں کیا کرے گا اب مولوی عبد العزیز

کا یہ قول پہلے پہل ہو گیا کہ اس آیت کے اگر یہی لے جاویں کہ ہے خاتمہ اور عاقبت کی
 آپکو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے معنی کہ
 یعنی آپ ان واقعات اور معاملات سے جو دنیا میں آپ کو پیش آئیوں گے تھے یہ خبر تھی
 کسی کے نزدیک منسوخ نہیں (غیبی ساز سب) ثانیاً دوسرے معنی جو مترض نے نکالے بہت
 ضعیف ہیں صحیح معنی وہی ہیں جب یہ وہ خود آیت کو منسوخ مانا ہے بخاری میں ہے عن عائشة
 بن زید بن ہشام ان ام العلاء اعرأت من لکن انصار وکانت بایعت النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اخبرته انه اقسام المہاجرین قرعة قالت فطار لنا عثمان بن
 عفرون فانزلناہ فی ابیاتنا فوجع وجعہ الذی قوی فیہ فلما قوی وغسل وکفن
 فی الثوبہ دخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رحمۃ اللہ
 علیک ابا المہاجر فشهدا فی علیک فقد اکرمک اللہ فقال النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم وما یدری ان اللہ اکرمہ فقلت یا جی انت یا رسول اللہ فمیکرم
 اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ہو فقد جاءہ الیقین واللہ انی
 لا رجولہ الخیر واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی قالت فواللہ ما ادری
 بعدہ احد یا رسول اللہ اور کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبعہ قادیان ص ۱۱۱
 میں اسی کریمہ و ما ادری الایہ کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں قال ابن الجوزی الصحیح
 فی معنی الا بیت قول الحسن وعن ابن عباس وانش وعکرمة وقادة معناه
 لا ادری حالی ولا حالکم فی الاخرۃ ثم نزل بعد لیغفر لک اللہ ما تقدم من
 ذنبک وما تاخر فقالوا هنالك قد علمنا ما یفعل اللہ تعالیٰ بک ثم نزل لیدخل
 المؤمنین والمؤمنات اتبوا معلوم ہو گیا کہ ابن جوزی وغیر مقلدوں کے مسلم محدث
 کے نزدیک بھی آیت کے وہی معنی صحیح نکلے جنکے مراد ہونے پر مولوی عبدالغفری صاحب نے
 بھی آیت کے منسوخ ہونیکا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں
 اب کیا مجال گفتگوری ثالثاً اگر مولوی عبدالغفری صاحب کے وہ ثانی معنی فرض بھی کر لے
 جاویں تو ان کا یہ کہن اسر اسر پہلے ہی کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں کیونکہ
 اول تو اس آیت کو جہاں منسوخ لکھا ہے یہیں لکھا کہ اس معنی کے لئے تو منسوخ ہی

مگر دوسرے معنی کے لئے مسوخ نہیں دوسرے جو آیت اسکی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے
 کہ دوسرے معنی میں بھی آیت مسوخ ہے اسلئے کہ اسمیں اسکی صاف بشارت
 ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جاوے گا اور اسکی بھی کہ آخرت میں کیا
 تفسیر لیا جائے (خازن) جلد رابع ص ۱۱۱ ملاحظہ کیجئے اس میں ہر وقیل لا ادری اے
 ماذا یصیر امری وامرکم فی الدنیا اما انافلا ادری اخرج کما اخرجت الانبیاء
 من قبلی ام اقتل کما قتل بعض الانبیاء من قبلی واما انتمراہما المصد قوت
 فلا ادری اخرجون معی ام تترکون ام ماذا یفعل بکم ولا ادری ما یفعل بکم
 اہما المکذبون اترصون بالمجادۃ من السماء ام یخسف بکم ام ای شیئی یفعل
 بکم ہما فاعل بلام المکذبة ثم اخبرہ اللہ عزوجل انہ ینظر دینہ علی
 الاولیاء کلہا فقال تعالیٰ ہوالذی ارسل رسولہ بالہدٰی و دین الحق لظہور
 علی الدین کلہ وقال فی امتہ وماکان اللہ لیعدنہم وانت فیہم وماکان اللہ
 معذہم و ہم یتغفرون فاعلمہ ما یصنع بہ وبامتہ قبل معاذہ لا ادری
 اے ماذا یصیر امری وامرکم ومن الغالب والمغلوب ثم اخبرہ انہ ینظر
 علی الاولیاء وامتہ علی سائر الامم کیوں صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کو حق سبحہ تعالیٰ نے اسکی بھی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں آپکے دور آپکی
 امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاوے گا اور اس معنی میں بھی یہ آیت مسوخ ہی ہے جو سب
 نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے والبعثا نہایت شرم کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے مخالفین باوجود
 دعوئے اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض نکال رہے ہیں
 جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اسکے جواب میں ہمیں وہی آیت پیش کرنی ہوتی ہے
 جو ان کفار نابکار کے جواب میں نازل ہوئی۔ اے اسلام کا دعوے اور یہ حرکتیں لما نزلت ہذا
 الایۃ فرح المشرکون وقالوا واللات والاعزٰی ما امرنا واما محمد عند اللہ الا واحد وما
 لہ علینا من مزیۃ وفضل ولو لا انہ افدع ما یقولہ من
 ذات نفسه لا اخبرہ الذی بعثہ بما یفعل بہ فانزل اللہ

عن رجل لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر فقلت الصلحاً هنيئاً لك
 نبی الله قد علمت ما یفعل بك فماذا یفعل بنا فانزل الله عز وجل لیدخل المومنین و
 المومنات جنات تجری من تحتها الانهار الآیہ وانزل وبشر المومنین بان بهم من الله
 فضلاً کبیراً فبین الله ما یفعل به وبهم (خازن) ص ۱۲۳ مطبوعہ مصر شہرہ قرآن
 پاک میں وار ہے یوم یجمع الله الرسل فیقول ما اذا اجتمعتم قالوا لا علم لنا انک انت
 علام الغیوب یعنی جس دن جمع کریگا اللہ رسولوں کو پھر فرمایگا کہ تم کیا جواب دیتے گے یعنی
 تمہاری امتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا وہ کہیں گے کہ ہمیں علم نہیں تو ہی علم الغیب
 ہے تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہہ دیتے؟ جواب ایسے شبہات
 مخالفین کی کو تہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے
 کہ انبیاء علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہو چکی نسبت وہ لاعلم نہ فرمادینگے کیونکہ سوال یہ
 کہ تمہاری امتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی مانا
 اور جواب دینا چاہتے جو انکی امت نے دیا تھا بجائے اسکے یہ کہہ دینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود علم الغیب
 ہے ضادل اسکی ہر کہ بقابلہ علم حق سبحانہ تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی مقتضایہ
 بھی ہے وحقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لاشے کی ہے
 تفسیر خازن ص ۱۰۰ جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ان الرسل علیہم السلام لما علموا
 ان الله تعالى عالم لا یجھل وحلیم لا یتسفه وعادل لا یظلم علموا ان قولہم لا یفید خیاراً
 ولا یدفع شراً فراؤا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی الله تعالى وعلی
 فقالوا لا علم لنا جہور فمیرین اسکے تو مقر ہیں کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کو یہ علم تو
 ضرور ہے کہ انکی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے پس اس مخالفین کے شبہہ کا تو قلع
 وفتح ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ یہ کہ انبیاء
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں، اسکے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ کہ انکا مقتضایہ
 ادب کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کیسے بخود اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے
 جلیل القدر استاد کو سکھانے۔ تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم و حیا سے تعلق ہو تو

آئزہ ایسی عبارات سے ہرگز استلال نہ کیا کریں کہ ایسے انکار و ادب پر معمول ہوتے ہیں شبہہ
 ابو داؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک قدم سے
 اتار دی یہ دیکھ کر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار دیں سر و اکرام
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے فرمایا کہ تم نے کس سبب اپنی اپنی
 پاپوش کو اتار دیا عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اتار دی جو ہذا ہم نے بھی
 ایسا ہی کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی تھی
 کہ ان میں نجاست ہے تو اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، غیب میں ہوتے تو کیوں نجاست
 والی جہت پر نہ نماز پڑھتے؟ جو اب معترض کا یہ کہہ دینا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھنا صحیح نہیں
 ادب اور اسکی نفی پر دال ہے پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز
 جائز نہ ہوتی ورنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاپوش مبارک اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے
 بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے
 نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبریل علیہ السلام کا خبر دینا اظہار عظمت و رفعت شان حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہو کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے
 اس سے عدم علم اس سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہے شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللغات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں وقدر
 فتح قاف و ذال معجمہ دراصل آنچہ مکروہ پندار دآئرا طبع و ظاہر انجاستے ہوو کہ نماز باں درست
 نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آنرا ناخوش دارود الا نماز از سر میگرفت کہ بعضے نماز
 باں گزارده بود و خبر دادن جبریل دبر آرد و رون از پا جہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق
 بحال شریفنا دے بود شبہہ واقعہ بیہودہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کا
 تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہر جاؤں گا آپ نے شرعاً جلیل القدر قاری قرآن
 سلمہ اگرچہ حدیث شریف میں جوتے ہیں کہ نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ صحابہ کے لئے اس وجہ سے درست تھا کہ
 ان کے جوئے نہایت پاک تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرش نہ بنا تھا اگر اب عام طور سے جوتے
 پہن کر نماز پڑھا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی توثیح ہو اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا کہ کثانی رد المحتار

نماز میں حدیث مبارک اتارنے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب

نماز میں حدیث مبارک اتارنے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب

اسکے ہمراہ کروٹے راستہ میں وہ سب کے سب غدر اور بیوفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جو سپر
آپ کو کمال حزن و دلال ہوا اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے
تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے جو اب اس تمام قصہ کے نقل کر رہے معترض صحابہ کا جو مدعا
ہے وہ یہی پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے
تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے۔ ہائے افسوس اسے غریب تم کیا سمجھ گئے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انہیں روانہ فرماتے آخر روانہ فرمانیکا باعث
کیا؟ صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی۔ اب ذرا ہوش سے سنئے حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوصلے اور ہمتیں مولانا
آپ کی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی، جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز
رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز نہ رشتاعت اسلام ہوتی ہے درگزر کرتے
کار پاکانہ قیاس از خود مگیر، اے حضرت وہ تو ہر دم جان نذر کر سیکو تیار رہتے تھے
جاننا برائے دوست میداریم دوست۔ ہر چند کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صحابہ
کرام کے بیش آنیوالے جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر یہ موقع درگزر نہیں کہ ایک شخص اشاعت
اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور اپنے نیاز مندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے
بیمجدیں اور اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ
محبوب ہے وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے اس لئے خوف جان اس موقع پر اعلا
کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ سب
خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلا کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی اور خود صحابہ کرام کو
شوق شہادت گدگد رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ شہادت ایک بڑا ترہہ ہر خیال
واقفہ بیرعونہ میں مقابلہ کر نیوالے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہو گئے
اور ان میں سے حضرت منذر بن عمرو گئے تو کفار نے ان سے کہا کہ آپ چاہیں تو ہم آپ کو
امن دیں مگر آپ کے آرزو مند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے
امن کو قبول نہ فرمایا (کنز الدینی دار الفیوض جلد ۲ ص ۱۸۱) یہ تو عرض کیا گیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

صحابہ کرام کو دین پر جان تصدق کرنے ہی کے لئے روانہ فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاویں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے لئے قبل واقعہ علم تھا تو صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قتل عمد کی نسبت کرنا پڑیگی تو کیا وہ مندر ابن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خود کشی کا الزام لگائیگا کہ انھوں نے باوجود امن پانچے شہادت دہی کو اختیار فرمایا اور اس طرح حضرت عمر بن امیہ ضمری اور عمارؓ پر بھی کہ یہ حضرات اذونکو چراگاہ میں لے گئے تھے جب واپس آئے اور شکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے پر ندونکو گرفتار کر لیا اور گردوغبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سوارونکو بلندی پر کھڑا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کیا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب مصلحت کیا ہو عمر بن امیہ ضمری کی سائے ہوئی کہ سید کا ستا کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اجاب بیان کیا جائے گا حارث نے اسے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم پہنچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے چنانچہ انھوں نے کفار سے مقابلہ کیا اور ان میں چار آدمیوں کو قتل کیے حارث خود بھی شہید ہو گئے کذا فی صحیحہ المسلم و مدارج النبوة۔ اب یہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امن عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے قصداً دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خود کشی کی ایسی طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہو کہ فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیدہ دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں اور ان جانوں کے اس عمدہ طور پر کام آئیکا کوئی موقع نہ تھا جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہ خدا میں نثار ہو گئی یہ کہنا کہ اس حادثہ کا اگر حضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بیچتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے صریح فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر الزام لگانا ہے کہ جب جان تصدق کر لیا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہو تو درگزر کرتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی اعظم تو یہ کہتے صحابہ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پر جان نثار کرنے میں وسیع کر جائیں جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر

کرنے کا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کر دیں جیسا کہ میں ادھر صحابہ کے
واقعات سے ثابت کر چکا ہوں۔

میں پہلی ہی سرشوق سے مقتل جن گزوں پر لے جان اگر خیر فو لا دمتہارا۔
تو اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ سے واقف ہونا کس طرح مانع روئی
صحابہ ہوتا۔ اب بھی اللہ تعالیٰ معترض کا اعتراض باطل ہو گیا اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود
پیش آنیوالے واقعات سے مطلع ہونے کے روانہ فرما دینا قابل اعتراض نہ رہا پھر حضور کا یہ روانہ
فرما دینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں مگر اللہ عقل اور ایمان نصیب فرمادے تو معلوم ہو کہ حضور کی
اسی بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصانِ خدا ہی کو ہے اور جس قدر علم ہیں
عنایت ہو ابقدر اسکے لکھ دینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہو لہذا کچھ بطور نمونہ پیش کیا جاوے
اسی واقعہ بیرسونہ میں صحابہ کا دلیری اور جواغردی کیساتھ حکم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں
پروانہ وار جان نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابل یادگار اور دل پر اثر کر نیوالی بات
ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوت ایمانی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلق اللہ کو ایسے پر اثر واقعات سے ہدایت ہوتی ہے
بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیرسونہ پر پہنچے اور انہوں نے حضور
سراپا نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب مرغوب حرام بن لمان کو دیا کہ عامر بن طفیل کے
پاس لیجائیں حرام و شخصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہونے جب اس قوم کے نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں
کہا کہ تم یہیں رہو میں جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجھ کو امن دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا
تو تم صحابہ کیساتھ جا ملنا پھر حرام بن لمان نے ان لوگوں سے کہا امن دو تو میں تمہیں خدا
کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں حرام بن لمان گفتگو ہی کر رہے تھے کہ ایک
شخص نے جو انکے پیچھے تھا ان لوگوں کے اشارہ سے اپیر حمل کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے
بدن کے دوسری طرف نکل آیا اس حالت میں حرام بن لمان کی زبان سے جو کلمے نکلے ہیں
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئے گا حالت تو یہ کہ نیزہ سینہ
پر مارا ہو گیا اب خون چہرہ اور تمام بدن کو رنگین کر رہا، اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے اللہ اکبر

فوت و رب الکعبۃ رب الکعبۃ کی قسم میری آرزو پوری ہوگئی اور مطلب حاصل ہو گیا مار دل گئی یعنی
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے غور پر ہوگئی رتبہ شہادت ملا سبحان اللہ
 ایک تو یہ دل تھے جو یوں دلیرانہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں جان نذر کرتی
 تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل اور اقدس کی صفت
 کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں فلما نزلوها قال بعضهم لبعض ایکم مبلغ رسل رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اهل هذا الماء فقال حرام بن لیحان انا فخرج بکتاب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم الی عامر بن الطفیل مکان علی ذلالت الماء فلما اتاهم حوام ابن
 ملحان لم یظفر عامر بن الطفیل فی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال حرام بن
 ملحان یا اهل بنی معونۃ انا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکم وانی اشہد ان لا الہ الا
 وان محمد عبدا ورسول فامنوا باللہ ورسولہ فخرج الیہ رجل من کسر لبتیت یوحی فی فضلہ فی
 جنبہ حتی خرج من الشق الاخر فقال اللہ اکبر فرت وارب الکعبۃ رکضانی الخزنۃ ودارج البنوۃ مسلم
 صحابہ کی اس طرح جاں نثاریاں تو ایمان والوں کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 تمکداری کیلئے نسخہ اکسیر میں علاوہ بریں حضور کی خبر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں اور بہت سی حکمتیں ہیں
 چنانچہ اسی واقعہ بیرونہ میں جب حادثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مفاخر کر کے شہید
 ہو گئے اور عمرو بن عبیرہ ضمری باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا بلکہ پیشانی کے بال
 پکڑ کے چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوئی رخصت دی اور یہ دریا گیا کہ ان شہدائے آپ واقف
 میں فرمایا کہ ہاں واقف ہیں تب وہ اتھر کر شہدائے قتل میں آیا اور ہر ایک کا نام و نسب و نسب و نسب
 کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی تجھے تم میں سے جی نکش رہا نہیں ہے عمرو نے فرمایا کہ ہاں
 عامر بن فہر جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندہ آزاد کردہ شدہ تھے وہ انہیں نہیں ہیں
 کہا کہ وہ کیسے آدمی تھے فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پرانے مسلمان تھے عامر بن طفیل کا فرنے
 کہا کہ ان کی شہادت کے وقت میں نے بچشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھاتے
 گئے (وفا) عامر بن طفیل کا ایسا عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور خود اس کو
 بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان نہ ہونا اور ایمان سے محروم رہنا

اہل نجد۔

شہرہ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا آپ نے باہر تشریف لا کر فرمایا کہ سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں۔ میرے پاس خیم یعنی جھگڑنے والے آتے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہوا کی خوش بانی سے میں اس کو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، پس جس کو میں حق مسلمان کا دلائل وہ سمجھے کہ جنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب داں نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلافت فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا جو اب مناظرین بالانصاف کو مخالفین کے شبہ دیکھتے دیکھتے یہ تو خوب ظاہر ہو گیا ہو گا کہ یہ حضرات اپنے مدح کے ثابت کرنے سے عاجز ہو کر اب محض زبان درازی پر آگئے ہیں۔ اور صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں یہ حدیث جو معترضین نے چوٹ کی ہجو اس میں ہا یک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء کے شکار میں درابھی مدد۔ اسایب کلام کی معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں بلکہ کلوپنر کی طرح بھی الزام نہیں آسکتا۔ فہم مبارک نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسد غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا۔ سبحان اللہ یہ فہم قابل تحسین و آفریں ہر سر واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کے لئے نبائی تو تیں خرچ کریں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں (درملاء الترمذی) فانما قضیت لاجل منکم لشیئ من حق اخیه فانما اقطع له قطعة من النار یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلا دوں تو وہ اسکے لئے آگ کا ٹکڑا ہے مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے چل کیا بغرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سن کر تمہیں دوسری کا حق دلا دوں تو بھی غامدہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش نہ کرنا مقصود تو یہ تھا معترض صاحب نے اسے انکار علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کیا اگر حضرت کسی حق (معاذ اللہ) کسی دوسرے کو دلاتے تو بھی کچھ جابے عذر ہوتی کہ اتو کچھ شہرہ کا موقع ہو کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلا دیا مگر یہاں شہرہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضور

حدیث الحنفیہ بخاری و جامعہ شریفہ اور اس کا جواب

نے ایک کا حق دوسرے کو دلا دیا بلکہ جو نفع فرماے وہ بھی تفسیر شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں
 ایک فرض محال ہر معنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہو اگر باغرض ایسا ہو
 تو بھی نہیں کچھ فائدہ نہیں معترض صاحب ذرا مہربانی کیجئے اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف فرمائیے درندہ
 ایسا ہی شرطیہ قرآن شریف میں بھی وارد ہے قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین یعنی فرمادیجئے
 سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر جن کے دلدادہ ہو تو میں پہلا عباد کر نیوالا ہوں کہیں اس اجتہاد کی بنا پر یہ کہنا
 حضرت کو خدا تعالیٰ کے بیٹا ہونیکا بھی خطرہ تھا (سعاذ اللہ) یہ شرطیہ ہو اور شرطیہ مقدم کے صدق کو مستلزم
 نہیں ہوتے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتے چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہو اور علی ہذا اس
 حدیث میں بھی جس سے آپ اپنے مدعاے بطل پر سند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال ہو یہ ناممکن کہ سرور
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلہ سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے ادب کر دو اور رسول کا توبہ
 سمجھو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اب ذرا شرح مشارق کا مطالعہ کرو ان قولہ علیہ السلام فمن
 قضیت له بحق سلم الشرطیۃ وھی لا تقتضی صدق المقدم فیکون من باب فرض المحال
 نظر الی عدم جواز قل دنا علی الخطاء ویمحوز دلالت اذا تعلق بہ غرض کما فی قولہ
 تعلق قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین والغرض فیما نحن فیہ التہدید
 والتفویج علی اللسن والاقدام علی تحلیلین الحجج فی اخذ اموال الناس بشہمہ حضرت کو
 شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس تشریف فرما ہو کر شہد نوش فرماتے تھے حضرت
 عائشہ اور حضرت حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس اول حضرت تشریف لائیں وہ آپ
 یہ کہہ کہ آپ کے منہ سے مغایر کی بو آتی ہے آپ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیایا ہے تو یہ جواب دے
 کہ شہد کی بھی مغایر پڑی ہوگی پس چونکہ آپ کو بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرمادیجئے
 اور حضرت زینب کے پاس نشست کم ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سر سعدا لہم نے قسم کھائی
 کہ اب کبھی شہد نہ پیوں گا اس پر یہ آیت اتری یا فہما النبی لہم ما لہم لعلی اللہ ان - اگر
 حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے؟
 جو اب ہزار فرنگیں کیں اور بیچارے مخالفین لکھتے لکھتے پریشان ہو گئے مگر آج تک اس ثابت ہوئے
 کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے رحمت ہی نہیں فرمایا نہ اس

شان نزول قرآن مجید پر مباحث کا شہد ادا کا جواب

یہ شہد فیہ رسالہ ۵ میں ہے۔

مضمون کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرات ہوئی نہ حدیث دکھانے کی ہمت ہاں قیاس فاسد کیڑوں
 ایجاد کر ڈالے قیاس فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل التفات ہیں؛ یوں تو شیطانی
 قیاس و الونکو کلام الہی پر شبہ سوچیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا
 علم حاصل نہیں ہر جب چاہتا ہے کسی ترکیب سے کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ
 خدا تعالیٰ کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون اتباع کرے گا اور کون نہ کرے گا
 جب تو اس نے نہ زمین قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے میں پھر گئے اس
 معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے اب ہمیں حضرت کی موافقت کی اور کچھ چون و چرا کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ
 اتباع کر نیوالے میں باقی نمبر متبع چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِمَنْ
 مِنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ اس آیت میں اَللّٰهُ لَعَلَّكُمْ کے لفظ سے صراحتاً شبہ پیدا
 ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہ ہے کہ کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرآن عدم علم کے ہرگز نہیں
 ہوتے اللہ جل شانہ علیم و خیر ہوا مانے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ
 معنی سمجھ لینا اور انکار علم میں سدا لانا اور بطنی اور نامینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے
 ہزاروں شبہ کج طبع لوگوں کی طبیعتیں پیدا کرے گی اور وہ سب ان کی کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہو گا جو
 ایک مجذوب کی بڑیا ہڈیاں سے زیادہ وقعت میں رکھتا اس طرح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن جیلہ و دھور ڈھبے رہتے ہیں اور شبہ تلاش کرتے ہیں اور
 ان کو اپنے اس حکاکی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ یہ سب کوششیں سو ہیں یہی شبہ محرم
 والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہے ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکیگا
 حضور نے اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ قرآن اک کے مبارک لفظ میں مبتنی
 حضرات ازواج جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے
 شہد چھوڑ دیا اس کو علم سے کیا واسطہ حضور خوب جانتے تھے کہ میں بد نہیں ہوتی مگر ازواج کہ طبع
 شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور حضور کے اخلاق کریمہ ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا
 نہ فرماتے تھے نہ بار علیہ اس وقت ازواج سے اس میں کوئی سختی نہ فرمائی اور ان کا رضامندی کے لئے نہیں
 شہد چھوڑنے کا اطمینان دلادیا پھر اس پر یہ بھی منع فرما دیا کہ اس کا کہنیں نہ کرے کیا جاؤ متعارف تھا کہ حضرت

زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنکے پاس شہد پایا تھا انھیں شہد چھوڑنیکی اطلاع نہ دی گئی کیونکہ اس سے
 ان کو ملال ہوگا اور منظور ہی نہیں کر کسی کی بھی دشمنی ہو چنا چنا پنچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام
 بخاری و مسلم نے حشرہ صدیقیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہیں میں داخل علی احد فقلت لہ
 ذلک فقال لایا من بہ شر بت عسلا عند زینب بنت جحش فلن اعود لہ یوقد حلفت
 لا تجزونی بذلک احد یمتغی مرثنا اذ واجہہ یعنی حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما میں سے کسی کے پاس جب سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے اور انھوں
 نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے منہ سے مغفیر کی بو پاتے ہیں تو حضور نے فرمایا کچھ مضائقہ
 نہیں کیونکہ ہم نے تو زینب بنت جحش کے یہاں شہد پایا ہے ان تقریروں سے صاف
 ظاہر ہے کہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے منہ سے بولے مغفیر کو کوئی علاقہ نہیں مگر یہ بھی
 معلوم تھا کہ ان کا منشا یہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرمادیں اس واسطے انکی رضامندی کیلئے و ارشاد
 فرمایا کہ ہم لوگوں کی طرف پھر عود نہ کریں گے یعنی قسم کھاتے ہیں پھر شہد نہ پئیں گے اور تم کسی کو
 اس شہد چھوٹنے کی خبر نہ دینا یہ اس لئے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو انکی خبر پہنچے گی تو انکی دشمنی
 ہوگی چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ اللہ ہاری مرقاة المفاتیح میں اسی لائحہ عمل کے متعلق فرماتے ہیں لفظاً
 انہ لکنسروا حلف زینب من اعتناہ من عسلہا غرض کہ اس حدیث شریف سے انکار علم مصطفیٰ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی نہیں معلوم کہ معترض کس نشہ میں ہے اور اس
 نے کیا سمجھ کر اعتراض کیا جہاں میں ایک لفظ بھی تو ایسا نہیں جس کی کسی طرح یہ ثابت ہو سکے کہ
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں امر کا علم نہیں ملا شبہہ بخاری شریف میں ہے
 حضرت جابر کہتے ہیں میں بنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے قرضہ کے
 باب میں گیا اور دروازہ پر کھٹکا کیا حضور نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں حضور نے فرمایا کہ
 میں تو میں ہی ہوں گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا اگر حضرت جابر نے اس ہوتے تو کیوں دریا کرتی
 کہ تم کون ہو حضور کو خود ہی معلوم ہو جاتا جواب یہ شبہہ بھی ایسا ہی وہی ہے جیسے اور ادھر گزیر
 چکے کلام کی مراد سمجھ لینا کیا معنی معترض کو عہد کا صحیح ترجمہ کن نہیں اتنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 من ذرا فانی یعنی یہ کون ہے حضور کے علم نہ ہونے کی دلیل نہیں وہ نہ خود حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے

حضرت جابر کا نام دریافت فرماتے پر شبہہ اور اس کا جواب

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیف تھی الموتی کے جواب میں فرمایا اذلہ تو من کیسا تم بھلائی نہیں لائے تو معترض یہاں بھی کہہ دیا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ جل شانہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی وہی شبہ بیان کر سکتے ہیں ورنہ کسی مسلمان کو تو بہت ہو نہیں سکتی علیٰ ہذا احتساب میں جا بجا مذکور ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے دریا فرمایا کہ میرے جسے کیا کرتے ہیں تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے ہمارے معترض صاحب سیر قبل جنگ کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل سمجھا مگر عجیب الفہم معترض صاحب کہ عجیب ایجاب میں ہے قتل عاشق کسی مشوق کو کچھ دوزخ تھا پھر پر تیرے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

یہاں تو حضور کے دریا فرماتے ہیں جو حکمت ہو ایمان والوں کی آنکھیں اس بند نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریا کرے کہ تم کون ہو تو دین (نہ کہہ دیا کہ دیکھ نام بتلایا کرو اور ایک لفظ میں کہہ دینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں) ناپسند ہے آپ کو بھی ہمیں ہی شبہ ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے۔ استغفر اللہ۔ اے حضرت ان کے صاحبہ کون کے آل اطہار کو ان کے اولیاء امت کو ان کے ملازمان بارگاہ کو یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر ہو سنے دا، جب حضرت مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کوڈ سے شکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل و قال کے بعد وہاں شکر بھیجا گیا۔ شکر کے آنے سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خبر دی کہ کوڈ سے بارہ ہزار مرد آتے ہیں آپ کے ہمراہ بیویوں کے ایک صاحب شکر کی گزر گاہ پر آن بیٹھے جب شکر آیا ایک ایک آدمی کو گنا شروع کیا ایک بھی تو کم بیش نہ تھا (از شواہد النبوة مولانا عبد الرحمن الجامی قدس سرہ السامی ص ۳۲) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بعض سفروں میں جب کر بلا ہو کر گزریے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے دابہ پائیں دیکھا اور واقعہ کر بلا کی خبر دی (شواہد ص ۳۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوڈ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑتے ہیں ان کو ملاؤ وہ بلا لایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا جو ان سے

حضرت علی مرتضیٰ کا کوڈ سے شکر اور اس کی تعداد کی خبر دینا

نہایت عجیب

عرض کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور جب میں اس کے سامنے گیا۔ مجھے اس نفرت آنے لگی اور اس عورت نے مجھ کو لڑا شوروں کیا جب حضور نے طلب فرمایا تھا، سو وقت تک تڑاں ہو رہا تھا حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ بہت باتیں ایسی ہیں جن کا سننا غیر کے سامنے ناپسندیدہ ہے سب چلے گئے صرف وہ جوان اور عورت رہ گئے آپ نے اس عورت کو فرمایا کہ تو اس جوان کو جانتی بھی ہے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ میں تجھے اس کی معرفت کرتا ہوں مگر تو منکر نہ ہو جانا عرض کرنے لگی میں ہرگز امرواتی سے نکاح نہ کروں گی فرمایا کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں؟ عرض کیا ہوں، فرمایا کیا کوئی تیرے بچا کا بیٹا تھا جس کو تجھ کو محبت تھی اور تجھے اس سے عرف کیا بیشک ایسا ہی تھا فرمایا کہ تو ایک شخص کو دیکھ کر کیا باہر گئی تھی اس نے تجھے پکڑ لیا اور تیرے ماتھے مشغول ہوا تو حاملہ ہو گئی تو نے ماں کو کی خبر کیا پتہ چھپایا جب وضع حمل کا وقت آیا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی جب لڑکا پیدا ہوا تو نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھوسے پر ڈال دیا پھر ایک کتا اس کو سونگھنے لگا تو نے کتے کے پیچھا مارا اور بچے کے سر پر لگا اس کا سر پھٹ گیا تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑ کر اس کے سر پر باندھا اور پھر دم دوڑوں چلی گئیں اور کہیں اس بچے کا حال نہ مل سکا ہوا اس عورت نے کہا بیشک ایسا ہی واقعہ ہوا اور میرا اور میری ماں کے سوا اس کی کہیں کو خبر ہی نہ تھی پھر فرمایا جب صبح ہوئی فلاں قبیلہ اس بچے کو لیکر اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا اور اس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اہل تیرے ساتھ نکاح کیا یہی جہان جو پھر جوان ہو کر حکم دیا کہ سر کھولے اس نے سر کھولا سر پھٹنے کا نشانہ موجب تھا فرمایا کہ لیجائیہ تیرا بیٹا ہی اللہ نے حفاظت فرمائی اور اسے حرام کی پابندی (شواہد البیۃ) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرتبہ بارادۃ زائکہ مکرمہ کو پیادہ روانہ ہوئے راہ میں چلتے چلتے پائے مبارک درم کرائے ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور پھوڑا سا سفر سواری پر طوفانوں کیونکہ آپ کے پائے مبارک پر درم آگیا ہے فرمایا کہ نہیں منزل پر پہنچ کر ایک حبشی عیبگار اس کے پاس روغن ہے اس سے خرید لینا غلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسی دوا ہو اس منزل میں کہاں سے آئیگی منزل پر پہنچ کر ایک حبشی نظر آیا فرمایا کہ یہی ہے جس کو ہم نے کہا تھا جا کر اس سے روغن خرید اور قیمت دے غلام نے جا کر اس حبشی سے

روغن مانگا اس نے دریافت کیا کہ کس لیے دربار کو کہا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیلئے
 اس نے کہا کہ مجھے انکی خدمت میں چل میں انکا نیاز مند ہوں جب انکی خدمت میں پہنچا عرض کر
 لگا کہ آپ میرے آقا ہیں کیا آپ سے قیمت لے سکتا ہوں لیکن میری خاتون کے دروازہ
 ہے دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ کے وسیع و سامع رحمت کا عنایت فرمائے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے
 دیسا ہی پہنچے دیا جیسا تو چاہتا ہے اور یہ تجھے ہمارا نیاز مند ہو گیا جب وہ اپنی فرودگاہ پر پہنچا تو جب
 ارشاد لڑکھا پایا ارشاد النبوة صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک جہت سے فرمایا کہ میں کو مکر میں تھا مجھے حضرت
 امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا چنانچہ میں ان ہی کی قدمبوسی کے ارادہ سے مدینہ
 منورہ حاضر ہوا جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا ابراہیم غلیظ چھایا ہوا تھا اور دینار و درہم سے برس رہا تھا
 سردی سخت تھی آدمی رات کا وقت تھا جب میں در دولت پہنچا اس وقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ
 میں ابھی اپنی اطلاع کر رہا ہوں یا صبح جب امام رضی اللہ عنہ خود باہر تشریف لائیں اس وقت تک
 صبر کروں میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آمد مدینہ سے کان میں آئی کہ باندی کو فرماتے ہیں کہ فلاں
 شخص بھیگا ہوا آیا ہے اور اسے سردی معلوم ہوتی ہے دروازہ پر تنگ بٹھا ہوا دروازہ کھول دے
 چنانچہ اس نے دروازہ کھول دیا اور میں مکان میں چلا گیا ارشاد النبوة صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تو امام علی آئے
 و علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ دروازہ پر کون ہے ایک اور شخص سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں
 امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر کھٹکا کیا ایک کمینر باہر آئی میں نے اکی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر
 کہا کہ اپنے آقا سے جا کر عرض کر کہ فلاں شخص در دولت پر حاضر ہے امام باقر رضی اللہ عنہ نے
 مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آتیری ماں مرے میں نے اندر جا کر عرض کیا کہ حضرت میری
 نیت میں ہدی نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ دیواریں ہماری نظروں کے تو
 بھی پردہ و حجاب ہیں بطرح تمہاری نظروں کے لئے اگر ایسا ہو تو پھر ہم میں تم میں کیا فرق باخبر
 اسی حرکت تکرملا شہاد النبوة صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص نے کہا کہ ایک وزیر امام باقر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے انکے
 ساتھ میں بھی سوار ہوا۔ راہ میں او شخص نے امام باقر نے فرمایا کہ ان دونوں کو باندھ لو یہ چوبیس
 غلاموں نے باندھ لیا پھر امام نے اپنے ستم و نہیں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر آؤ یہاں ایک غلام
 ہے کہ آئیں جو کچھ ہے وہ لے آؤ وہ گئے وہاں دو جادواں ملے وہ لے آئے اور ایک جامہ دار ایک اور

امام حسن رضی اللہ عنہ کا دربار مدینہ منورہ میں

امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

بلکہ سے ملا وہ بھی لیا امام نے فرمایا ان جگہوں کے مالکوں میں سے ایک موجود ہے اور ایک
 غائب ہے جب زمین میں پہنچے اس جامہ دان والے نے ایک درجاعت پر تہمت لگائی تھی اور وہ
 مانوختے حاکم نے انہیں گرفتار کیا تھا۔ امام باقر نے فرمایا کہ انکو سزا موت دودہ دونوں جامہ دان
 اس کے مالک کوئے چودوں کے ہاتھ کٹوائے ان میں سے ایک نے کہا کہ احمد اللہ میری توبہ
 اور قطع دست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے
 فرمایا کہ تیرا ہاتھ تجھ سے بیس سال قبل جنت میں گیا وہ شخص صبر بیس سال زندہ رہا تین روز کے بعد
 دوسرے جامہ دان کا مالک بھی امام باقر نے فرمایا کہ تیرے جگہ دان میں ہزار دینار تو تیرے ہیں
 اور ہزار دینار اور شخص کے اور اس طرح کے کپڑے ہیں وہ عرض کرنے لگا کہ اے حضور اس
 ہزار دینار والے کا نام بھی بتائیں تو درست فرمایا کہ اس کا نام محمد ہے اور اسکے باپ کا نام عبد الرحمن
 ہے وہ ایک نیک مرد ہے صدی بہت دیتا ہے غار بہت پختہ ہے اور اب باہر تیرے انتظار
 میں بیستے ہی اس شخص نے ایم کی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً اشہدان لا الہ الا اللہ و
 اشہدان محمد عبدہ و رسولہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا (شواہد النبوة ص ۱۹۵) کو فیوں میں سے ایک شخص نے
 کہا کہ میں کوئٹہ سے بارادہ خرا مان باہر آیا میرے لڑکے نے مجھے دیا کہ محل کو فروخت کر کے
 میرے لئے فروزہ خریدتے لانا جب میں مرد کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے غلام آئے اور کہنے لگے کہ انکا ایک خادم فوت ہو گیا ہے جو محل تمہارے پاس ہے کہہ
 ہاتھ فروخت کر دتا کہ ہم اس کا کفن بنادیں میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی محل نہیں ہے وہ چلے گئے
 اور پھر آکر کہنے لگے کہ ہمارے بولانے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس محل ہے
 جو تمہارے لڑکے نے تمہیں فروخت کر نیکی کے دی ہے اور فروزہ خمیہ نے کو کہا ہے کہ لو یہ انکی قیمت
 ہے پھر میں نے وہ محل انہیں دیدیا اور اپنے دل میں کہا کہ ان سے چند سئے دیسلفت کرو دیکھوں کہ
 کیا جواب دیتے ہیں وہ مسئلہ میں نے لکھ لے اور صبح کو دریا فت کر نیکی نیت سے ان کے دروازے پر
 گیا لوگوں کا اثر دھام تھا مجھے یہ بھی میسر ہوا کہ میں انکی زیارت کر لیتا چہ جائیکہ مسائل فدیہ کرتا متحیر
 کھڑا تھا کہ ان کا ایک غلام میرا نام لکھ کر لے گیا اور تھوڑی دیر میں ایک رقعہ مجھے دیکھا اس میں تحریر
 تھا کہ اے فلاں شخص تیرے سوالوں کے یہ جواب ہیں جب میں نے دیکھا تو فی الحقیقت میرے تمام مسائل

دن کے وقت کو

جین و غریب حالات کی خبر

امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر ہزار سال کے تمام سوالوں کے جواب دینا

جواب ہے (شاہد الفتوة ص ۱۹۹) مولانا جلال الدین رومی نے مشنوی معنوی میں فرمایا کہ حضرت
 بائرمہ بطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز سے اپنے مریدوں کے جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ ایک
 آپ تنو خوشبو آئی اور آپ پر آثار سستی نمودار ہوئے، ایک مرید نے عرض کیا کہ اس وقت کیا حال ہے
 جو حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سفید فرمایا کہ مجھے اس طرف تو ایک
 یار کی پونچھ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک نیا بادشاہ پیدا ہو گا کہ آسمان پرانے خیمے ہونگے مریدوں
 نے نام دریافت کیا، فرمایا نام اُن کا ابوالحسن ہو گا، اور علیہ وقار رنگ اور تمام باتیں بیان فرمائیں اور
 یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلے میں سرید ہو گا اور میری تربیت سے اس کو فیض ہو گا مریدوں نے
 اس کی تاریخ لکھ لی۔ چنانچہ ابوالحسن اسی تاریخ کو پیدا ہوئے، اور جو اوصاف حضرت بائرمہ
 بطائی قدس سرہ نے بیان فرمائے سب اُن میں موجود تھے۔ چنانچہ مشنوی شریف کے اشعار میں

آن شیدی داستان بائرمہ	کر وصل ابوالحسن از پیش روید	روئے کن سلطان تقویٰ میگذ	بامریاں جانب محرو دشت
بوی خوش آمد اورانگاہاں	در کو در تر حد خار قباں	پس در انجانا لہ شاق کرد	بوی ما از باد استشق کرد
بوی خوش را عاشقانی کی کشد	جان و از بادہ بادہ می شنید	چوں در و آثار سستی شد پدید	یک مرید اور او کلام در رسید
پس سرش کہیں احوال خوش	کہ بر دامن است از حجاب و شش	گاہ سرخ و گاہ زرد و گاہ سفید	مشور و دیت چال است او نید
گفت بوی بواجب آمدن	ہمچنان کہ مرئی را از زمین	کہ مجھ گفت بردست صبا	از زمین می آمد بوی خدا
از او پس از قرن بے عجب	مرئی را مست کرد و بر طرب	سیرین در مصر زمین یک حریص	پر شدہ کنفل بزبونی آن
گفت زمین بوی کے سر	کاندیں وہ شہر یار رسید	بعد چند سال می آید شے	میرید بر آسماں باختر گئے
چیت نامش گفت نامش ابوالحسن	علیہ اش واکفت زابر و ذوق	قدا اور رنگ او شکل او	یک بیگ گفت از گیر و درو
کہ حسن باشد مرید اُمت	دریں گیر و صبح از تربتم	رویش از گلزار حق گلگون بود	از من او اندر تمام افزون بود
بر نوشتند آن زبان تاریخ را	از کباب کہ مستند آن سرخ را	چو رسید آن وقت آن تاریخ را	زبان زمین آں شایدا گشت
ہمچنان کہ کہ او فرمودہ بود	ابوالحسن از مدام آنرا شنو	ہر صبح تیز رفتے فور	بر سر گوش نشستے با حضور
تا مثال یخ پیش آئے	ناکبے گفتے شکاش حل شد	تلیکے روزے بہا بد با سحر	گور ہار اربت نو پوشیدہ بود
توے بر تو بر فہماں بچوں علم	آقبہ قہ دید شد جانش بنم	بالکے آمد از خطیرہ شیخ حی	انا ادا عوکی کی گئی الی
حال او زان روز شد غیب	آن عجائب را کہ اول می شنید	لوچ محفوظ است پیش اولیا	از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
انے جو مت و دل است و جو	و حی حق و اللہ اعلم بالصواب		

اب جہاں کو کچھ تہ چلا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدام کے علوم کیسے وسیع ہیں۔
 مشبہ :- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا حضور قیامت میں اپنی قوم

صحت از دیدہ عیالی کا حضرت بائرمہ بطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر

کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا آثار و صفات ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرہ چمکتے ہونگے اگر حضرت قبل
 ہوتے تو کیوں یہ فرماتے؟ جواب یہ شبہ بھی محض لچر ہے اور مخالفین کو ایسے شبہ کرنا شرعاً جائز
 نہیں کیونکہ یہ حضرات اپنی زبانوں سے اسی مسئلہ علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رائدین کہتی رہی ہیں
 کہ جو عرض کو نہ پرکھ لوگ وارد ہونگے، حضور انہیں اپنے صحابی کہہ کر تیار کیے اور بلاوے، تب
 حضرت عرض کیا جائیگا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے۔ آپ کو ان کا حال معلوم نہیں۔ چنانچہ اس کا جواب بھی اوپر گزر
 چکا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپ نے یہ زبان ہی نکالا ہے کہ حضور اپنی امت کو آثار و صفات پہچانینگے۔ تو ان
 مرتدوں کے ہاتھ پاؤں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہوگی جو حضور فرمائینگے کہ یہ میری صحابی ہیں، اور اگر یہ
 نہ چمکتی ہوگی تو کیسے ہائینگے جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو وہاں آثار و صفات معرفت کا ذریعہ ہی سوچو اور
 ناموم ہو، اس موقع پر حضور کو بیان فضیلت و صفات تھا اس واسطے یہ فرمایا کہ ہماری امت کے اوپر خاص کرم الہی
 ہے کہ ان روزہ مرتبہ ممتاز ہوگی۔ آپ یہ سمجھ گئی کہ حضور کی معرفت اس پر موقوف ہی آفرین ہے آپ کی
 سمجھ پر آپ کو بھی خبر نہیں کہ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح الغزیرہ
 بارہ المصلحین میں فرماتے ہیں:۔ و علی ازا بوناغ روایت یکند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود
 مشکلی امتی فی المار و الطین یعنی تصویرات امت من در آب و گل ساختہ زمین غورند۔ یعنی ولی نے
 بوناغ سے روایت کی کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری امت کی تصویر پانی
 اور مٹی میں بنا کر دکھائی گئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اور مختلف الفاظ سے بھی حدیث کی کتاب میں مروی
 اور ایک روایت میں حضرت جنہاد سیاحی آیا ہے یعنی میں نے اپنے نیک و بد کو پہچان لیا، اب کیا بات شبہ ہی
 شبہ در معدود مسلم حضور پر بواستطاعت فرشتوں کے پیش کرنا کیا ضرورت تھی؟ جواب کیا خوب، یہ
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم علم کی دلیل و یافیت شان کی؟ مگر یہ آپ کیوں سمجھنے لگے تھے کہ
 بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنا حضور کی رفعت شان ظاہر نہ کرے۔ اگر یہی ذہن رسائی تو کیا عجیب ہے کہ جو حضرت حق سبحانہ
 تعالیٰ پر بھی اعراض کر ڈالے کہ ذکر اللہ فرشتے لجاتا ہیں اور اعمال ثانی بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں جیسا کہ احادیث
 صحیحہ ثابت ہو تو اگر یہی ذہانت تو یہ بھی کہہ بیٹھے گا کہ اللہ تعالیٰ اگر عالم ہوتا تو فرشتے کیوں علی لجا
 حضرت لیسے وہی شہادت سے توبہ کیے گا۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ایسے عالم ہے، مگر یہ احمق نظام
 وحکمت پر مبنی ہیں، اگر کوئی شبہ پیدا ہو کرے تو علماء کی خدمت میں عرض کر کے صاف کر لیا کرو
 یہ بھی ہو سکے تو اپنے قصور علم کا اقرار کر کے اس کو اپنی ہلاکتی سمجھا دو۔ اور خدا اور رسول پر اقرض کر دے زبان و کو
 سمجھانے سے تھا ہمیں سر و کار۔ اب مان نہ مان تو ہے غبار
 صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحابہ و بارک وسلم **تتمت بالخیر**

فہرست مضامین کتاب مستطاب الکلمۃ العلیا لا علام المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ	۱۱	حضور پر حیح اشیا کا منکشف ہونا
۲	مخالفین کے وہ رسا اور فتوے جن کا اس کتاب میں رد ہے	۱۲	دیند و نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم امکان و مایکون ہونے کا گھمبھ دینا۔
۳	تقریر مسند علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳	حضور نے قیامت تک ہونے والا ہر امر بیان فرمایا
۴	حضور کے لیے حیح اشیا کے علم کا اثبات قرآن پاک سے	۱۴	یہاں تک کہ کئی پزندہ ایسا نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
۵	اہل سنت کا عقیدہ متعلق علم حضور علیہ الصلوٰۃ	۱۵	حضور نے ایک نین نین کے تمام حالات بیان فرمائے
۶	تقریر الایمان کے لغویات کا رد	۱۶	ابتداءً انتہا تک مخلوقات کے صحیح احوال کا ایک
۷	حضور کے علم عظیم کا ثبوت آیات سے	۱۷	مجلس میں خبر دینا حضور علیہ الصلوٰۃ کا مجزہ ہے۔
۸	حضور کے لیے حیح اشیا کے علم کا ثبوت احادیث سے	۱۸	حضرت داؤد علیہ السلام کا سواری پر چڑھنے کا حکم دینا
۹	حضور نے جن پر قیام فرما کر قیامت تک کے وظائف و عبادت کی خبر دی	۱۹	اور زبور شروع کرنا زین پھینچنے سے قبل زبور فتح فرمایا
۱۰	مولوی محمد سید بناری کی لیاقت و دیانت	۲۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک رکاب میں قدم رکھ کر دوسری
۱۱	مخالفین کے اہل حق کے کرشمے	۲۱	میں قدم رکھنے تک پورے قرآن پاک غم کر لینا۔
۱۲	بخاری و مسلم کی حدیث کہ حضور نے قیامت تک ہونے والی کوئی چیز چھوڑی سب کا بیان فرمایا۔	۲۲	بعض شائع کا حجر اسود و باب الکعبۃ تک پہنچنے پر تمام ائمہ نے
۱۳	حدیث حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے	۲۳	ختم کر لیا اور میں شیخ عبد الباقی بن ہرمدی کا از لعل آخر نبوت
۱۴	زمین کو سمیٹ کر مثل کعبہ رست کر دیا میں نے	۲۴	حضور علیہ السلام پر عالم کی کوئی شے چھنی و چھنی نہیں
۱۵	آسمان کے شارق و ستارے کو دیکھا۔	۲۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم پرستار اللہ پرست کی نفس
۱۶	حدیث حضور نے فرمایا تھے آسمانوں اور زمینوں	۲۶	ایسا کہ ایک ایسی صفت عطا فرمائی جاتی جس سے وہ ایک مطلق ہستی
۱۷	کی تمام کائنات کا علم حاصل ہو گیا۔	۲۷	نصیحت المسلمین کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات خبر دے گا وہی اللہ تعالیٰ
۱۸	طاغوت و اشجار وغیرہ و جمیع کائنات کا علم حضور کو محض ہوا	۲۸	عجبوان خدا کے سینوں کی فورایت و لوح محفوظ
۱۹	حضور پر غیبیوں کے دروازے کھول دیے گئے۔	۲۹	کے نقوش ان میں منکس ہو جاتے ہیں۔
۲۰	تمام علوم جزوی و کلی کا علم و احاطہ	۳۰	صاحب براہین کی تقریر پر شیطان لعین کا استدعا
۲۱	آسمان و زمین کے جلاؤں و امثالہ پر برہنہ کا سائنہ فرمایا	۳۱	کے اجاب میں ہی ہونا لازم آتا ہے۔
۲۲		۳۲	لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم محمدیوں کی ایک ہر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و فضل خلق پر نورانی	۳۱	صاحب برہین کا شرک کو نفس سے ثابت کرنا
۲۱	حضور علیہ السلام کا دنیا و دین کے تمام امور و مصالح کا علم	۳۲	جانب مخالف کا اثر اس کے حضور عالم الخلق میں
۲۱	اللہ تعالیٰ کا حضور علیہ السلام کو علم اولین آخرین اور مآل	۳۲	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضرت علیہ السلام کا کرنا
۲۱	حضور کو تین طرح کے علم عطا ہوئے۔	۳۲	خواہ ذاتی ہو یا عطائی بہ طرح شرک اور اس کا جواب
۲۲	امنان و جن و فرشتے حضرت کے امتحین	۳۲	مخالفین کے قول و لازم آتا ہے کہ علام الغیوب علیہ السلام پر تعارض
۲۲	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام دنیا و مافیہا کا علم	۳۲	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الہی بھی ذاتی
۲۲	حضور کا علم انسانی جنوں فرشتوں سے وسیع	۳۲	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو
۲۳	دست علوم اولیاء کا ذکر	۳۳	بھی تمام چیزوں کا ہر وقت علم نہیں۔
۲۳	اولیاء کے لئے تمام عالم کے علوم	۳۳	علم نبی علیہ السلام کی نسبت اہل سنت کا اعتقاد
۲۳	مولوی اسماعیل دہلوی کا اپنے مریدوں تک کے	۳۳	جانب مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا
۲۴	لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنا اور حضور کی شریعت	۳۳	فقیر مولوی غلام محمد اور شرف الخطا اور نصیحہ السکین
۲۵	مولوی اسماعیل دہلوی کا صاحب قتل دورہ	۳۳	اور رد ایضاً کہ اس قول کا رد جو بتایا جا غیب میں کہلاتا
۲۶	کی دست علمی کا اقرار اور حضور کیے انکار	۳۳	غیب کے معنی کی تحقیق میں تفسیروں کی عبارتیں
۲۶	بزرگوں کے علم بابت کی نسبت صاحب	۳۳	آیت و عند معارض ایضاً کہ غیب کا شرک اور اس کا جواب
۲۶	نصیحہ السکین کا اقرار	۳۳	جس غیب پر دلیل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے سنا نہیں
۲۶	مولوی کو چینی کا اقرار	۳۵	غیب کا علم بتدلیم الہی انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے
۲۷	مخالفین کے قول و حضور کی دیکھ کر شرک کا جہان لازم	۳۵	جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب میں جاننا
۲۸	حضور اقدس علیہ السلام کے اقدس پر بھی یہ معنی ملتی	۳۵	سب میں یہی مراد ہے کہ بتدلیم الہی نہیں جانتا۔
۲۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سید زمین پر نہ پڑا تھا	۳۶	شرح فقہ اکبر کی عبارتیں جانب مخالف و دیگر دہانیہ
۲۸	مولوی و امداد صاحب کے سارا علماء و کلمۃ الحق کا	۳۶	کی غلط فہمی اور اس کا جواب
۲۸	ہو الاول والاخر و الظاہر والباطن شائع الہی	۳۶	علامہ تلمیذی کی شرح شغلے حضور کیے علم الامان یا کمون اثبات
۲۸	و لغت رسالت پناہی دونوں کو شامل ہے	۳۶	حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات
۲۸	علم غیب کے متعلق فریقین کے اعتقاد	۳۶	دنیا و آخرت کی خبر دینا بڑا معجزہ ہے۔
۲۸	بلوچین شیطان و ملک الموت کی سمیت	۳۶	شرح فقہ اکبر کی عبارتیں علم ذاتی کے اعتقاد پر بغیر کے
۲۸	علم کا اقرار اور فخر عالم کی دست علمی کا انکار	۳۸	مخالفین کے کلام میں نقص یہ بھی کہتا ہے کہ غیب وہی
		۳۸	جو بتایا جائے اور بھی کہ بعض غیب جانتے تھے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹	کل اشیاء کا علم الہی کے حضور قلیل ہے	۵۳	عالم غیر مجتہد کو صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کا
۴۰	حضور کا علم ملکوت سموات وارض کی قلیل ہے	۵۴	آیہ و علمات مالم تکن تعلمہ یرغافین کا
۴۱	برائین قاطعہ کا اتہام کہ حضرت کو دیوار کے		اعتراف اور اس کا جواب
۴۲	بچھے کا بھی علم نہیں اور اس کا رد		آیہ و علم الانسان مالم یعلم میں انسان سے
۴۳	حضور علیہ السلام کے علم محیط کا اطلاق و درست ہے		مضمون مراد میں۔
۴۴	حضور علیہ السلام کا علم کاغذ و غیرہ کے علم و خبر یا محیط	۵۵	آیہ و علمکم مالم تکنوا تعلمون پر
۴۵	آیہ لا یحیطون بشیء سے جانب مخالف کی غلط		مخالفین کا شبہہ اور اس کا جواب
۴۶	فہمی اور اس کا جواب	۵۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام مخلوقات
۴۷	آسمانوں و زمینوں کے تمام غریب کے علم الہی کا ایک قطرہ		غیب یہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔
۴۸	مخالفین کا علم باری تعالیٰ کو بھی محدود ہی سمجھ لیا	۵۸	مخالفین کا یہ عذر کہ آیت کے علوم غیر مراد ہیں
۴۹	علم باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علم قلیل ہے	۵۹	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا و آخرت کے
۵۰	علم شریکی نفس بحث		جدہ احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا۔
۵۱	علم ممکنی ملکہ علوم میں شائع و ذائع ہے قرآن و		علم بالغیب حضور کا معجزہ ہے۔
۵۲	حدیث و کتب علوم سے اس کے شہاد اور تفسیر شریعت	۶۰	تمام مخلوقات کا علم علم الہی کے حضور قلیل ہے۔
۵۳	ہر شے کی کمال حضور علیہ السلام کے علم جاس کے تحت ہیں	۶۱	جملہ اشیاء کے علوم آسمانوں زمینوں کے غیوب
۵۴	حضور کا شریک جید و رفی موزوں غیر مفرد		بجور علم الہی کا ایک قطرہ ہیں۔
۵۵	میں امتیاز فرمانا۔		تمام مخلوقات کے علم کا مقابلہ انبیاء و اولیاء انبیاء کے علم
۵۶	شعر کے معنی عرفی و منطقی		کا مقابلہ سید الانبیاء علیہم السلام و ہر یک کے علم کا مقابلہ علم
۵۷	قرآن پاک میں شعر کے معنی عرفی مراد نہیں ہو سکتے		الہی قلیل ہونا۔
۵۸	منفی شعر تعلیم قرآن ہے۔	۶۲	حضور کا علم اگرچہ علم الہی کے سامنے قلیل ہو مگر تمام
۵۹	بحث شعر میں حضرت شیخ اکبر کی لغزین و حیل تفسیر		ماکان و مایکون الی یوم القیمہ کو مادی ہے۔
۶۰	علم سحر کی بحث اور مخالفین کا رد	۶۳	تفسیر یہ و علمات سے حضور علیہ السلام کیلئے
۶۱	کوئی علم فی نفس مذہب نہیں۔		علم ماکان و مایکون کا ثبوت
۶۲	شاہ عبدالعزیز صفا کی تفسیر شریعت ہے کہ انبیاء	۶۴	آیہ و یکون الرسول علیکم شہید ابو
۶۳	علیہ السلام یا مینا و طبیا وغیرہ علوم فلسفہ کو بھی		وہابیہ کا اعتراف اور اس کا جواب
۶۴	جانتے ہیں۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۶	آیہ دیکھو الرسول علیکم شہید کی اجماع امت ظاہر یکن نہیں۔	۶۶	جانب مخالف کی خوش فہمی اور سیکون کے قرب پر دلالت کرنے کی بحث
۶۷	جیسا پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہے ایسا ہی اس امت کے اجماع کا۔	۶۷	صیغہ مضارع پر سین کی معنی قیاس ہے۔
۶۸	غوث اعظم کا ارشاد کہ لوح محفوظ میرے سامنے ہے اور میں علم الہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں	۶۸	آیہ و علمک ما لہ تکن تعلم پر مخالفین کا اعتراف اور اس کا جواب
۶۹	اولیاء کے سامنے زمین مثل ردی تاخیر ہے امام اعظم کی روایت کہ حضرت زید نے فرمایا کہ میں عرش الہی کو صنادید بنا ہوں اور جنتی وعدتی میری نظر کے سامنے ہیں۔	۶۹	مسئلہ ظہار کے مسئلہ جانب مخالف کا شہداء اسی کے قول سے اس کا جواب۔
۷۰	اولیاء کا علم چاہے آبا میں ہر ایک کے استقلال و ملاحظہ فہم ملتے ہیں۔	۷۰	مخالفین کا یہ قول کہ ہر علم مخصوص بعضی اور اس کا جواب تحقیق اسبق کہ عام افادہ علوم میں قطعی ہے
۷۱	آیہ وما ہو علی الغیب نصین کی بحث	۷۱	قاعدہ ماسن عام الخیر خیر کے نزدیک درست شائع ہونے کے نزدیک جانب مخالف کے اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ بعض چیزیں خدا کی ہر میں بعض غیر کی اور اسہ کو بھی بعض کا علم ہو (معاذ اللہ)
۷۲	آیہ وما کان اللہ لیطلعکم کی بحث	۷۲	حدیث تلقیح پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب حضور کو دنیا و دین کا علم مرحمت ہوا۔
۷۳	صاحب روح البیان کے نزدیک حضور کا علم جس معنوں میں غیبیہ بلکہ ربیہ پر محیط ہے۔	۷۳	جانب مخالف کی ذہانت۔
۷۴	حضور کو اپنی امت کے ہر مومن کافر کی اطلاع ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ سے فرمانا کہ ابن قیامت تک کا ہم سے سوال کرو اور ہر حضور سے سوال کیا جانا اور حضور کا جواب دینا۔	۷۴	یا کہ عموم پر جانب مخالف کا اعتراف اور اس کا جواب آیہ قل لا یعلم بربنا الا ربنا اور اس کا جواب
۷۵	آیہ قل لا اقول لکم ربنا الا ربنا اور اس کا جواب جانب مخالف کا حضور کیلئے بدخلق سے لیکر قیامت تک کے امکان و یا سیکون کے علم کا قرار لطیفہ۔ امکان و یا سیکون کی بحث	۷۵	جنتی آیتوں میں غیب کی نفی ہر سب میں یہ مراد ہے کہ بے تعلیم ابھی کوئی نہیں جانتا۔
۷۶	کان کے معنی کی نفیس بحث	۷۶	اور غیب کا علم اور یہ ان اللہ عنہ علم الناس کی قیامت کا علم
۷۷	کان محمد بن کے نزدیک غیب تمام و استمرار ہے	۷۷	میز کا بیان اس کا علم کہ پیش میں کیا ہے
۷۸		۷۸	کل کی بات
۷۹		۷۹	حضرت شہر پر قیام فرما کر قیامت کی خبر دینا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۶	حضرت کا کل کی بات بتانا	۱۰۸	علم قیامت
۹۷	اسکا جواب کہ جب حضرت نے شاہ لڑکیاں لگائی	۱۰۹	اس کا علم کہ پیٹ میں کیل ہے
۹۸	ہیں کہ ہم میں اپنے نبی میں جو کل کی بات جانتے	۱۱۰	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا محل میں جہاں جہاں کی خبر دینا۔
۹۹	ہیں تو حضور نے انھیں کیوں منع فرما دیا۔	۱۱۱	ایک عراقی کا حضور سے دیر تک نہ کرنا کہ میری آنٹی کی بچہ
۱۰۰	اس کا علم کہ کہاں مرے گا	۱۱۲	کیا ہے اور ایک نوعمر صحابی کا حیرت انگیز جواب
۱۰۱	آیہ وغذہ مقام الغیب نفی علم عطائی کی	۱۱۳	کل کی بات کا جواب
۱۰۲	ثابت کرنا ظلم ہے۔	۱۱۴	گلنے والی لڑکیوں کو حضور نے یہ کہتے ہیں کہ
۱۰۳	باب دوم۔ آیہ قل لا اقول لکم اور آیہ لو کنتم	۱۱۵	منع فرما دیا کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں
۱۰۴	اعلم الغیب پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۱۱۶	اس کا علم کہ کہاں مرے گا
۱۰۵	آیہ و تم من قصصنا پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب	۱۱۷	حضرت صدیق اکبر کا حضور سے عرض کرنا کہ
۱۰۶	آیہ لا تعلمن سخن تعلیم پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۱۱۸	میں حضور کے بعد دُعا کی برس زندہ رہوں گا
۱۰۷	و یا انکم عن الرج پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۱۱۹	آیت کے لیے معنی بیان کرنا جائز نہیں جو شاہد
۱۰۸	حضرت عائشہ صدیقہ پر کفار کی تہمت سے وہابیہ	۱۲۰	و محسوس کے خلاف ہو بلکہ درحقیقت طعن و تحریف ہے تفسیر
۱۰۹	کا استدلال اور اس کا جواب	۱۲۱	مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی
۱۱۰	انبیاء کی بی بیوں پر کار نہیں ہو سکتی۔	۱۲۲	کے فتویٰ مولوی اشرف علی دہلوی وغیرہ سب شریک
۱۱۱	حضرت صدیقہ کی پاکی پر حضور کی قسم۔	۱۲۳	بارگم ہونے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۱۲	وہابیہ کی حضور پر دو بدگمانیاں	۱۲۴	قاضی خاں کی عبارت متعلق تزوج بيشہات
۱۱۳	انبیاء پر بدگمانی کفر ہے۔	۱۲۵	خدا اور رسول پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۱۴	حضرت صدیقہ کی حدیث میں اخبرک سے	۱۲۶	فقہانہ لفظ قالوا کا استعمال کس موقع پر فرماتے ہیں
۱۱۵	وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب	۱۲۷	علم بالغیب کے اثبات میں فقہی عبارات
۱۱۶	شب معراج میں حضور علیہ السلام کو تین طرح	۱۲۸	وہابیہ کا اعتراض کہ جمیع انبیاء غیر تنہا ہیں اور اس کا جواب
۱۱۷	کے علوم عطا ہوئے ایک وہ جسے چھپانے کا حکم ہوا	۱۲۹	مولوی اشرف علی کی تقریر کا رد
۱۱۸	دوسرے کے چھپانے اور ظاہر فرمانے کا اختیار	۱۳۰	قیامت میں حضور بعض لوگوں کو عرض کوثر کی
۱۱۹	تیسرے پر خاص و عام کو پہنچانے کا ارشاد	۱۳۱	طوف بلائیں گے اس پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۲۰	اور آیہ علم جو حضرت کے مرتب ہوا اس کا انشا حرام ہے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۲	قرآن شریف یاد ہونے کے بعد عبور لانا	۳۲	حضرت علی مرتضیٰ کا واقعہ کر بلا کی خبر دینا
	گناہ عظیم ہے۔		حضرت علی مرتضیٰ کا ایک عجیب و غریب
۱۳۳	کفایت کے احوال بیت المقدس دریافت		تفسیر اور غنی رازوں کی اطلاع
	کرنے پر دہائیہ کا اعتراف اور اس کا جواب		حضرت امام باقر علیہ السلام کا بیان دروازہ پر آنے والی خبر دینا
۱۳۴	آیہ ماکنت بد عاصم الرسل اور حدیث	۳۴	حضرت امام حسن علیہ السلام کا لڑکھائی کا پیدائشی خبر دینا
	و لعلہ ماوری پر دہائیہ کا اعتراف کیا ذلت		حضرت امام باقر کا ارشاد کہ دیواریں ہمارے لئے قباب ہیں
	حضور کو اپنے غائتہ کی بھی خبر تھی اور		حضرت امام باقر کا چوروں کی خبر دینا
	اس کا جواب	۳۴	حضرت امام باقر کا ایک چور کے وقت
۱۳۵	آیہ یتیم جمع ائمہ پر دہائیہ کا اعتراف		موت کی خبر دینا اور عجیب و غریب حالات
	اور اس کا جواب		بیان فرمانا
۱۳۶	نماز میں پابوش مبارک لٹانے پر دہائیہ		امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان کے ساتھی
	کا اعتراف اور اس کا جواب		کے تمام سوالوں کے جواب دینا۔
	واقعہ سیر معونہ پر دہائیہ کا اعتراف اور اس کا جواب	۳۵	حضرت بانیرید سلطانی کا حضرت شیخ ابو الحسن
۱۳۷	حدیث المحن لکھنے پر دہائیہ کا اعتراف		کی ولادت و دیگر حالات کی خبر دینا۔
	اجرائش کا جواب	۱۶۶	آثار و ضوابط سے حضرت کے اہل کو پہچانتے
۱۳۸	شان نزول سورہ تہیم پر دہائیہ کا		پر دہائیہ کا اعتراف اور اس کا جواب
	اعتراف اور اس کا جواب	۳۶	درو و سلام پیش کئے جانے پر دہائیہ
۱۳۹	حضرت جابر کا نام دریافت فرمانے پر		کا اعتراف اور اس کا جواب
	دہائیہ کا اعتراف اور اس کا جواب		
۱۴۰	حضرت علی مرتضیٰ کا لشکر کو خدا اور اس کی		
	تعداد کی خبر دینا۔		